علم الاخلاق

تصنیف

مولوی سید کرامت حسین بیرسٹر ایٹ لا جسٹس جج الہ آباد ہائی کورٹ
فیلو یونیورسٹی الہ آباد مصنف رائٹ اینڈ ڈیوٹی و سائنس آف لا و فقہ اللسان
و ایمیلیٹیو آرجن آف پرائمری اریک وٹس و افراد کا سبہ و الدین و الکون
و تاریخ جناب سیدہ صلوٰۃ اللہ علیہا و ترجمہ رسالہ علم الاخلاق در فارسی
و امور عامہ و تعلیم نسوان و سچا عقیدہ و اسکیم فار دی پروگرس
آف محمڈنس و مسئلہ عقار وغیرہ

سنہ ۱۹۱۵ء

باہتمام بابو منوہر لال بھارگو سپرنٹنڈنٹ

مطبع منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں چھپا

ملنے کا پتہ مسلم گرلز اسکول لکھنؤ

غلط نامہ رسالۂ علم الاخلاق

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۵	۶	آمی	آدمی
۳۰	۷	سالوسے	مادّی
۸۱	۴	مدرجہ	بدرجہ
۸۷	۱۰	ایسا	ایسا ہی
۹۰	۷	اوران	اورون
۱۰۷	۵	قوت	موت
۱۰۸	۱۴	آزادی	ارادی
۱۱۵	۷	ایسا ہے	ایسا
۱۱۵	۸	ایسے ہی	ہی
//۰	//	ارادی افعال	وہ ارادی افعال جبہ
//	۹	جن کا	اور جن کا

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۴۶	۱۱	سخس	شخص
۱۴۷	۵	قوت	محنت
۱۵۰	۱۲	مقابضہ	مقابضہ
۱۵۱	۳	مقابضہ	مقایضہ
〃	۷	مقابضہ	مقابضہ
〃	۱۰	مقابضہ	مقایضہ
۱۵۴	۱۴	آدسی	آدمی
۱۵۵	۱۴	اضیار	اختیار
۱۵۶	۱۵	واپس	درسپے
۱۵۸	۴	بالغرض	بالعرض
۱۷۸	۱۴	تعین	تعیین
۱۹۸	۸	تبان	تباین

فہرست مضامین

نمبر باب	صفحہ	مضمون

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمہید

منطق۔ ریاضی۔ طبیعیات۔ طب وغیرہ۔ دنیوی علوم صحیحہ
سب آدمیون کے لیے ایک ہین۔ خواہ وہ ہندو ہون یا مسلمان
یہودی ہون یا نصرانی۔ دہریہ[1] ہون یا لاادریہ[2]۔ ایسا نہین ہوسکتا
کہ سالمات[3] مادہ مین دہریہ کے نزدیک باہم میل طبیعی[4] ہوا ور لاادریہ

---

[1] جو لوگ خدا کے منکر ہین اُنکو دہریہ کہتے ہین۔

[2] وہ فرقہ ہے جو کہتا ہے کہ علم بشری کو خدا کے وجود یا عدم پر حکم لگانیکی قوت نہین اُسکو لاادریہ کہتے ہین

[3] وہ چھوٹے چھوٹے اجزاء لایتجزی جو طبعاً قسمت قبول نہین کرتے سالمات مادہ ہین۔

[4] مادہ کے اجزا مین قانون فطرت نے یہ قوت دی ہے کہ وہ آپس مین کشش کرین اس فطرتی میلان کو میل طبیعی کہتے ہین

سکے نزدیک اُنکو نفرت ہو- عالم کی تمام کائنات مقررہ اصول پر
چل رہی ہین وہ سب کے لیے یکسان ہین اور اُنکے دریافت کی
راہین اور قوتین سب مین ایک قسم کی ہین- مذہبون سے
اختلافون سے عالم کی سچی معلومات مین اختلاف نہین ہو سکتا سچ
ہمیشہ سچ ہے اور ہمیشہ سچ رہے گا وہ سب کے لیے ایک ہے اُسمین
اختلاف ممکن نہین- اختلاف وہین ہے جہان غلطی ہے اور غلطی وہین
ہے جہان استنباط اور قیاس ہین- علوم صحیحہ کی معلومات سب کیلئے
ایک ہونیکے سبب یہ ہین- علوم صحیحہ واقعات پر مبنی ہین اُن مین تجربہ
کرنے اور کلیات بنانے کے واسطے دنیا کے سب لوگ شخصی اور نوعی
تجربہ اور عقل ہی سے کام لیتے ہین کسی اور ذریعہ کو دخل نہین دیتے-
علوم صحیحہ کے مسلمات مقرر ہین اُنکی تعریفین اور موضوع[1] معین ہین
جن چیزون سے اُنمین بحث ہوتی ہے وہ بھی معین ہین جو غرضین
اُن علمون کی ہین وہ بھی معین ہین جن علت و معلول کے علاقون سے

---

[1] جس چیز سے کسی علم مین بحث کرین وہ چیز اُس علم کا موضوع ہے- مثلاً عدد
علم حساب کا موضوع ہے شکل اقلیدس کا موضوع ہے-

اُن علمون مین بحث ہوتی ہے وہ بھی قابل ادراک[1] ہین فوق الطاقۃ البشریہ نہین۔

علم الاخلاق کے مسلمات[2] اگر معین ہون۔ اسمین بھی صرف شخصی[3] اور نوعی تجربہ اور عقل[4] سے کام لین اُسکی تعریف اور موضوع کو مقرر کرین۔ جن چیزدن اور علاقون سے اُس مین بحث ہوگی وہ بھی

---

[1] جاننا۔ دریافت کرنا

[2] مسلمات اُن قضیئون کو کہتے ہین جو کسی علم مین مان لیے جاوین اور اُنکا ثبوت نہ دیا جاوے اقلیدس مین مان لیا ہے کہ کل جز سے بڑا ہوتا ہے مساوی کا مساوی مساوی ہوتا ہے۔

[3] جو تجربہ انسان موجودات خارجیہ سے علاقہ پیدا کرکے حاصل کرے وہ شخصی تجربہ ہے نمک کو چکھ کر اُسکا مزہ جاننے یا گلاب سونگھ کر اُسکی خوشبو جاننے یہ شخصی تجربہ ہے کرورون اسلاف کے شخصی تجربون سے ایک حالت فطری ہوجاتی ہے بچہ پیدا ہوتے ہی دودھ پینے کو لب ہلاتا ہے یہ نوعی تجربہ ہے۔

[4] وہ قوت جس سے انسان چیزدن پر حکم لگاتا ہے عقل ہے۔

معیّن کرین۔ اُسکے علمی و عملی غرضین مقرر کرین تو علم الاخلاق علوم صحیحہ مین داخل ہوجاوے محققین یورپ سے خوشہ چینی کرکے مین اس رسالہ مین بیان کرتا ہون کہ علم الاخلاق کے مسلمات معین ہین اُسکے اصول وکلیات تمام نوع انسان کے لیے ایک ہین۔ اختلاف مذہب اُسکے اصول وکلیات کو بدل نہین سکتا اس رسالہ مین صرف علم الاخلاق کا ذکر ہے مذہب سے بحث نہین ہر شخص اُسکا مذہب کچھ ہی ہو اصول رسالہ ہذا پر عمل کرکے راحت سے عمر طبیعی[1] تک پہونچنے کی کوشش کرسکتا ہے اور جہان تک اُسکے ارادی[2] افعال کو راحت مین دخل ہے کامیاب ہوگا۔

علم الاخلاق کے مسلمات

جیسے اور علوم صحیحہ کے مسلمات ہین اور بے اُنکے اُن علوم کے

---

[1] وہ عمر جس تک آدمی کو اگر وہ ہمہ جہت اچھا رہے تو پہونچنا چاہیئے۔

[2] افعال فعل کی جمع ہے فعل کے معنی کام کے ہین جو کام آدمی اپنے ارادہ اور اختیار سے کرتا ہے اُنکو افعال ارادی کہتے ہین۔

کلیات نہین بن سکتے ایسا ہی علم الاخلاق کے بھی مسلمات ہین جنکے
بغیر علم الاخلاق کے کلیات نہین بن سکتے۔

پہلا مسلمہ یہ ہے کہ آدمی راحت سے زندہ رہنا چاہتا ہے
مرنا نہین چاہتا۔ نوعی تجربہ نے اس خواہش کو طبیعی کردیا ہے اور
سب ایسا ہی چاہتے ہین۔ جیسے آدمی زمان ومکان کے تعقل[۱] سے
خالی نہین ہوسکتا ہے اور دونون اُسکے عقلی فطرت ہین[۲] ایسا ہی
آدمی راحت سے جینے کی خواہش سے خالی نہین ہوسکتا اور وہ

---

[۱] عقل سے سمجھنا

[۲] آدمی کی عقل کی ساخت ایسی ہے کہ زمان ومکان کی موجود ہونیکا
وہ ضرور حکم لگاتی ہے اُس کی عقل مین یہ نہین آسکتا کہ زمان کبھی نہ تھا
یا کبھی نہ ہوگا ایسا ہی یہ عقل مین نہین آسکتا کہ کسی وقت مکان نہ تھا یا
آیندہ نہ ہوگا اسی حالت کا نام عقلی فطرت ہے ایسا ہی ہر شخص اس
عقیدت سے جدا نہین ہوسکتا کہ زندگی کے غرض یہ ہے کہ کسی وقت کہین کسی نہ کسی
قسم کی راحت ہے کیسکو ایسا خیال ناممکن ہی ہے کہ زندگی کا مقصود یہ ہے کہ ہمیشہ
اذیت ہو اسی حالت کا نام اخلاقی فطرت ہے۔

اُسکے لیے اخلاقی فطرت ہے کوئی آدمی دنیا مین ایسا نہین جس کے نزدیک جینے کا مقصود ابدی اذیت ہو سکے۔

دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ آدمی راحت پسند ہے چین سے بسر کرنا چاہتا ہے نوعی تجربہ نے زیست[1] ولذت کو باہم کر دیا ہے اور موت اور اذیت کو۔ اسلیئے ہر شخص آرام اور راحت چاہتا ہے تکلیف اور اذیت سے بچتا ہے جینے کے لیے راحت پسند ہونا ضرور ہے اور اسی وجہ سے طبیعی ہو گیا ہے جتنے استیثار[2] کے کام آدمی اپنے لیے کرتا ہے راحت پسند ہونا اُن سب کی بنیاد ہے اور جتنے ایثار[3] کے کام اورون کے لیے کرتا ہے اُن مین بھی راحت پسندی کو دخل ہے۔

---

[1] زندگانی۔ جینا۔

[2] استیثار اپنے فائدے کے لیے کام کرنا کھانا پینا۔ سونا۔ جاگنا اپنے واسطے کمانا سب استیثار کی مثالین ہین۔

[3] دوسرے کے نفع کے لیے جو کام کیے جاوین اُنکو ایثار کہتے ہین بھوکے کو کھانا کھلانا بیمار کی تیمارداری کرنا بے اجرت پڑھانا ایثار کی مثالین ہین۔

تیسرا مسلمہ یہ ہے کہ آدمی صحبت پسند ہے اور مدنی الطبع[1] قانون قدرت نے اسکی ساخت اور اسکی ماحول[2] کی خلقت ایسی بنائی ہے کہ تصاحب یعنی باہم رہنے سے اسکے اسباب راحت بڑھجاتے ہین اور باہم رہنا اسکے لیے ناگزیر ہے اور نوعی تجربہ نے اس باہم رہنے کی خواہش کو بھی طبیعی کردیا ہے جتنے ایثار کے کام آدمی اورون کے واسطے کرتا ہے وہ سب اسی باہم رہنے کی فطرتی خواہش پر مبنی ہین اور باہم رہنے کی خواہش اخلاقی شعور کی جڑ ہے۔

---

[1] مدینہ یا شہر مین باہم ملکر رہنے کی طبیعی خواہش انسانون مین موجود ہے اور اسی حالت کو مدنی الطبع کہتے ہین۔

[2] جو مرکبات مادہ وقوت مانند آب و ہوا وحیوانات ونباتات و معدنیات انسان کی گرد و پیش ہین اور اسکی راحت واذیت مین اثر کرتے ہین وہ ماحول ہین۔

[3] Moral Sens کسی چیز کے اچھا یا برا یا لذیذ یا مولم ہونیکا فطرتی ادراک جو انسان مین نوعی تجربہ سے پیدا ہوتا ہے پیدا ہوتے ہی بچہ مین وجود کی خواہش یا اجنبی سے گریز اخلاقی شعور کے آثار ہین۔

چوتھا مسلمہ یہ ہے کہ آدمی کے ارادی افعال کو آدمی کی راحت اور اذیت مین دخل ہے وہ راحت یا اذیت کی علت تامہ[1] نہین مگر علت ناقصہ[2] ضرور ہین یہ خیال کہ ارادی[3] افعال سے راحت مل ہی نہین سکتی یا اذیت ہو ہی نہین سکتی بالکل غلط ہے اگر ارادی افعال

[1] اگر ایک یا چند چیز کے موجود ہونے کی وجہ سے دوسری چیز ضرورۃً موجود ہو جاوے تو پہلی چیز یا چیزون کو مابعد کی چیز کی علت تامہ کہتے ہین مثلاً سورج روشنی کی علت تامہ ہے بڑھئی - لکڑی کرسی بنانے کی خواہش اور اسپر عمل کرسی کی علت تامہ ہین

[2] علت ناقصہ کے یہ معنی ہین کہ اسکے وجود کو معلول کے وجود مین دخل ہو مگر وہ علت تامہ نہ ہو جیسے لکڑی کو کسی اُس چیز مین جو لکڑی سے بنے دخل تو ہے مگر لکڑی علت تامہ کرسی یا صندوق کی نہین ہے۔

[3] افعال ارادی - افعال جمع ہے فعل کے اور فعل کے معنی کام کے ہین جیسے چلنا بولنا لکھنا پڑھنا ارادی کی معنی جو کہ ارادہ سے منسوب ہو یعنی چاہنے اور قصد کرنے پر واقع ہو جیسے گھر سے بازار جانا دوست کو خط لکھنا جو کام انسان قصد اور ارادے سے کرتا ہے اُن کو افعال ارادی کہتے ہین -

شخصی[۱] اور اہلی[۲] اور نوعی[۳] زیست اور اُن کی رقیبونکی علّت نہون تو آدمی کو مکلّف اور ذمہ دار کہنا بالکل غلط ہوا اور تجربہ اور تربیّت اور تعلیم اور علوم وفنون و قانون اور سیاست اور انتظام اور معاشرت سب کے سب عبث ہون جب ارادی فعل کو زیست مین دخل ہی نہو تو آدمی کا پھر کوئی فعل نہ اچھا رہے نہ بُرا۔ بُرائی بھلائی کی تو بنیاد اسی پر ہے کہ ارادی افعال کو زیست مین دخل ہے یہ بات بھی لحاظ کے قابل ہے کہ آج انسان کے اعتبار سے صرف وہی چیزین اچھی یا بری ہو سکتی ہین جو راحت یا اذیت کے وسیلے ہون۔ بعض مضر ہین بعض مفید۔

دخل کے معنی یہ ہین کہ ارادی فعل آدمی کی زیست

---

[۱] شخصی زیست۔ بحیثیت اپنی ذات کے زندہ رہنا۔

[۲] اہلی زیست۔ بحیثیت ایک خاندان کے رکن کے زندہ رہنا۔

[۳] نوعی زیست۔ بحیثیت نوع انسان کے ایک فرد کے زندہ رہنا۔

اور اُسکے رقبے کی علت ناقصہ ہین علت تامہ نہین اُسکے علاوہ
اور بہت سی علتین بھی درکار ہین جب وہ سب جمع ہون تب زلیست
باقی رہے یا اسکا رقبہ بڑھے۔ اگر قبر مین زندہ آدمی کو بند کردین تو وہ

سلہ رقبہ زلیست۔ جتنے دن زندہ رہے وہ طول زلیست ہے اور جتنے کام اُس مین کرے
وہ عرض زلیست ہے ان دونون کا حاصل رقبہ ہے۔
مثال زید اگر پچاس برس زندہ رہے اور کوئی کام نہ کرے اور خالد بیس برس زندہ
رہے اور دس مفید کام کرے تو خالد کی زندگی کا رقبہ زید کی زندگی کے رقبہ سے
بڑا ہے گوکہ طول اسکی عمر کا کم ہے۔

سلہ عالم مین جو واقعات ہوتے ہین اُنمین سے بہت سے ایک ہی وقت مین ہوتے ہین
بہت سے ایک دوسرے کے بعد ہوتے ہین۔ جو ایک دوسرے کے بعد ہوتے ہین اُنمین
جو پہلے ہوتا ہے اسکو واقعہ مقدمہ کہتے ہین اور جو بعد مین ہوتے ہین اسکو واقعہ تالیہ
آگے پیچھے ہونے کے تعلق کو علاقہ توالی کہتے ہین علاقہ توالی کبھی منفک ہوتا ہے اور کبھی
لازم توالی منفک کے یہ معنی ہین کہ واقعہ مقدمہ کے بعد واقعہ تالیہ ہوا تو مگر اسکا ہونا لازم نہین
تھا یہ بھی ممکن تھا کہ نہوتا تماشائی کے سامنے سے ہاتھی گزرے اُسکے بعد گھوڑا تو ہاتھی کا
گزرنا واقعہ مقدمہ ہے اور گھوڑے کا گزرنا واقعہ تالیہ لیکن دونون مین جو علاقہ توالی ہے

کچھ ہی کرے زندہ نرہیگا۔ ایسا ہی اگر کسی گھر مین کھانا پانی نہ ہو اور
اُس مین کسی آدمی کو بند کردین تو وہ جتنے ارادی افعال چاہے کرے
مگر آخر کو مر جاویگا۔

(بقیہ صفحہ ۱۰) وہ منفک ہے یعنی یہ بات لازم نہین کہ تماشائی کے سامنے سے ہمیشہ گھوڑا
ہاتھی کے بعد گزرے اور ہاتھی کے بعد گھوڑے کا نہ گزرنا محال ہو۔ توالی لازم کے یہ معنی ہین کہ
واقعہ مقدمہ کے بعد واقعہ تالیہ ضرور ہو اور مقدمہ کے بعد تالیہ کا نہونا محال ہو مثلاً گرمی سے جسمون
کے حجم کا بڑھنا سردی سے برف کا جمنا ورزش سے آدمی کے وزن کا گھٹنا وغیرہ۔ جب لوہے چاندی
سونے وغیرہ کو گرم کرین تب اُنکا حجم جتنا گرم کرنے سے پہلے تھا اُس سے بڑھ جاویگا جب پانی کو زیادہ
سرد کرین تب وہ برف ہوجاویگا جب آدمی دیر تک ورزش کرے تو اسکا وزن گھٹ جاویگا
ایسے ضروری توالی کو توالی لازم یا غیر منفک کہتے ہین۔ جن دو واقعون مین توالی غیر منفک
ہوتی ہے اور باہم ایسے بندھے ہوتے ہین کہ جب پہلا واقع ہو تو دوسرا بھی واقع ہوگا
بلا کسی مانع خاص کے دوسرے کا واقع نہونا محال ہوگا تو علوم عقلیہ مین ایسے غیر منفک
توالی کو علاقہ علت ومعلول کہتے ہین واقعہ مقدمہ کو علت اور تالیہ کو معلول اسلام مین
ایسے غیر منفک توالی کو حکم الٰہی یا قانون قدرت کہہ سکتے ہین جسنے دونون واقعونکو
ایسی مستحکم زنجیر مین کس دیا ہے کہ جب علت موجود ہو تب معلول بھی ہوگا۔

جیسے آدمی کے ارادی افعال زندہ رہنے کے تام[۱] علت نہین ہین ویسا ہی وہ اسباب راحت وغیرہ غرضون کے حاصل کرنے کی بھی علت تام نہین ہین۔ لیکن جیسے وہ جینے کی علت ناقصہ ہین ویسے ہی بہت سے اسباب راحت و اغراض انسانی کی علت ناقصہ ہین۔

اسی بات نے کہ ارادی افعال زیست و موت و لذت و اذیت علم و دولت عزت وغیرہ اغراض انسانی کے حاصل ہونیکی علت ناقصہ ہین۔ تدبیر و تقدیر کی لڑائی کو پیدا کیا ہے شعر

قومے بجد و جہد نہادند وصل دوست قومے دگر حوالہ بتقدیر مے کنند

اگر انسان کے ارادی افعال مطلوبون کے علت تامہ ہوتی تو تقدیر کی ضرورت نہ رہتی سب کام تدبیر سے بنجایا کرتے ایسا ہی اگر ارادی افعال مطلوبون[۲] کے علت ناقصہ بھی نہوتے تو تدبیر سے کبھی کوئی مطلوب حاصل نہ ہوتا جو ہوتا صرف تقدیر سے ہوتا۔

---

[۱] پورا

[۲] آدمی جس چیز کو چاہے اُسکو مطلوب کہتے ہین۔

اصل یہ ہے کہ اُن صورتون مین جن مین غرضین ایسی ہوتی ہین
جن کے حاصل ہونے مین آدمی کے ارادی فعلون کو دخل ہوتا ہے
اور جن کے حاصل ہوجانے کی علت تامہ مین سے تمام علتین سوا ارادی
افعال کے موجود ہوتی ہین تو وہ غرض افعال ارادی کرنے سے
موجود ہوجاتی ہے اور تدبیر سے کامیابی ہوتی ہے اگر غرض ایسی
ہوتی ہے جس مین افعال ارادی کو دخل ہی نہین یا افعال ارادی
کو دخل تو ہے مگر افعال ارادی کے سوا باقی تمام علتین موجود نہین
ہین نہ وہ افعال ارادی سے موجود ہوسکتی ہین تو وہ غرض افعال
ارادی سے حاصل نہین ہوتی اور محاورے مین کہین گے کہ تقدیر
مین نہ تھا۔

اگر پیاسا کنوئین پر جاوے اور ڈول اور کافی مضبوط رسی
موجود ہو اور اُسکے ہاتھ پاؤن مین پانی بھرنے کی طاقت ہو اور
کنوئین مین پانی ہو تو وہ کنوئین مین سے ڈول رسی کے ذریعہ
سے پانی بھر کر سیراب ہوگا اور تدبیر غرض کے حاصل ہونے مین
کافی ہوگی اگر کنوئین تک جانا محال ہو یا رسّی کافی لمبی یا مضبوط

نہو یا پیاسے مین پانی بھرنے کی طاقت نہو تو وہ سیراب نہوگا اور
کہینگے کہ تقدیر مین پانی نہ تھا۔

علم الاخلاق مین جبر واختیار کے معنی

یہان اس بحث کا لکھنا بھی فائدے سے خالی نہ ہوگا
کہ علم الاخلاق مین جبر واختیار کے کیا معنی ہونا چاہیئے۔
یہ بات متنازع فیہ[1] نہین ہے کہ آدمی کو اگر ایسے کام کرنے کی
خواہش ہو جو وہ کرسکتا ہے۔ اور کوئی مانع نہو۔ تو وہ اس کام کو
کردیگا۔ مثلاً قلم۔ دوات۔ کاغذ وغیرہ سب ضروریات موجود ہوان
اور پڑھے لکھے تندرست آدمی مین لکھنے کی خواہش پیدا ہو تو وہ
لکھنا اُسکے اختیار مین ہے وہ لکھدیگا۔ یعنی کسی ارادی فعل کی
خواہش پیدا ہونیکے بعد اسکا کرنا آدمی کے اختیار مین ہے بشرطیکہ
اُس فعل سے کوئی اور مانع موجود نہ ہو۔ اختلاف اسبات مین ہے
کہ آیا خواہشونکا پیدا ہونا بھی آدمی کے اختیار مین ہے یا نہین

---

[1] وہ چیز یا مسئلہ جس مین جھگڑا ہو۔

اس زمانہ مین اہل تحقیق کی رائے یہ ہے کہ خواہش کا دل مین پیدا
ہونا ایسے طبیعی اسباب کا نتیجہ ہے جو آدمی کے اختیار مین نہین کھانیکی
خواہش جن اسباب سے پیدا ہوتی ہے وہ آدمی کے اختیار مین
نہین ایسا ہی پینے کی خواہش جنسے پیدا ہوتی ہے وہ بھی اُسکے
اختیار مین نہین سونے کی خواہش بھی اختیار مین نہین باقی ضروریات
حیات کی یہی حالت ہے یہان یہ عرض کردینا فائدہ سے خالی نہ ہوگا
کہ بعض اوقات خارجی اسباب انسان کو کسی ارادی فعل کے صادر
کرنے پر ایسا مجبور کر دیتے ہین کہ وہ اپنے ارادی فعل کے قانونی اور
اخلاقی نتائج کا ذمہ دار نہین رہتا۔ مثلاً اگر مسلمان کی گردن پر کوئی
شخص تلوار رکھدے اور کہے کہ یا تم شراب چکھ لو یا مین تم کو جان سے
مار ڈالونگا تو ایسی صورت مین شراب چکھ لینے کے اخلاقی نتیجہ کا
وہ ذمہ دار نہین ہوسکتا۔ مذاہب اور علمار قانون واخلاق درجہ مقرر
کرتے ہین جس تک پہونچکر آدمی اپنے ارادی فعل کی ذمہ داری سے
بری ہو جاتا ہے۔ لیکن اس حد کی تفصیل وتنقید کی ضرورت
نہین۔ اور یہ کہنا بیجا نہ ہوگا کہ وہ فعل ارادی لازمی نتیجہ ہے خاص خواہش کا

اور اگر وہ خواہش ایسے اسباب کا نتیجہ ہے جو اختیار سے باہر ہین اور وہ خواہش علت تام اِس فعل ارادی کی ہے تو وہ فعل گو فعل ارادی کی قسم ہے مگر اس صورت خاص مین اضطراری ہے۔ جیسے سونے کی خواہش کبھی اس حد تک پہنچتی ہے کہ نہ سونا محال ہو جاتا ہے۔ جب چند قوتین کسی جسم کے نقطۂ خاص پر عامل[1] ہوتی ہین تب وہ جسم علم[2] جر ثقیل کے اصول کے موافق اُس جہت مین حرکت کرتا ہے جس مین اُن قوتونکا حاصل اُس جسم کو لیجاوے اور اگر اُن قوتون مین تقابل[3] ہو اور حاصل صفر[4] ہو تو وہ جسم کسی جہت مین حرکت نہین کرتا بلکہ اپنی جگہ پہ ٹھہرا رہتا ہے ایسا ہی انسان مین اگر متعدد خواہشین پیدا ہون تو اُن سب مین سے جو زیادہ قوی ہو گی فعل ارادی اُس قوی خواہش سے

---

[1] کرنے والا۔

[2] Mechanics وہ علم جس مین اجسام کی حرکت سے بحث ہوتی ہے

[3] چند چیزون کے باہم مقابل ہونے کو تقابل کہتے ہین۔

[4] صفر۔ لغوی معنی صفر کے خالی کے ہین جب کوئی عدد نہ ہو تب اسکو علم ہندسہ مین صفر کہتے ہین۔

سے صادر ہوگا اور اگر سب خواہشوں مین تقابل ہو کر صفر حاصل ہو
تو اُن متعدد خواہشوں سے کوئی ارادی فعل صادر نہوگا۔ یہ کہنا کہ آدمی
مین خواہش کا پیدا کرنا اُس کے اختیار مین ہے گویا یہ علت و معلول سے
اُس کو نکال دینا ہے اور یہ محال[۱] ہے کیونکہ خواہش انسانی حادثہ[۲]
ہے اور حادثہ بے علل سابقہ کے موجود نہین ہو سکتا مگر علم الاخلاق کو
اس جبر و اختیار سے بحث نہین ہے وہ علم النفس[۳] یا علم ما بعد الطبیعہ[۴]
مین ہونا چاہیئے۔ علم الاخلاق کے لیئے یہ مان لینا کافی ہے کہ آدمی اغراض
علم الاخلاق کے لیے فاعل مختار ہے اور اپنے فعلون کے اثر کا زیست پر
ذمہ وار ہے اگر اُسکے ارادی فعل سے شخصی یا اہلی یا نوعی زیست کو تصاحب[۵]

---

۱ جو موجود نہو سکے محال یا ناممکن ہے جیسے چار کا تین کے برابر ہونا۔

۲ ایسی چیز کو جو موجود نہ ہو اور پھر موجود ہو جاوے حادثہ کہتے ہین۔

۳ Psychology وہ علم جس مین انسان کی قوت ادراک علم خواہش حافظہ اور جذبات نفسانی وغیرہ سے بحث ہوتی ہے۔

۴ Metaphysics وہ علم جس مین امور عامہ مثل وجود۔ عدم قدم۔ حدوث۔ ذات۔ ماہیت وغیرہ سے بحث ہوتی ہے۔

۵ تصاحب۔ صحبت مین رہنا۔ اگر دو شخصون مین ہو تو مصاحبہ ہے اگر زیادہ مین ہو تو تصاحب ہے۔

اور تعامل[1] کی حالت مین فائدہ ہو تو اخلاقاً وہ فعل اچھا ہے اگر ضرر ہو تو برا۔

پانچوان مسلمہ یہ ہے کہ کسی ایسی غرض کے حاصل کرنے کو جو زیست کے لیے ضرور ہو جب کوئی ذریعہ استعمال کیا جاتا ہے تب وہ ذریعہ رفتہ رفتہ خود لذت بخش ہوجاتا ہے اور لذت بخش ہونیکی وجہ سے مقصود بالذات[2] ہونے لگتا ہے جسم کا پورا بالیدہ ہونا راحت سے عمر طبیعی تک پہنچنے کو مفید ہے اور کھیل کود سے جسم بالیدہ ہوتا ہے اس لئے کھیلنا کودنا جو ذریعہ ہے جسم کے بالیدہ ہونیکا بچون کو لذت بخش ہوتا ہے اور اصلی مقصود سے قطع نظر کرکے کھیل کود اونکا مقصود اصلی ہوجاتا ہے ماحول[3] مین جو چیزین موجود ہون اُنکے مضر او رمفید اثر کو جاننا راحت سے زندہ رہنے کا ذریعہ ہوتا ہے اور روہ ذریعہ یعنی شوق طلب علم

---

[1] تعامل۔ باہم معاملہ کرنا اگر دو شخص باہم کام کرین تو معاملہ ہے اگر دو سے زیادہ کام کرین تو تعامل ہے۔

[2] ایسے مقصود کو جو اصل مین مطلوب ہو مقصود بالذات کہتے ہین اور جو اصل مین مقصود نہ ہو اُسکو مقصود بالعرض کہتے ہین۔

[3] مادہ اور قوت کے لیسے مرکبات جو آدمی پر اثر کرین جیسے آب و ہوا حیوانات ونباتات

بچون کو فی نفسہ لذت بخش ہوتا ہے گو اُن کو اسوقت نہین معلوم ہوتا کہ وہ کیون دریافت کرتے ہین۔

ذریعہ کے لذت بخش اور اس لیے مقصود اصلی ہو جانے کی وجہ سے آدمی مختلف ماحولون مین رہ سکتا ہے اور وہ وسیلے جو شروع مین اُسکو پسند نہین آتے شدہ شدہ مرغوب ہو جاتے ہین اور جینا آسان ہوتا ہے۔

چھٹا مسلمہ یہ ہے کہ جس مادہ اولی[۱] سے آدمی بنا ہے اُسمین ایک حد تک اس بات کی قوت ہے کہ جیسے ماحول مین رہے رفتہ رفتہ اُسکے مناسب ہونے کے لیے ترقی کرے اگر آدمی کی ساخت مین ماحول سے مناسبت کی طرف ترقی کرنے کی قوت نہ ہوتی تو ایسے ماحول مین پیدا ہونیکے بعد جس مین اُسکو زندہ رہنے کے لیے جدوجہد کرنا پڑتا ہے اور مُفید کے حاصل کرنے اور مضر سے بچنے کی کوشش کرنا پڑتی ہے زندہ رہنا محال ہو جاتا۔

---

[۱] Pretext for وہ پہلا مادہ مرکب جس سے حیوانات یا نباتات بنتے ہین۔

اس مین شبہ نہین ہے کہ جہد للبقا[51] مین بعضون کو زیادہ کامیابی ہوتی ہے اور بعض کو کم جو اپنے تغیرات باطنیہ[52] کو خارج کے تغیرات سے زیادہ مناسب کر لیتے ہین وہ زندہ رہنے مین کامیاب ہوتے ہین اور جو ماحول سے مناسبت پیدا کرنے مین کامیاب نہین ہوتے وہ حرف غلط کی طرح صفحہ ہستی سے مٹ جاتے ہین جو لوگ اپنے اندرونی تغیرات مین ایسی اصلاح کر سکتے ہین کہ وہ خارجی تغیرات کے مناسب ہوجاوین صرف وہی جیتے ہین اور جو اصلاح نہین کر سکتے وہ مرجاتے ہین ۔ اصلاح کر کے زندہ رہنے کے واقعہ کو حکیم سپنسر نے خلافۃ الاوفق[53] اور ڈارون نے

---

[51] جہد للبقا ۔ یعنی زندہ رہنے کے لیے کوشش کرنا ۔ Struggle for existence

[52] تغیرات باطنیہ ۔ جو تغیر آدمی کی ذات مین ہوان وہ تغیرات باطنیہ مین ۔ مثلاً سردی مین گرم کپڑون کی خواہش یا مثل اسکے تغیرات خارجیہ وہ تغیرات جو ماحول مین ہون ۔

[53] خلافۃ الاوفق Survival of the fittest سب سے موافق کا باقی رہنا خلافہ کے معنی قائم مقام ہونا الاوفق وہ جو اپنی ماحول سے سب سے زیادہ موافق ہو ۔

انتخاب طبیعی[9] یا بقائے الاوفق کے معنی یہ ہین کہ جو لوگ اپنے ماحول کے سب سے زیادہ موافق ہوتے ہین وہی زندہ رہتے ہین اور خلیفہ یا قائم مقام ہوتے ہین اُنکے جو نا موافق ہوتے سے فنا ہو گئے۔ انتخاب طبیعی کے یہ معنی ہین کہ فطرت اُن فردون اور نوعون کو چُن چُن کر زندہ رکھتی ہے جو اپنے ماحول سے مناسب ہون اور جو مناسب نہین ہوتے اُن کو ہلاک کر دیتی ہے ممکن ہے کہ آیۂ شریفہ ان الارض یرثہا عبادی الصالحون (بتحقیق کہ وارث ہون گے زمین کے میرے صالح بندے) نے اسی کلیہ بقائے الاوفق کو باحسن وجوہ بیان فرمایا ہو بشرطیکہ "صالح"

---

[9] انتخاب طبیعی Natural selection فطرت مین یہ واقع ہو رہا ہے کہ جو حیوانات یا نباتات اپنی ماحول سے زیادہ موافق ہین وہ باقی رہتے ہین یعنی فطرت موافق کو چھانٹ لیتی ہے اور باقی کو ہلاک کر ڈالتی ہے۔ چونکہ اس فقرے مین اس طرف اشارہ پایا جاتا تھا کہ انتخاب کرنا فطرت کا ارادی فعل ہے اور اس بات کی کوئی دلیل نہ تھی صرف بحیثیت واقعہ کے یہ بات نظر آتی تھی اس لیے سپنسر Spencer نے بقائے الاوفق کو انتخاب طبیعی کی بجائے استعمال کیا۔ تاکہ ارادی فعل کا کوئی شائبہ نہ رہے اور صرف یہ معلوم ہو کہ ایسا ہوتا ہے۔

کے معنی "مناسب ماحول" کے ہون۔ اگر آیت مذکور مین خلافۃ الاوفق
کی طرف اشارہ ہے تو وجد کے قابل بات ہے۔ دنیا مین ابتک
جتنی قومین پیدا ہوئین اُنھون نے عروج پایا اور فنا ہوگئین اور
آیندہ جتنی قومین پیدا ہونگی عروج کرین گی اور نابود ہون گی وہ
سب کی سب یرثھا عبادی الصالحون کی مثالین ہونگی اور
آیت شریف نے ایسے قانون قدرت کو بیان فرمایا ہوگا جو ہمیشہ
سے ہے اور ہمیشہ رہے گا اور جس مین کبھی تبدیل نہوگی۔

ساتوان مسلمہ یہ ہے کہ جیسے بچے اپنے والدین کے مال و
دولت کے قانوناً وارث ہوتے ہین ایسا ہی ایک حد تک نسبًا
وہ اپنے اسلاف کے جسمانی اور عقلی اور اخلاقی قوتون کے بھی
وارث ہوتے ہین۔ گورے رنگ کے والدین کی اولاد گوری
ہوتی ہے اور سیہ فام مان باپ کے بچے کالے۔ ذہین اور محنتی
مان باپ کے بچے بھی ذہین اور محنتی ہوتے ہین کمینہ مان باپ
کی اولاد کمینہ ہوتی ہے اچھے اور بُرے تمام عادات جو اسلاف
مین فطرتی ہوتے ہین اُنکی اولاد مین بھی ضرور پائے جاتے ہین۔

اِس سے پتہ لگتا ہے کہ اخلاقی بلندی اور پستی مین تعلیم اور تربیت
کو دخل تو ہے مگر صرف وہی فردون کی اخلاق کو سانچے مین نہین
ڈھال دیتے اُنکے علاوہ فطرتی[۱] اور موروثی[۲] قابلیت بھی
ہوتی ہے تربیت اور فطرت کی مثال صورت اور مادہ کی سی
ہے ایک ہی مادے سے مختلف صورت کی چیزین بنتی ہین جیسے
سونے کی انگوٹھی زنجیر کڑی پازیب وغیرہ اور ایک ہی صورت
کی چیزین مختلف مادون سے بنتی ہین جیسے سونے کی انگوٹھی
چاندی کی انگوٹھی پیتل کی انگوٹھی لوہے کی انگوٹھی وغیرہ صورت
مین سب انگوٹھی ہین مگر حقیقت مین اختلاف ہے یہی حال تربیت
اور فطرت کا ہے تربیت صورت ہے اور فطرت حقیقت زنگی
عربی ۔ ایرانی ۔ ارمنی ۔ ہندی ۔ جاپانی ۔ مصری ۔ یونانی ۔
روسی ۔ وغیرہ فردون کو تربیت سے سپاہی بنا سکتے ہین ۔
مگر اُنکی فطرتی بہادری ۔ کفایت شعاری ہمدردی ۔ راستبازی

---

[۱] Natural طبیعی

[۲] جو چیز وراثت مین ملی ہو خود پیدا کی نہ ہو۔

وغیرہ مین فرق ہوگا۔

آٹھوان مسلمہ یہ ہے کہ لذت واذیت اضافی ہین ایسا نہین ہے کہ ہر جاندار کے لیے ایک ہی حالت ہمیشہ لذیذ ہو نہ ایسا ہے کہ ہر جاندار کے لیے ایک ہی حالت سدا موذی ہو جب انسان کے حواس اور ماحول کی چیزون مین علاقہ پیدا ہوتا ہے تو کبھی یہ علاقہ لذیذ ہوتا ہے اور کبھی مولم۔ لذت حاصل کرنے کو اول تو جسم مین ایسے آلات[1] ہونا چاہیے جو متلذذ[2] ہونے کا ذریعہ ہون دوسرے اُنکی ایسی حالت چاہیے کہ متلذذ ہونے کو جتنے عمل کی ضرورت ہے وہ عمل اُن آلات سے صادر ہو سکے تیسرے شے لذیذ مین وہ اثر چاہیے جو لذت بخش ہو جن جاندارون مین قوت ذایقہ موجود نہو وہ شیر وشکر کی لذت سے بہرہ ور نہین ہو سکتے اگر قوت ذایقہ نے شکر سے لذت پانے مین افراط کی ہو تو شکر چکھنے سے بجاے لذت کے اذیت

---

[1] وسیلے۔ ذریعے۔ اعضا۔

[2] مزہ پانے والا۔

ہوگی اگر کسی قوت ذایقہ کی ساخت ایسی ہو کہ اُسکو شکر تلخ معلوم ہو تو بھی اسکو شکر چکھنے سے لذت نہو گی جو حالت ذایقہ کی ہے وہی حالت دوسرے حواس کی ہے حواس کے اختلاف سے اور اُنکے عمل کے افراط و تفریط[۱] سے لذت و اذیت مین بڑا اختلاف ہو جاتا ہے اسی وجہ سے مختلف نسلون کے فردونکا بلکہ ایک ہی نسل کے مختلف فردون کا اور ایک ہی نسل کے ایک ہی فرد کا مختلف اوقات مین راحت کا معیار[۲] بدلتا رہتا ہے واقعی اذیت اور واقعی ضرر اور واقعی لذت اور واقعی نفع مین ضرور ذاتی لزوم[۳] ہے تاہم افراد لذت و راحت و اذیت و ضرر مین اضافی نسبت ہے بہت سی ایسی حالتین ہین جن سے زنگی کو لذت ملتی ہے اور روسی کو اذیت یا ہندی کو لذت ملتی ہے

---

[۱] کسی چیز مین اعتدال سے زیادہ کرنے کو افراط کہتے ہین اور اعتدال سے کم کرنے کو تفریط

[۲] کسی چیز کے جانچنے کے ذریعہ کو معیار کہتے ہین۔

[۳] اگر دو چیزون مین ایسا علاقہ ہو کہ اگر ایک ہوگی تو دوسری بھی ضرور ہوگی تو کہتے ہین کہ اُن دونون مین ذاتی لزوم ہے مثلاً سورج اور اُسکی روشنی مین ذاتی لزوم ہے۔

اور یونانی کو اذیت یا بچے کو لذت ملتی ہے اور بوڑھے کو اذیت یا
ایک ہی شخص کو اُس سے جاڑون مین لذت ہوتی ہے اور
گرمیون مین اذیت۔

خلاصہ مسلمات گزشتہ کا یہ کہ دنیا کے سب آدمیون مین
زیست۔ راحت۔ تصاحب کی خواہش طبیعی ہے اُنکے ارادی
افعال زیست اور راحت کی علت ناقصہ ہین بعض ارادی
افعال سے زیست وراحت کو فائدہ ہوتا ہے بعض سے ضرر
جس ماحول مین آدمی رہتا ہے طبعًا اُس مین اس ماحول کے
موافق ہو جانے کی قوت ہے آدمیون مین زیست وراحت کی
خواہش ہونا اُنکے ارادی افعال سے زیست وراحت کا
گھٹنا۔ بڑھنا علم الاخلاق کی جڑ ہے نشترا[1] راحت پسند ہونا
علم الاعتدال[2] کی اصل ہے اور صحبت پسند اور مدنی الطبع ہونا

---

[1] نشترا Analytically علم کیمیا مین اسکے معنی مرکب
کو اُسکے بسیط عنصرون مین جدا جدا کرنا۔ منطق مین مرکب یا پیچیدہ اور اُلجھی
حالت کو اُسکے بسیط اجزا مین جدا جدا کرنا۔

[2] علم الاعتدال ہر آدمی مین جیسی قوتین موجود ہون اور جیسے طبیعی ماحول مین

علم العدل[1] اور علم الاحسان[2] کی جڑ ہے۔

اصول اخلاق فطرتی ہین

مسلمات گزشتہ پر غور کرنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ علم الاخلاق کی بنا ایسے طبیعی واقعات پر ہے جن کو انسان دیکھ سکتا ہے اور جن کے مشاہدے اور تجربے سے ایسے اصول اور کلیات بنا سکتا ہے جو آدمیون کے ارادی افعال ہین اور لذت اور اذیت وحیات وممات مین علت ومعلول کے اُستوار علاقے کو بتا دین وہ اصول اور کلیات اپنی صحت اور سرمدیت[3] ہین مانند کلیات ہندسہ وطب وغیرہ علوم صحیحہ کے ہونگے اتنا فرق ہے کہ ہندسہ کے مقدمات

(بقیہ صفحہ ۲۶) ہون دونون کے اعتبار سے اُسکو اپنے افعال مین موازنہ کرنا پڑتا ہے جس موازنہ کی وجہ سے اُسکی زیست اور صحت اچھی رہتی ہے۔ علم تہذیب النفس بھی اسیکو کہتے مین اس موازنہ کے کلیات کو جاننا علم علم الاعتدال ہے۔ مثلاً تجربہ سے یہ کلیہ بنا یا گیا ہے کہ جوان اور محنتی آدمی کو چھ اور ساتھ گھنٹے کے بیچ مین سونا چاہیئے چوبیس گھنٹے مین تین پاؤ سے سیر بھر تک خوراک کھانا چاہیئے

[3] جو ابتدا اور انتہا دونون مین قدیم ہو۔

[1] انسانون کے باہم تعامل اور تصاحب مین انصاف کرنے کا کلیہ۔

[2] علم الاحسان۔ انسانون کے باہم تعامل اور تصاحب مین باہم بقدر ضرورت بوقت ضرورت مدد کرنے کے کلیات کو علم الاحسان کہتے ہین۔

سادہ اور کم ہونے کی وجہ سے اُسکے کلیات کی صحت اور سرعت
کا سمجھنا آسان ہوتا ہے علم الاخلاق کے مقدمات کثیر اور بہت
پیچیدہ ہین اسوجہ سے ارادی افعال اور لذت وحیات واذیت
وممات مین علاقہ علت[1] ومعلول کا پتہ لگانا مشکل ہوتا ہے اور
جب علت ومعلول ہونے کا پتہ لگ بھی جاتا ہے تب اُس مین
وہ مقداری صحت جو کلیات ہندسہ مین ہوتی ہے نہین ہوتی
اگر دس کو نو مین ضرب دین تو حاصل نوے ہوگا نوے سے
نہ کچھ زیادہ نہ کم مقدمات چونکہ بالکل مقداراً معین ہین اسلیے
نتیجہ بھی مقداراً معین ہے لیکن جب علم الاخلاق مین کہین کہ ظلم
سے قوم تباہ ہوتی ہے تب ظلم کی مقدار معین نہین کرسکتے کہ
کتنے ظلم سے ضرور تباہ ہوگی نہ تباہی کو بتا سکتے ہین کہ کتنی تباہی

[1] علت وہ موجود خارجی ہے جس کے وجود پر کسی دوسری چیز کا وجود ضرورتاً
منحصر ہو جسکا وجود منحصر ہو اُس کو معلول کہتے ہین علت و معلول مین ایک
رابطہ یا نسبت یا تعلق ہے وہ تعلق یہ ہے کہ علت معلول کی علت ہے اور
معلول علت کا معلول ہے اسی تعلق کو علاقہ علت ومعلول کہتے
ہین —

ہوگی نہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ کتنی مدت میں ہوگی۔ مقدمۂ ظلم کی مقدار
صحیح نہ معلوم ہونے سے نتیجۂ تباہی کی مقدار معین نہیں ہو سکتی
ہے ظلم و تباہی فی نفسہٖ ایسی چیزیں بھی تو نہیں کہ انکو مقداراً مقرر
کر سکیں صرف یہ کلیہ ہوگا کہ ظلم اور تباہی میں علت و معلول کا علاقہ
ہے اور اگر موانع ظلم کے اثر کو روک نہ دیں تو تباہی لازمی
نتیجہ ہے آدمیوں کے ارادی فعلوں کو قانون قدرت نے
لذت اور زیست اور اذیت اور موت میں اسی طرح سے
اثر دیا ہے جیسے دواؤں کو انسان کی صحت و مرض میں اور
جیسے اہل طب تجربہ سے دوا کا اثر دریافت کرکے بیماریوں کا
علاج کرتے ہیں ایسا ہی اہل اخلاق ارادی فعلوں کے اثر کو
زیست اور موت پر دریافت کرکے بعض کے کرنے کا اور بعض
سے بچنے کا حکم دیتے ہیں علم الاخلاق کا فطرتی اسباب پر موقوف
ہونا ایسا اہم مسئلہ ہے کہ اگر تھوڑی اور تفصیل کروں تو بیجا نہ ہوگا

لہ علم الاخلاق میں ایسا فعل جس سے کسی کی جان۔ مال۔ آبرو۔ کو نقصان
پہونچے ظلم ہے جو چیزیں ظلم سے بچا دیں وہ موانع ظلم
ہیں۔

قانون قدرت نے تمام عالم کو اصول مقررہ کا پابند فرمایا ہے دن رات کا ہونا فصلون کا بدلنا اقلیمون کا اختلاف ایسے واقعات نہین ہین کہ گاہ بیگاہ جب چاہین ہون یا نہ ہون وہ ایسے استوار قاعدون کی پابند ہین جن مین بال بھر بھی فرق نہین ہوتا۔ حرکت ہمیشہ اس جہت مین ہوگی جس مین اقل مزاحمت[۵۱] ہو۔ مادیات[۵۲] حادثہ مین (جو قوت اور مادّے سے بنتے ہین) ہمیشہ کون و فساد[۵۳] ہوگا۔ مادّے کے اجزا مین باہم کشش ہوگی اور اُن کا حجم[۵۴] اور بعد[۵۵] اُسکو معین کریگا۔

---

[۵۱] اقل کے معنی کم سے کم یا کمترین اور مزاحمت کے معنی روک۔ اقل مزاحمت کے معنی کمترین روکنے والا۔ مثلاً ایک حوض مین پانی بھرا ہو تو جس جگہ حوض کی دیوار کم سے کم مضبوط ہوگی وہین سے پانی سوراخ کریگا اور کہین گے کہ پانی نے اس جہت مین حرکت کی جس مین اقل مزاحمت تھی۔

[۵۲] مادہ سے بنی ہوئین چیزین جو قدیم نہین ہین بلکہ پیدا ہوتی رہتی ہین جیسے نباتات وحیوانات وغیرہ۔

[۵۳] ہونا اور بگڑنا۔ جو درخت زمین سے اُگتا ہے وہ رفتہ رفتہ سڑ گل کر نیست و نابود ہوتا ہے ایسے پیدا اور فاسد ہو جانے کو کون و فساد کہتے ہین۔

[۵۴] جتنے جسم ہین اُن سب مین لمبائی چوڑائی موٹائی ہوتی ہے اور جسم جتنی جگہ گھیرتا ہے اُسکو حجم کہتے ہین۔

[۵۵] فاصلہ۔ دُوری۔

سورج چاند زہرہ مشتری وغیرہ اجرام[1] سماویہ کا اپنے اپنے
مقررہ مداروں[2] پر معین رفتاروں سے چلنا بھی نامربوط[3] اور غیر منتظم[4]
نہین بلکہ وہ معین شاہراہ پر اصول مقررہ کی پابندی سے چلتے ہین
درختون کا اوگنا بالیدہ ہونا بارور ہونا - اجل[5] مقررہ کے بعد
نیست و نابود ہونا بھی چند مقررہ اصول کا پابند ہے اُس کے
خلاف نہین ہوتا جانورون کا پیدا ہونا جوان ہونا بوڑھا ہوکر مرنا
بھی ایسے اصول کے موافق ہے جن مین فرق نہین آتا -

جیسے ہر جاندار کے پیدا ہونے جوان ہونے تندرست رہنے
بیمار پڑنے بوڑھا ہونے مرنے کے اصول مقرر ہین ایسا ہی ہر قوم کے

---

[1] سورج چاند - زحل - مریخ - زہرہ - مشتری وغیرہ ثوابت و سیارجو آسمان مین نظر آتے ہین اُن کو اجرام سماویہ کہتے ہین -

[2] مدار اُس چکر کو کہتے ہین جس مین کوئی چیز گھومتی ہو - زمین مریخ - عطارد وغیرہ کے لیے بھی چکر مقرر ہین جس مین وہ گھومتے ہین اور اُس چکر کو مدار کہتے ہین -

[3] نامربوط وہ چیز جو بندھی نہ ہو - اصطلاح مین نامربوط ایسی چیز کو کہتے ہین جو منتظم اور پابند کسی قاعدے کی نہ ہو -

[4] وہ چیز جس مین انتظام نہ ہو -

[5] وقت - موت کا وقت - قرض ادا کرنے کا وقت

پیدا ہونے عروج کرنے ترقی پانے تندرست رہنے یا بیمار ہونے اور نیست ونابود ہونے کے بھی اصول مقرر ہین علم القوم[1] ہین انکو صول معینہ[2] کہتے ہین اور مذہبًا اُنھین کو ایسے احکام الٰہی سے تعبیر کرسکتے ہین جو ہمیشہ سے تھے اور جب تک تو ہین رہینگی ہمیشہ رہین گے - اہل دنیا ان سرمدی[3] احکام الٰہی کی تعامل اور تعاشر[4] ہین جتنا ہی متابعت کرتے ہین اُتنا ہی قومون ہین صحت اور عافیت اور راحت اور فلاح اور ثروت[5] اور دولت اور عزت اور آزادی ہوتی ہے اور جتنا ہی اُن سرمدی احکام کی مخالفت کرتے ہین اُتنا ہی قومون مین - نکبت[6] - ذلت - فقر - فاقہ - جرائم - امراض - جدال وقتال

---

[1] Sociology وہ علم جس ہین قوم کے معنی اور حدوث اور نمو اور کون وفساد کے کلیات اور اُن کے عوارض سے بحث ہوتی ہے -

[2] ایسے اصول یا قاعدے جو معین ہون -

[3] جو چیزین ہمیشہ سے ہین اور ہمیشہ رہین گی -

[4] باہم ملکر رہنا اور معاشرت کرنا اگر دو باہم دگر ہین تو معاشرت ہے اگر دو سے زیادہ ملکر رہین تو تعاشر ہے -

[5] بہبودی - خوشحالی -

[6] دولت - مالداری -

[7] بدبختی - تباہ حالی -

اور غلامی وغیرہ آفتین آتی ہین کلیتہ[۱] الکلیات اِن اصول کا آزادی محدودہ بآزادی دیگران ہے اور اخلاق کے تمام اصول اُسی کے جزئیات ہین جسکا بیان آیندہ کرونگا۔

قانون قدرت ہے کہ اگر کوئی شخص کسی خاص اقلیم و آب و ہوا وحیوانات ونباتات ومعدنیات وغیرہ یعنی ماحول مین واقع ہو اور وہ اُن اصول صحت کی پابندی نہ کرے جو تندرستی کے واسطے لازم ہین تو وہ بیمار پڑیگا اور زیادہ مخالفت اصول صحت کی کرے تو مرجاوے گا ایسا ہی قانون قدرت نے مقرر فرمایا ہے کہ جو لوگ قوم بنکر دنیا مین رہنا چاہین اُنکو قوم کی تمام فردون کے جان ومال کو ضرر پہونچانے سے پرہیز کرنا چاہیئے اور جو وعدے معاملات مین کیے ہون وفا کرنا چاہیئے۔ اگر قوم پر بیرونی یا اندرونی دشمنون سے حملہ ہو تو روکنا چاہیئے باہم راحت سے زندہ رہتے مین راستبازی سے

سلہ اپنے اُن تمام ارادی افعال مین جن سے زیست وراحت کو مدد ملے پورا آزاد نہ ہونا۔

سلہ[۱] سب کلیون کا کلیہ یا وسیع ترین کلیہ جس کے اندر تمام کلیات اُسکی جنس کے داخل ہون۔

تعامل اور تعاون[۵۱] کرنا چاہیئے اگر قوم کی فردین ان احکام الٰہی کی پابند نہون گی تو قوم پہلے ذلّت۔ فقر۔ مصیبت۔ امراض۔ چوری قتل۔ ڈاکہ۔ کشت و خون غلامی وغیرہ مین بتلا ہو گی اور آخر کو نیست و نابود ہو جاوے گی۔ قوم بنجانے کے بعد افراد قوم کو ان الٰہی احکام کی پابندی اگر قوم کو زندہ رکھنا ہو تو ضرور ہے اُن کا مدار فطرت[۵۲] انسانی پر ہے اور شخصی اور نوعی تجربہ سے اُنکا پتہ لگتا ہے یہ خیال بالکل غلط ہے کہ اخلاقی دستور العمل محض مصنوعی[۵۳] اختراع اور اصطلاح ہے جس فعل کو چاہا باہم اصطلاح کر کے بُرا کہنے لگے اور جسکو چاہا آپس کے قرار داد سے اچھا کہدیا۔

---

۵۱ باہم مدد کرنا اگر دو شخص آپس مین ایک دوسرے کی مدد کرین تو معاونہ ہے اگر دو سے زیادہ باہم مدد کرین تو تعاون ہے۔

۵۲ وہ قدرتی حالت یا کیفیت یا قوت جو انسان مین مخلوق ہوئی ہے اُس نے خود اپنے کسب سے پیدا نہین کی اگر کوئی شخص کپڑا سینا سیکھے تو یہ بات کسبی ہے فطرتی نہین لیکن چار کو دو سے زیادہ کھنا فطرتی ہے۔

۵۳ جو چیز آدمی بناوے وہ مصنوعی ہے اختراع کے معنی مادہائے موجودہ سے کوئی چیز بنانا۔

فعلون کی اچھائی اور برائی اُس علاقہ علت و معلول پر موقوف ہے جو قانون قدرت نے فعل اور زیست و لذت اور موت و اذیت مین مقرر فرما دیا ہے اُس علاقہ فطرتی کے دریافت مین چونکہ خطا ہوتی ہے اس لیئے کبھی وہ فعل جسکو کوئی ماھر علم الاخلاق اچھا کہتا ہے اچھا نہین ہوتا یا جسکو بُرا کہتا ہے وہ بُرا نہین ہوتا اسی خطاء اجتہادی نے حکما اور مصلحون کی راے مین حسن قبح[1] افعال ارادی کی بابت بڑا اختلاف پیدا کر دیا ہے دوسرا سبب اختلاف کا یہ ہے کہ زمانی اور مکانی اور بشری اور ماحولی حالتون کے بدلنے سے افعال کا حسن و قبح اضافی[2] ہونے کی وجہ سے بدلتا رہتا ہے۔ اور مصلحین کی نظر تمام پہلوونپر نہین جاتی۔

---

[1] حسن کے معنی اچھائی قبح کے معنی بُرائی ۔ ارادی افعال یعنے وہ کام جو آدمی کسی غرض کے حاصل ہونے کو کرے اُن ارادی افعال کی اچھائی یا برائی کو اُنکا حسن و قبح کہتے ہین ۔

[2] کسی اعتبار خاص سے اچھا یا بُرا ہونے کو حسن و قبح اضافی کہتے ہین ۔

علم الاخلاق کی بنیاد فطرت انسانی پر ہونے کا بہت اچھا پتہ اس بات سے لگتا ہے کہ کوئی شخص اور کوئی فرقہ کبھی دنیا مین ایسا نہین ہوا کہ اُس نے راحت اور صحت کے منافی افعال کو اختیار کیا ہو اور اذیت نے اُسکی عمر طبیعی کو کم کرکے نیست و نابود نہ کر دیا ہو۔ قانون قدرت نے آدمی کے جسم اور قوتون اور خواہشون اور عقل کو اور اُسکے ماحول کی چیزون اور علاقون کو ایسا ہی بنایا ہے کہ بے راحت اور تصاحب کے اُس کو عمر طبیعی تک راحت سے پہونچنا محال ہے۔ اگر اخلاق کی بنیاد فطرت انسانی پر نہوتی تو ہندو۔ بودھ۔ گبر۔ یہودی۔ نصرانی مسلمان۔ دہریہ۔ لا ادریہ باوجود بہت سے اور اختلافونکے عدل پر متفق نہوتے کوئی فرقہ تو ظلم جلی[1] و خفی[2] کو اچھا جانتا اور جھوٹ بولنے یا امن کی حالت مین پرایا مال چھین لینے کو ثواب

---

[1] کھلا ہوا ظلم۔ آدمی کی جان۔ مال۔ آبرو۔ عافیت صحت کو برباد کرنا ظلم جلی ہے۔

[2] چھپا ہوا ظلم۔ معاہدون کو پورا نہ کرنا ایسے افعال کرنا جن سے بواسطہ دوسرون کے جان و مال و آبرو۔ و عافیت و صحت کو ضرر ہو ظلم خفی ہے۔

سمجھتا اصول اخلاق کا ہر مذہب کے ساتھ جمع ہوسکنا اور تمام مذہبون سے جدا ہوسکنا بہترین ثبوت اس بات کا ہے کہ مذہب او خلق مین تلازم[۹۱] ذاتی نہین ہے تلازم کیسا وہ دونون بالکل الگ ہین مذہب کی بنا ایسی چیز پر ہے جو انسان کی حد ادراک[۹۲] سے بالاتر ہے اور اخلاق کی بنا انسان کے شخصی اور نوعی تجربہ پر ہے پھر دونون کیونکر ایک ہوسکتے ہین جیسے مذہب اور طب ایک نہین ویسا ہی مذہب اور اخلاق[۹۳] ایک نہین علاوہ برین مذہب مین آدمی کو معبود سے واسطہ ہے اخلاق مین آدمیونکے آپس کے تعلقات سے بحث ہے مذہب کا مقصود نجات اُخروی ہے اور اخلاق کا مقصود راحت دنیوی مگر لحاظ رہے کہ مذہب اور اخلاق کی

---

۹۱ جن چند چیزون مین ایسا رابطہ ہو کہ ایک ہوگی تو باقی ضرور ہون گی تو اُن مین تلازم کہا جائے گا۔

۹۲ ادراک کے معنی جاننا حد کے معنی انتہا۔ حد ادراک کے معنی جان لینے کی وہ حد جس کے بعد آدمی نہین جان سکتا۔

۹۳ تھوڑے دنون کے سفر اور اقوام عالم کی معاشرت کے اس مطالعہ سے جو کتابون کے ذریعہ سے ممکن نہین ہے معلوم ہو جاتا ہے کہ مذہب وا خلاق بالکل ایک دوسرے سے علٰحدہ ہین اگر سنئے الواقع ان مین علت و معلول کا تعلق ہوتا تو وہ قومین جو نہایت مذہبی ہین چال چلن مین بھی درست ہوتین لیکن واقعی حالت اس کے بالکل خلاف ہے تمدن عرب ترجمہ سید علی بلگرامی موسیو لی بان صفحہ ۳۹۳۔

تمیز جسکا مین نے ذکر کیا اُسی وقت ہو سکتی ہے جب مذہب بالمعنی[۱]
الخاص لیا جاوے اگر مذہب کے معنی کو اتنا وسیع اور عام کرین کہ آپس
مین العباد[۲] کا تعامل داخل ہو جاوے تو اخلاق مذہب کا ایک جزء
ہوگا اور مذہب کو اخلاق سے وہی نسبت ہوگی جو درخت کو شاخ
سے یا کتاب کو اُسکے ایک باب سے یا کسی کل کو اپنے جزو سے۔
بہت سے مذہبون مین یہی طریقہ اختیار کیا ہے اور کردار[۳] کے
نمو[۴] کے شروع مین یہ طریقہ ناگزیر[۵] تھا مگر جب کردار مین زیادہ نمو ہوا
تب کل کردار بشری کے بہت سے حصے ہو گئے ایک حصہ
مذہب کا موضوع بنا دوسرا حصہ اخلاق کا تیسرا حصہ طب کا

[۱] خاص معنی کے اعتبار سے اگر مذہب کے معنی یہ ہین کہ وہ دستور العمل ہے تمام کردار کا
تو مذہب بالمعنی الاعم ہوگا اگر مذہب کے معنی یہ ہین کہ وہ دستور العمل اس کردار کا ہے جسکو
عبد اور معبود کے علاقہ سے واسطہ ہے تو مذہب بالمعنی خاص ہوگا۔
[۲] بین العباد۔ بندون کے آپس مین
[۳] کردار — تمام افعال ارادی کے مجموعہ کو کردار کہتے ہین اصطلاح
مین اُن چند افعال ارادی کو کہتے ہین جو کسی غرض خاص کے لیے کیے جاوین۔
[۴] نمو بڑھنا جیسے جانور اور درخت کا بڑھنا اُگنا۔ بالیدہ ہونا۔
[۵] وہ چیز جس سے چارہ نہو۔

چوتھا قانون بالمعنی الخاص کا پانچوان مراسم[1] عرفیہ کا۔

شخصی اور نوعی تجربہ اور عقل

علوم صحیحہ مین شخصی اور نوعی تجربہ او رعقل کام دیتے ہین اُنکے معنی بتانا ضرور ہے عقل وہ قوت ہے جس سے آدمی کسی چیز مین کسی صفت کے ہونے کا حکم کرتا ہے۔ اگر زید کہے کہ خالد حَسین ہے تو زید کی وہ قوت جس نے خالد کی طرف اُسکے حسن کا حکم کیا زید کی عقل ہے جملہ "خالد حسین ہے" کو اگر نشتر ANALYS کرین تو عیان ہوگا کہ حکم مذکور کے لیے زید کو خالد کا تصور ہو اگر زید کو کبھی خالد کا تصور نہوا ہو یا ہونے کے بعد بھول گیا ہو تو زید خالد کی کسی صفت کا حکم نہین کر سکتا خالد کے تصور کے علاوہ محمول[2] کا تعقل بھی زید کو ضروری ہے اگر زید کو معلوم نہ ہو کہ حُسن کیا ہے تو وہ کبھی خالد کو حَسین بطور قضیہ معنویہ[3] کے نہین کہہ سکتا۔

---

[1] مراسم عرفیہ جس مین آداب صحبت و معاشرت داخل ہین۔
[2] جس کو نحو مین جملۂ خبریہ کہتے ہین اسکو منطق مین قضیہ کہتے ہین مبتدا کو موضوع اور خبر کو محمول کہتے ہین۔
[3] قضیہ معنویہ۔ ایسا قضیہ ہے جس مین حکم لگانے والے کو واقعہ مین موضوع

حکم لگانے مین موضوع[1] کا تصور اور محمول کا تعقل جدا جدا کافی
نہین جب زید نے خالد مین حسن کو ادراک کیا ہو تب ہی وہ خالد
کو حسین کہے گا اگر زید نے کبھی خالد کے حُسن کو نہ دیکھا ہو تو وہ
خالد کو حسین نہین کہہ سکتا واقع مین محمول موضوع ہی مین ہوتا ہے
شخصی تجربہ سے آدمی اُسے ادراک کرتا ہے اور جانکر بالارادہ حکم
لگاتا ہے کہ موضوع مین محمول موجود ہے متصور موضوعون کیطرف
مُدرِک[2] یا تو کوئی محمول منسوب کرتا ہے یا کسی محمول کو جو اُسکو موضوع
مین ادراک نہین ہوا سلب[3] کرتا ہے معقول موضوعون پر آدمی
فقط یہ حکم لگاتا ہے کہ وہ کسی اعم تر معقول[4] مین داخل ہین۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۹) کا تصور ہوا ہو۔ اور محمول کا تعقل۔ اُسنے جان بوجھ کر حکم لگایا ہو اُسکے مقابل مین قضیہ لفظیہ ہے جسمین ایک محمول کو ایک موضوع کی جانب نسبت کیا ہو مگر نہ موضوع کا تصور ہوا ہو نہ محمول کا تعقل۔

[1] قضیہ کا وہ جزء ہے جسپر حکم لگایا ہو کہ اس مین فلان صفت ہے یا نہین۔

[2] ادراک کے معنی جاننا جو شخص جانتا ہے اسکو مدرک بکسر را کہتے ہین اور جو صفت جانی جاتی ہے اُسکو مدرک بفتح را کہتے ہین۔

[3] چھین لینا۔ نفی کرنا۔ کہنا کہ فلان صفت فلان موضوع مین نہین۔

[4] وہ چیز جو عقل مین آوے اُسکو معقول کہتے ہین علم النفس مین جزئیات کو کہتے ہین کہ محسوس ہین اور کلیات کو کہتے ہین کہ معقول ہین۔

"سرخی رنگ ہے" کے یہ معنی ہین کہ سرخی کا مفہوم رنگ کے عام تر مفہوم مین داخل ہے۔ یا کسی معقول مین داخل نہین۔ جیسے "سرخی بو نہین" کے معنی یہ ہین کہ بو کا مفہوم جداگانہ ہے اُس مین سُرخی کا مفہوم داخل نہین۔

حکم لگانے کے لیے ادراک کا ہونا ضرور ہے۔ ادراک نہو تو حکم لگانا محال ہے جب کوئی چیز حواس کے ذریعہ سے آدمی مین خاص اثر کرتی ہے اور آدمی کو اس اثر کا شعور ہوتا ہے اُس شعور کو ادراک کہتے ہین۔ ادراک آدمی کو فقط اپنے نفس کے تغیر کا ہوتا ہے اور کسی چیز کا نہین ہوتا اور اپنے نفس کے اس تغیر سے وہ چیزون پر حکم لگاتا ہے۔ جو چیزین خارج مین موجود ہین اُن مین سے جب کوئی چیز کسی انسان کے حواس سے علاقہ خاص مین آوے تب وہ انسان پر اثر خاص کرتی ہے مثلاً زید برف کو چھوئے یا شکر کو چکھے یا پھول کو سونگھے یا گانا سنے یا مرغ کو دیکھے تو زید کے نفس مین تغیر خاص پیدا ہو گا۔ چھونے یا چکھنے۔ یا سونگھے یا سُننے یا دیکھنے سے پہلے جو حالت تھی وہ اور تھی اور جو چھونے یا چکھنے سے

ہوئی وہ اور ہے۔ اس خاص حالت کو زید ادراک کرتا ہے اور عرف
مین اُس اثر مُدرَک[1] کو چیزون کی صفت کہتے ہین جو چیز چکھنے سے
مُدرک ہو اُسکو مزہ کہتے ہین جو سُننے سے مُدرک ہو اُسکو آواز
کہتے ہین جو دیکھنے سے مُدرک ہو اُس کو رنگ یا صورت۔ جو
چھونے سے مُدرک ہو اسکو لمس۔ جیسا پہلے ذکر ہوا زید کو فقط
اپنے نفس کے تغیر خاص کا ادراک ہوتا ہے۔ اسی خاص تغیر کے
ادراک یا شخصی تجربہ کی وجہ سے زید حکم کرتا ہے کہ یہ تغیر خاص
اس مین کسی موثر نے کیا ہے ایکبار ایک موثر کے تغیر پیدا کرنے
سے آدمی اس تغیر کی تعیین نہین کر سکتا جب ایک ہی موثر چند بار
ایک ہی سا تغیر پیدا کرتا ہے تب آدمی اُن متعدد تغیرات[2] حالیہ اور

[1] وہ اثر جسکا ادراک ہو
[2] جب آدمی کسی چیز کو کسی حاستہ سے ادراک کرتا ہے۔ تب اُس مین ایک تغیر موجود ہوتا ہے اس موجود تغیر کو تغیر حالی کہتے ہین۔ تغیر حالی کی جمع تغیرات حالیہ ہے۔ جو تغیر ایک وقت مین موجود ہو اُس کو آدمی حافظہ سے یاد کرتا ہے اس گذشتہ تغیر کو تغیر ماضی کہتے ہین۔ تغیر ماضی کی جمع تغیرات ماضیہ ہے۔

ماضیتہ کو ملا کر اُس موثر کی تعیین کرتا ہے یاد رہے کہ جو تغیر حالی کسی
مُغَیّر (یعنی تغیر پیدا کرنے والے) سے آدمی مین پیدا ہوتا ہے وہ
واقعہ ہے کیفیت نفسانی کا اگر ہے تو ہے نہین ہے تو نہین ہے
صرف شخصی تجربہ سے پیدا ہوتا ہے برہان اور استدلال کی اس مین
گنجایش نہین نہ کسی دوسرے کے کہنے سے وہ تغیر پیدا ہوسکتا ہے۔
اگر کوئی شخص بہرا ہو تو جو تغیر راگ اور آدمیون مین کرتا ہے وہ
بہرے مین کبھی نہین کرتا اور بہرا اُس تغیر خاص کو جو راگ سے
پیدا ہوتا ہے ہرگز نہین جان سکتا۔ اسکو راگ کا حقیقی علم نہین ہوتا
صورت اور رنگ بینا مین جو تغیر پیدا کرتے ہین اندھے مین وہ تغیر
پیدا نہین کرتے اسیوجہ سے اصلی علم جسکو عین الیقین[1] کہتے ہین وہ
بے پیدا ہونے تغیر خاص یعنی شخصی تجربہ کے پیدا نہین ہوسکتا یہی تغیر
خاص مبدا[2] ہے علم بشری کا اور تمام معلومات بشری اُسی سے

---

[1] اگر آدمی کو سرد پانی مین بٹھا دین تو اوسکو سردی کا ایسا یقین ہوتا ہے جسمین شبہہ نہین ہوسکتا اور جسکو کوئی دلیل باطل نہین کرسکتی انسان کے لیسے یقین اور قطعی حالت کو عین الیقین کہتے ہین۔
[2] شروع - سرا۔

بنتے ہین اُس تغیر خاص یا شخصی تجربہ مین خطا اور غلط کو مجال
نہین اُس تغیر خاص سے جب اور چیزون کے وجود یا عدم وجود
کا حکم شخص مُدرک جس مین تغیر ہوتا ہے لگاتا ہے تب اُس حکم مین
غلطی ہوسکتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ تغیر خاص جو مُدرِک کے
نفس مین پیدا ہوتا ہے ادراک ہے اور نفس کی باقی سب
وہ حالتین جنکو علم کہتے ہین قیاس ہین جنکا وجود تغیر خاص سے
استنباط[1] کرتے ہین۔ آدمی مین جو تغیر ہوتا ہے وہ اُسکو یاد بھی
رہتا ہے مگر بھولنا ممکن ہے اگر تغیرات یاد نہ رہتے ہوتے تو
کوئی آدمی کبھی کسی حالی تغیر سے کوئی حکم سوا اسکے کہ کوئی متغیر تغیر
پیدا کر رہا ہے نہ لگا سکتا نہ کسی چیز کا اسکو تصور ہوتا نہ کسی صفت کا
تعقل۔ اگر تلمّس۔ مزے۔ بو۔ رنگ۔ صورت جنکا ادراک
پہلے ہو چکا ہے یاد نہ رہین تو آدمی ہرگز کسی چیز کو جس نے
اسمین تلمّس یا مزے یا بو یا رنگ یا صورت کا ادراک پیدا کیا
ہو تعین نہین کرسکتا۔ جو تغیر آدمی مین ہوتا ہے وہ یا لذیذ ہوتا ہے

---

[1] اگر ایک چیز سے دوسری کے وجود یا عدم کا قیاس کرین تو استنباط کہتے ہین۔

یا موذی۔ تغیر لذیذ جیسا بیان ہوا ممدّ حیات[۵۱] ہے یعنی زندگی کی مدد کرتا ہے اور تغیر موذی ممدّ ممات[۵۲] ہے یعنی مرنے مین مدد دیتا ہے حیات اور لذت مین مستوی[۵۳] نسبت ہے جتنی ہی لذت زیادہ ہوگی زندگی بڑھے گی اور ایسی ہی ممات اور اذیّت مین لیکن جب ماحول مین پیچیدگیان بڑھ جاتی ہین اور لذت موجود کے علاوہ لذت مرجو[۵۴] محرک افعال[۵۵] ہوتی ہے اور وہ ارادی فعل جو

۵۱ جینے کو مدد دینے والا۔
۵۲ مرنے کو مدد دینے والا۔
۵۳ دو چیزون مین اس وقت نسبت مستوی ہوتی ہے کہ جب ایک زیادہ ہو۔ تو دوسری بھی زیادہ ہو جیسے سونے کے حجم اور وزن مین نسبت مستوی ہے اگر وزن بڑھے تو حجم بھی بڑھے گا اگر وزن گھٹے تو حجم بھی گھٹے گا بعض چیزون مین منعکس یا مقلوب نسبت ہوتی ہے یعنی اگر ایک بڑھے تو دوسری کم ہو جیسے کشش اور بُعد مین اگر بعد کم ہو تو کشش زیادہ اور اگر بعد زیادہ ہو تو کشش کم۔
۵۴ لذت کے معنی گوارا ہونا۔ مرجو کے معنی وہ چیز جسکی امید ہو۔ لذت مرجو وہ لذت جو اس وقت موجود نہ ہو لیکن آیندہ اسکی امید ہو۔
۵۵ محرک یعنی چلانے والا۔ افعال جمع ہے فعل کی۔ محرک افعال سے وہ سبب مراد ہے جو باعث ہو کامون کے کرنے کا۔

زندہ رہنے کو ضروری ہین اذیت سے خالی نہین ہوتے ایسا ہی
وہ افعال جن سے زندہ رہنے کو ضرر ہوگا لذید معلوم ہوتے
ہین تب ہر صورت مین لذت اور حیات اور اذیت اور ممات
مین علاقہ مشکل سے نظر آتا ہے۔ بیان بالا سے عیان ہوتا ہے
کہ جب کسی آدمی مین حواس کے ذریعہ سے کسی موجود خارجی
سے تغیر خاص ہو تو اُسکو شخصی تجربہ کہتے ہین اُسکے علاوہ بعض
کلی تغیرات آدمی مین ایسے بھی ہوتے ہین جنکی بنا شخصی تجربہ اور
تغیر خاص پر نہین مثلاً بچہ پیدا ہوتے ہی دودھ کی طلب مین شخصی
تجربہ ہونے سے پہلے لب ہلاتا ہے اجنبی کو دیکھکر بلا اس شخصی تجربہ
کے کہ وہ ستاویگا ڈرتا ہے ایسے کلی اور فطرتی تغیرون کی بابت
محققین کی یہ رائے ہے کہ وہ لاتعدا[1] اسلاف[2] کے شخصی تجربون کا نتیجہ
ہے جو جزو فطرت بنگیا ہے جیسے آنکھ۔ کان۔ ناک۔ دل۔ جگر۔
شش کی ساخت اور اُنکے عمل بدمون بدس کے اسباب طبیعہ

---

[1] جو شمار نہ ہو سکے۔ ان گنتی۔

[2] باپ۔ دادا۔ پردادا۔ جو گذر چکے۔

کے اثر سے معیّن ہو گئے ہین ایسا ہی دماغ کی ساخت اور اُسکا عمل بھی اربون پشت کے شخصی تجربون سے معین ہو گئے ہین جیسے بطکا بچہ انڈے سے نکلتے ہی بلا شخصی تجربہ کے پیرنے لگتا ہے ویسا ہی آدمی کے بچے کا دماغ پیدا ہونے کے تھوڑے دن بعد نوعی تجربہ کی وجہ سے خاص طور پر عمل کرنے لگتا ہے اُس کے دماغ کی ساخت اور عمل معین ہوتے ہین اور موجودات خارجیہ کے علاقون سے مطابق ہوتے ہین۔ انسان کا دماغ حکیم سپنسر کی رائے مین مرتب دفتر ہے[1] اُن لاتعد شخصی تجربون کا جو جاندارونکو زیست کی ابتدا سے ہوتے رہے ہین اور جنکی انتہا آدمی ہے۔ اسی نوعی تجربے نے انسان کے دماغ کی ساخت اور عمل کو ایسا کر دیا ہے کہ شخصی تجربہ سے پہلے خاص طور سے سوچتا ہے اور علوم صحیحہ کے تمام اولیات[2] اسی نوعی تجربہ پر مبنی ہین جن کے خلاف کبھی شخصی تجربہ نہین ہوتا مگر وہ صرف یہ بتاتا ہے کہ خلاف نہو گا۔

---

[1] ایسا دفتر جو تاریخوار ہو۔
[2] وہ ابتدائی قضایا جو مان لیے گئے ہون اور جس پر کسی علم کے اور قضایا موقوف ہون۔

خلاف کا محال ہونا نوعی تجربہ بتاتا ہے تجربہ نوعی کی نسبت بعض کی رائے یہ ہے کہ وہ نتیجہ اسباب طبیعی[1] کا تو ضرور ہے مگر تجربہائے شخصیہ اسلاف کے مجموعہ کا اثر نہین ہے معلوم نہین اُسکی واقعی علّت کیا ہے - اسی نوعی تجربہ کے تمام بنی نوع انسان مین موجود ہونے کی وجہ سے سب کے معلومات صحیحہ بھی یکسان ہین - سچ سب کے لیے سچ ہے اور سچ کے دریافت کرنے کے ذریعہ بھی سب مین ایک ہین سچ کے معنی مطابق واقع ہونے کے ہین واقع کے مطابق ہونے سے یہ مراد ہے کہ جو تغیر خاص ذاتی تجربہ سے شخص مُدرِک کے نفس مین ہوا ہے وہ مطابق ہے اس مُدرَک کے جو خارج مین موجود ہے اگر مُدرِک کی ذات مین کوئی تغیر پیدا ہو جیسے خواب یا جنون کی حالت مین پیدا ہوتا ہے اور وہ تغیر کسی خارجی مُدرَک کے مطابق نہو تو واقع

---

[1] Natural Causes اسباب سبب کی جمع ہے اور اُسکے معنی ذریعہ یا علت یا وسیلہ کے ہین جو چیزین خارج مین موجود ہین اور کسی چیز کا سبب ہوتے ہین وہ اسباب طبیعی ہین یعنی جو فطرت کے موافق ہون اور اس سے بالاتر نہ ہون -

کے خلاف ہے اور غلط ہے جب سچ مطابق واقع ہونے کا نام ہے
تب ظاہر ہے کہ سچ کے جان لینے کا ذریعہ صرف شخصی اور نوعی
تجربہ ہے سوا تجربے کے اور کوئی ذریعہ سچ کے جاننے کا انسان کے
پاس نہین ہے کسی اور شخص کے کہنے سے سامع کو اُس بات کا علم
واقعی نہین ہوتا جو قائل نے کہی علم جب ہی ہوگا جب وہ خود
تجربہ کرے اور تجربہ سے معلوم کرے کہ جو کچھ قائل نے کہا تھا وہ
واقع کے مطابق ہے تجربہ کرنے سے پہلے سامع فقط باور کرتا ہے
کہ قائل کا بیان واقع کے مطابق ہوگا وہ خود حکم نہین لگا تا کہ واقع
کے مطابق ہے یا نہین اور بلا ذاتی تجربہ کے حکم لگانا
محال ہے۔

حسن و قبح عقلی ہین

چیزونکا اچھا یا بُرا ہونے کا حکم عقل ہی لگاتی ہے۔ سوا
عقل کے اور کوئی ذریعہ اچھا یا بُرا کہنے کا نہین۔ اگر کسی اور
بنا پر آدمی کسی چیز یا واقعہ کو اچھا یا بُرا کہے تو وہ اچھا یا بُرا کہنا

صرف قضیہ[۵۱] لفظیہ ہوگا معنویہ نہوگا قضیہ معنویہ تو جب ہی ہوسکتا ہے
جب آدمی کو اُس چیز کے لذیذ یا موذی ہونے کا ادراک ہوا ہو
اور لذیذ یا موذی ہونے کی وجہ سے اُسکو زیست کے لیے مفید
یا مضر کہے یا تمام اُن گزشتہ جانداروں کو جنکا انسان وارث
ہے ہمیشہ اُس چیز کا لذیذ یا موذی ہونا ادراک ہوتا رہا ہو اور
بلا شخصی تجربہ کے آدمی کو اس چیز کا لذیذ یا موذی جاننا جزو[۵۲] ذات
ہوگیا ہو۔

کوئی چیز فی نفسہ اچھی یا بری نہین ہوتی۔ اچھی وہی ہے جو
ذریعہ ہوسکے کسی غرض کا اور جتنا ہی زیادہ موثر ہوسکے اُس
غرض مین اتنا ہی بہتر ہے تلوار وہی اچھی ہے جو خوب کاٹے۔
گھوڑا وہی اچھا ہے جو خوب راہ چلے۔ کھانا وہی اچھا ہے جس سے
خوب تندرستی ہو۔ گھر وہی اچھا ہے جو سردی گرمی سے خوب

---

[۵۱] جب آدمی کے نفس مین کوئی تغیر خاص مطابق واقع کے پیدا ہو اور اس تغیر
کی بنا پر کسی موضوع کی طرف کوئی محمول منسوب کرے تب قضیہ معنویہ ہوتا ہے اگر بلا تغیر
خاص اور مطابق واقع کے حکم لگا دے تو قضیہ لفظی ہوتا ہے۔

[۵۲] آدمی کی ذات کا ٹکڑا۔

بچاوے جو چیزین ذریعہ ہوتی ہین کسی غرض کے حاصل کرنے کا اُنھین چیزون کو اچھا یا بُرا کہتے ہین اور جو ذریعہ نہون وہ اچھا یا بُرا ہونے کا موضوع نہین ہوتین۔ جب فقط ذریعون کو اچھا یا بُرا کہہ سکتے ہین تب یہ بات قابل غور ہے کہ علم الاخلاق مین کن چیزونکو اچھا یا بُرا کہنا چاہیئے۔

علم الاخلاق مین اچھا اُسکو کہتے ہین جس سے شخصی یا اہلی یا نوعی زیست بچے یا اُنکا رقبہ بڑھ جاوے۔ بُرا اسکو کہتے ہین جسسے شخصی یا اہلی یا نوعی زیست کو ضرر پہونچے یا اُنکا رقبہ کم ہوجاوے زیست پر اثر کرنے سے قطع نظر کرین تو علم الاخلاق مین نہ کوئی چیز اچھی ہے نہ بُری۔ ظاہر ہے کہ اچھا یا بُرا ہونا اضافی ہے اور آدمیون کے جسم۔ قویٰ۔ ضرورتون اور ماحول مین تغیر ہونے سے اُس مین بھی تغیر ہوتا ہے۔ گرمی مین سرد پانی لذت بخش نہین رہتا۔ بھوک مین تندرست آدمی کو کھانا حیات افزا ہے مگر تخمے[1] مین

[1] بدہضمی سے جب دست آتے ہین مگر ہیضے کی حد تک نہین پہونچتے۔ تو اُسکو تخمہ کہتے ہین۔

کمزور مریض کو ثقیل[۵۱] غذا مہلک ہے۔ برف پڑتا ہو اور مکان خوب ٹھنڈا ہو تو آگ بہت لذید معلوم ہوتی ہے اگر لون چلتی ہو اور مکان تپ رہا ہو تو آگ کا سامنا قیامت ہے۔ آدمیون کے جسم اور ظاہری و باطنی قوٰی[۵۲] مین اور ضرورتون اور نیز طبیعی اور عشرتی ماحول کی موجودات مین اختلاف ہونے کی وجہ سے ایک ہی چیز ہمیشہ اچھی اور بری نہین ہوتی بلکہ کبھی وہی چیز مضر ہوتی ہے اور کبھی مفید۔

جیسے مفید اور مضر ہونا اضافی ہے ویسا ہی لذید اور موذی ہونا بھی اضافی ہے فطرتاً[۵۳] اسی کام کی رغبت ہونا چاہیئے جو لذید اور حیات[۵۴] سہ گانہ کو مفید ہو اور اس کام سے نفرت ہونا چاہیئے جو موذی اور حیات سہ گانہ کو مضر ہو گر ماحول بشری

---

۵۱ بھاری بوجھیر دار۔
۵۲ جمع ہے قوت کی جتنی قوتین انسان مین ہین انکو قوی کہتے ہین یادرکھنے کی قوت خیال کرنے کی قوت بولنے کی قوت وغیرہ قوٰی ہین۔
۵۳ جو چیز ذاتی ہو اسکو فطرتی کہتے ہین فطرتاً بروے ذات۔ طبعاً۔
۵۴ حیات سہ گانہ۔ تینون قسمون کی زندگانی یعنی شخصی اور اہلی اور نوعی زندگانی۔

مین نہایت پیچیدہ عشرتی ماحول کے پیدا ہوجانے سے سردست آدمی
اور اس کے ماحول مین عدم مطابقت (Disharmony)
زیادہ ہے اور اسیوجہ سے اُسکو راحت سے عمر طبیعی تک پہونچنا
دشوار ہوگیا ہے۔ ہزارون ایسے کام کرنا پڑتے ہین جو اذیت دہ
ہین اور ہزارون ایسے کامون سے بچنا پڑتا ہے جو بہت لذیذ
ہین۔ لیکن۔ انسان مین ایک حد تک اپنے ماحول سے مطابقت
کرنے کی قوت موجود ہونے کے سبب سے ماہران علم القوم کی
رائے ہے کہ آدمیون مین رفتہ رفتہ اپنے پیچیدہ عشرتی ماحول سے
مطابقت زیادہ ہوگی اور کبھی ایسا زمانہ آجاوے گا کہ آدمیون
مین انھین ارادی افعال کی رغبت ہو جن سے زیست ہائے
سہ گانہ کو فائدہ پہونچے اور وہی افعال لذت بخش بھی ہون اور
اُن افعال سے نفرت ہو جن سے حیات سہ گانہ کو ضرر پہونچے اور
اُنکا کرنا اذیت دِہ ہو جیسے بوے خوش اور منظر خوش لذید اور
مفید ہے ویسا ہی کسب معاش راست گفتاری وفاء عہد ظلم جلی و
خفی سے پرہیز بھی علاوہ سود مند ہونے کے لذت بخش ہوجاویگا۔

جو اختلاف ابتک مختلف قومون اور ملکون مین آدمیون کے معیار خلق مین ہوتے رہے ہین وہ سب ایک حد تک نتیجہ ہین اسی اختلاف علاقہ کا اُن مین اور اُنکے ماحول مین - جن قومون کو جدال وقتال سے کام رہا ہے اُن مین بہادری بہت ہی بڑی صفت سمجھی گئی ہے اور جن مین صلح اور امن رہا ہے اُن مین شجاعت کا خیال بھی نہین ہوا جو قومین جبابرہ[1] کی حکومت مین رہی ہین انہین مین جھوٹ بولنا رائج ہوا ہے جن لوگون پر ایسے سلاطین مسلّط نہین ہوے اُن مین جھوٹ بولنا نہین پایا جاتا علاوہ اختلافات حالات کے خطاء اجتہادی کو بھی دخل ہے جیساکہ سابقًا بیان ہوا -

خیر محض اور خیر اضافی

علم الاخلاق مین یہ قضیہ شرطیہ کہ جو چیز حیات کو مفید ہو وہ اچھی ہے اور جو چیز حیات کو مضر ہو وہ بُری ہے ایسا قضیہ ہے جس مین کسی کو اختلاف نہین مگر جب بحیثیت قضیہ خبریہ کہین کہ فلان چیز

---

[1] جابر کی جمع جبابرہ - ظالم کو جابر یا ظلم کرنے والا کہتے ہین -

حیات کو نافع ہے تب بہت سی دشواریان پیش آتی ہین اُن دشواریون کی وقعت کرنے کو چند باتین سمجھنا ضروری ہین اور وہ یہ ہین۔

(۱) جب کسی چیز کو علم الاخلاق مین اچھا کہین تو اچھے کے دو معنی ہو سکتے ہین خیر محض[۱] اور خیر اضافی خیر محض سے وہ فعل ارادی مراد ہے جس سے سہ گانہ زیست یعنی شخصی اور اہلی اور نوعی زیست کو فائدہ ہی فائدہ پہونچے کسی زیست کو کسی قسم کا موجود یا مرجو ضرر نہ ہو اور اُسکا کرنا بھی فاعل کو لذیذ ہو ہماری گزشتنی حالت مین پوری مثال ایسے خیر محض کی کیونکر مل سکتی ہے تاہم جو مثال اُس کے قریب ہے وہ تندرست جوان ماں کی اپنے تندرست شیر خوار بچے کو دودھ پلانے کی ہے جو بوقت ضرورت بقدر ضرورت ہو خیر مشوب[۲] سے وہ فعل ارادی مراد ہے جو

---

[۱] خیر محض بلحاظ انسان کے اس فعل یا حالت کو کہتے ہین جس سے راحت ہی راحت پہونچے کسی قسم کی اذیت نہ ہو۔ خیر اضافی وہ ہے جو کسی اعتبار سے راحت رسان ہو اور کسی دوسرے اعتبار سے اذیت دہ

[۲] خیر مشوب۔ وہ خیر جو خالص خیر نہ ہو بلکہ اس مین شر کا بھی میل ہو۔

تینوں زیستون مین سے کسی کو نفع کرے اورکسیکو ضرر کرے یا سب کو موجود نفع کرے اور مرجوضرر یا سب کو نافع ہو مگر فاعل کے لیے لذیذ نہ ہو جیسے معاش ضروری کمانے کے واسطے محنت کا سب[ا] اُس سے تھک تو جاتا ہے اور اسی وجہ سے اسکو ناپسند کرتا ہے مگر گزشتنی حالت مین اُس سے چارہ نہین اگر متعب[۲] محنت نہ کرے تو بال بچے بھوکون مرین اور جتنی اذیت سے بچا ہے اس سے زیادہ اذیت ہوا ور آیندہ نسلون کو صدمہ پہونچے انسان کو اس گزشتنی حالت مین جس مین ہزارون پیچیدگیان عشرتی ماحول کی وجہ سے بڑھ گئی ہین یہ کہنا کہ کوئی ارادی فعل خیر محض ہوسکتا ہے انسان کی حد ادراک سے باہر ہے اکثر حالتون مین خیر مشوب کی چند صورت کا ہونا ممکن ہے اور ان سب مین ایک باقیون سے ضرور بہتر ہوتی ہوگی۔ اور وہی بہتر اس حالتِ خاص مین کردار کی سیدھی راہ

[ا] کمانے والا۔

[۲] تھکانے والا۔

یا صراط مستقیم[1] ہے مگر پیچیدگیون کے زیادہ ہونے سے انسان کو یہ
جان لینا کہ کون کردار کس خاص حالت مین صراط مستقیم ہے قطعاً
محال ہے مثلاً آدمی کو اپنی اولاد کی پرورش کے لیے محنت کرنا
ہر فرد کے لیے یہ لحاظ اپنی عمر و صحت و دولت و عشرتی احول
اور بلحاظ صحت و قوت اولاد کے ایک حد ایسی ہوگی جو بہترین ہوگی
اور جس مین افراط و تفریط مضر ہوگی مگر عقل بشری ہرگز نہین
بتا سکتی کہ وہ حد کیا ہے کم سے کم اور زیادہ سے زیادہ دونون
محنت کی حدون کے درمیان ہر فرد اپنے لیے کوئی حد مقرر
کر لیتی ہے اگر ایک پتھر قوت معین سے آسمان کی طرف پھینکا جاوے
تو وہ زمین کے کسی خاص مقام پر ضرور گرے گا۔ اور ہمہ دانی
قوت اُس مقام خاص کو ممکن ہے کہ پہلے سے بتا وے مگر انسانی
عقل صرف تخمین[2] کر سکتی ہے کہ کہان گرے گا ایسا ہی جب کسی
معاملہ خاص مین چند صورتین کردار کی ہو سکتی ہین جو خیر منسوب

---

[1] ایسی قوت جو سب چیزون کو جان سکے۔
[2] اگر کسی چیز کی مقدار صرف انداز سے مقرر کرین تو ایسے اندازے مقرر کرنے کو تخمین کرنا کہتے ہین۔

ہین تو اُن مین سے بہترین کا چُن لینا انسان کو محال ہے وہ فقط تخمین کر سکتا ہے کہ کونسی راہ پہ چلے عجب نہین کہ اہدنا الصراط المستقیم[1] اسی بہترین خیر مشوب کی سیدھی راہ کی طرف اشارہ ہو اور یہ اشارہ اسی وجہ سے ہو کہ بشر کو اُس سیدھی راہ کا اپنی عقل سے جان لینا محال ہے۔

کردار

آدمی کے اُن افعال ارادی کے مجموعے کو جو کسی خاص غرض سے کیے جاوین کردار کہتے ہین کردار کو اس حیثیت سے دیکھ سکتے ہین کہ وہ مجموعہ ہے چند حرکات خارجیہ کا اس جہت سے کردار بھی فطرت کے مظاہر[2] Phenomena مین سے ہے اور جیسے اور مظاہر مین نمو یا ارتقا[3] Evolution

---

[1] ہدایت کر تو ہمکو سیدھی راہ کی۔

[2] حکیمون اور فلسفیون کا عقیدہ ہے کہ عالم مین جو موجودات خارجیہ ہین اور جنکو انسان جان سکتا ہے وہ کسی عین کا اثر ہین اُس عین کو عین کہتے ہین اور اُسکے تمام اثرون کو مظاہر

[3] کردار

ہوتا ہے ویسا ہی کردار مین ہوتا ہے اُس نمو کے بہت درجے ہوتے ہین۔ سافل[1] کردار کو غرض سے کم مناسبت ہوتی ہے۔ یعنی وہ غرض حاصل کرنے کا بہترین ارادی وسیلہ نہین ہوتا اور کردار جتنا ہی اونچا اور بہتر ہوتا جاتا ہے اُتنا ہی اُسکو غرض سے مناسبت بڑھتی جاتی ہے۔ یعنی وہ غرض کے حاصل کرنے کا بہترین ارادی وسیلہ ہوتا جاتا ہے بہترین کردار وہی ہے جو غرض معین کے حاصل کرنے کا بہترین ارادی وسیلہ ہو کردار مین نمو کی تینون صفتین یعنی تحدید[2] و انتظام Definition تصوق[3] و انضمام Coherence اور تنوع[4] و امتیاز Heterayeniety جتنا ہی وہ عالی ہوتا جاتا ہے بڑھتے ہین شریف[5] (Moral) کردار کو اگر رذیل[6] Immoral

---

[1] نیچا کردار
[2] حدونکا مقرر ہوجانا اور بے ترتیبی سے ترتیب کی حالت مین آنا
[3] اجزاء مادہ کا باہم چپکنا اور جیسے پہلے تھے اس سے زیادہ پاس پاس ہوجانا ہے
[4] تنوع گوناگون ہونا امتیاز جدا جدا ہونا۔
[5] ایسا کردار جو اچھا ہو اور جس سے غرض مطلوب اچھی طور سے حاصل ہو شریف ہے
[6] وہ کردار جس سے اذیت ہو۔ یا مطلوب اچھی طور سے حاصل نہ ہو۔

کردار سے مقابلہ کرین توظاہر ہوگا کہ شریف کردار کے ارادی فعال معین اور محدود ہوتے ہین بقدر امکان اُنکا وقت مقرر ہوتا ہے اُنکی جگہ مقرر ہوتی ہے اُنکی مقدار مقرر ہوتی ہے اپنی غرض سے وہ بہ نسبت سافل کردار کے زیادہ لاصق[۵۱] اور چسپان ہین اُنکی تعداد اور تنوع بھی زیادہ ہے ایک صحرائی آدمی کو درختون سے پھل توڑکر سیر ہونے مین جتنے ملاصق کام کرنا پڑتے ہین اُنکا شمار اور تنوع بہ نسبت اُن ملاصق اور ان منضم کامونکی تعداد کے جو ایک شخص کو طبیب بنکر مریضون کے اچھا کرنے مین لازم ہوتے ہین ہزار ہا گونہ زیادہ ہے صحرائی کو غالبًا پھلون سے پیٹ بھرنے مین بیس منٹ صرف ہونگے اپنی جگہ سے درخت تک چلنا ہاتھ بڑھا کر یا چڑھکر پھل توڑنا اُنکو کھا لینا بس یہی افعال ہین طبیب ہونے کو پہلے تو پندرہ بیس سال مدرسہ جانا چاہیئے لکھنا پڑھنا صرف - نحو - منطق - ریاضی - طبیعیات - علم کیمیا[۵۲] -

---

[۵۱] باہم ملا ہوا - چسپان ۱۲

[۵۲] علم کیمیا اس علم کو کہتے ہین جسمین یہ بیان ہے کہ عناصر یا بسائط کتنے ہین اُن سے مرکبات کیونکر بنتے ہین -

علم نباتات[۱] وحیوانات علم الحیوٰۃ[۲] ۔ تشریح ۔ علم[۳] الاعضا ۔ جرّاحی وغیرہ سیکھنا چاہیئے ۔ برسون حاذق اُستادون کے مطب مین حاضر ہونا چاہیئے اُسکے ساتھ ساتھ جسمانی اورخلقی صحت کی درستی و ترقی کے لیے ہزارون عمل کرنا چاہیئے تب کہین علاج کرنے کی نوبت پہونچے گی ۔

بہت سے افعال کے منضم[۴] ہونے کے علاوہ کونا اونچے کردار مین تحدید وانتظام بھی زیادہ ہوتا ہے یعنی اغراض معینہ کے حاصل کرنے کے لئے سلسلہ افعال معینہ مقرر ہوجاتے ہین ہرغرض کے حاصل کرنے کا طریقہ خاص ہوجاتا ہے وہ غرض اسی کردار

سلہ[۱] جس علم مین نباتات کے عناصر اور اُن سے بنیے اور عمل وساخت اجزا کا ذکر ہے اسکو علم نباتات کہتے ہین جس علم مین حیوانات کے عناصر اور اُنکی تقسیم وترتیب کا ذکر ہو اسکو علم حیوانات کہتے ہین ۔

سلہ[۲] علم الحیوٰۃ مین اون نباتون اور حیوانون کے خواص وافعال کا ذکر ہے جس مین حیات ہوتی ہے ۔

سلہ[۳] تشریح اس علم کو کہتے ہین جسمین اعضا انسان کی ساخت کا ذکر ہو جس علم مین اعضا انسان کے اعمال کا ذکر ہو اسکو علم الاعضا کہتے ہین ۔

سلہ[۴] باہم متصل یا جوڑا ہونے کو انضمام یا منضم ہونا کہتے ہین ۔

خاص سے حاصل ہوتی ہے دوسرے کردار سے حاصل
نہین ہوتی۔

جو قومین ابتدائی حالت مین ہوتی ہین اگر اُن مین ایک
فرد دوسرے فرد کا مال چھین لے تو وہ مختلف طریقون سے
چارہ جوئی کرے گا یا خود بزور چھین لے گا۔ اگر وہی مال نہ ملیگا
تو دوسرا لے گا۔ اگر مال نہ ملے تو کوئی اور نقصان غاصب قوم کی
پنچایت سے سہے گا وہ جسوقت جیسا اُنکی سمجھ مین آویگا حکم لگاوینگے
امریکا مین اگر کوئی فرد دوسرے فرد کا مال غصب کرے تو صرف
وہی طریقہ چارہ جوئی کا ہوسکتا ہے جو قانون نے مقرر کیا ہے
اُسکے سوا کوئی اور طریقہ جائز نہین۔

جب کردار اونچا ہوتا ہے تب اُس مین تنوع اور امتیاز بھی
بڑھ جاتا ہے جانداروں کے ماحول مین ہزارون مختلف ترکیبین
پیدا ہوتی ہین اور زندہ رہنے کو اُن سب سے موافقت ناگزیر ہوتی
ہے اُن مین وہ کردار جو صیانت[۱] حیات کے واسطے نیچے جانورون مین

[۱] صیانت۔ بچانا۔ حفاظت کرنا۔

صرف چند سادہ عملون کا مجموعہ ہوتا ہے مہذب قومون کی فرد ومین
لاکھون قسم کے فعلونکا مجموعہ ہوجاتا ہے۔

خواص سہ گانہ مذکور یعنی انضمام اور امتیاز اور انتظام کی
وجہ سے شایستہ قومون مین تینون زیستون کے رقبے بڑھجاتے
ہین اور ہر فرد کا کردار اس اعتبار سے کہ وہ مجموعہ ہے چند مشابہ
حرکتون کا میزان متحرک ہوکر زیادہ سے زیادہ مدت تک سودمند
زندگی بسر کرنے مین مدد کرتا ہے میزان متحرک[1] کے معنی یہ سمجھنا
چاہیے کہ طبیعی اور عشرتی ماحول مین جو مرکبات مادہ قوت موجود
ہین ہر فرد بواسطہ اپنے ارادی افعال کے اُن سے ایسا برتاؤ
رکھتی ہے کہ سودمند سے متمتع[2] ہوکر اور مضر سے بچکر تینون زیستون کے

[1] میزان متحرک۔ **Moving equilibirum**
اگر ترازو کے دونون پلون مین برابر کا وزن رکھین اور پھر اسکو اس
طور سے ہلاوین کہ پلے برابر رہین تو وہ ترازو میزان متحرک ہے علم الحیوۃ
مین ایسے جاندار کو میزان متحرک کہتے ہین۔ جو اپنے ماحول سے ایسا
موزون ہو کہ جتنے تبدیل ماحول مین ہو اسکے موافق اس جاندار مین
بھی تبدیل ہوجاوے۔
[2] فائدہ اٹھانے والا۔ لذت حاصل کرنے والا۔

بقاء و ترقی کا باعث ہوتی ہے اور جو تغیر ماحول مین ہوے ہین اُنکے ساتھ ہر فرد اپنے ارادی افعال مین ایسا تغیر کر لیتی ہے کہ اُسکے ارادی افعال بدلے ہوے ماحول کے موافق ہو جاتے ہین ارادی افعال مین موازنہ رکھنے کے اعتبار سے ہر فرد میزان ہے اور ماحول مین تغیر ہونے سے ارادی افعال مین موزون تغیر کر لینے کی وجہ ایک حال پر قایم نہین بلکہ متحرک ہے۔

کردار بحیثیت جاندار کے افعال کے

طبیعات کی بنا پر اگر شریف الخصال[1] صاحب خلق[2] کو میزان متحرک کہہ سکتے ہین تو علم الحیاۃ کے اعتبار سے اُسکو معتدل الاعمال[3] کہنا چاہیے اس لیے کہ علم الحیاۃ مین صاحب خلق حسن وہی ہے جسکے اعضاء و قوی کے تمام اعمال ضروریات وجود و حیاۃ کے

---

[1] وہ شخص جسکی عادتین اچھی ہون
[2] وہ شخص جسمین اچھا خلق ہو۔
[3] وہ شخص جو اپنے تمام جسمانی اور روحانی قوتون سے ایسے اعتدال سے یہ کام لیتا ہو کہ کام لینے سے لذت و راحت ملتی ہو اور افراط و تفریط عمل سے اذیت نہ ہوتی ہو۔

موافق ہون جو اعضا انسان مین ہین وہ عبث نہین ہین اور جو
اعمال اُن اعضا سے ہوتے ہین وہ فطرتاً انسان کے لیے مفید
ہین لہذا اُن تمام عملون کا اعتدال سے کرنا جنکے لیے انسان مین
اعضا و قوی موجود ہین خَلقاً و خُلقاً فرض ہے۔
کردار کو جب علم الحیاۃ کے اعتبار سے دیکھین تب جو رابطہ[1]
احساس[2] اور عمل مین ہے اُسکو پیش نظر رکھنا چاہیئے یاد رہے
کہ زیست کی بقا اور جودت[3] مین اور عمل لذیذ اور سازہ[4] (خوش کن)
مین لزوم ذاتی کا فطرتی علاقہ ہے ایسا ہی زیست کی فنا اور ردائت[5]
مین اور عمل متعب یا محزن[6] مین لزوم ذاتی کا فطرتی علاقہ ہے فطرتاً

---

[1] اگر بیلون کو ایک رسی سے باندھ دین تو کہین گے اُن مین رابطہ ہے اگر دو آدمیون
مین باہم الفت ہو اور اُسی کی وجہ سے وہ یکجا رہتے ہون تو اُن مین رابطۂ محبت ہے
لفظی معنی رابطہ کے ملانے والا۔

[2] حواس اور موجودات خارجیہ کے باہم تعلق سے جو کیفیت انسان مین پیدا
ہوتی ہے اسکو احساس کہتے ہین۔

[3] اچھا ہونا۔

[4] خوش کن۔خوش کرنے والا۔

[5] بُرا ہونا۔

[6] رنج دینے والا۔

فعل نافع اور فعل مرغوب[1] فیہ تمام جاندارون مین فعل واحد کی
دو جہتین ہین اور ایک دوسرے سے بدون مہلک[2] نتیجون کے جدا
نہین ہوسکتے اور کوئی نوع اور اسکی فردین بے اس کے زندہ
نہین رہ سکتین کہ مرغوب کی طلب کرین اور مکروہ سے بچین ایسے
جاندارون کا زندہ رہنا جنکو لذّت اور اذیت کا احساس ہے
صرف اسیوقت ہوسکتا ہے جب اُنکی محییہ[3] یعنی زندہ رہنے کے
لیے ضروری افعال سارہ یعنی خوش کن و لذت بخش افعال ہون
لذّت اور اذیت کا احساس بھی ہو اور زندہ رکھنے والے افعال
اذیت دہ بھی ہون یہ ممکن نہین۔ اصل فطرت یہی ہے کہ جو فعل
زندہ رہنے کے لیے لازم ہون وہ لذت بخش بھی ہون اور انسان
ایسے ہی جسم و جان کا وارث ہوا ہے جس مین لذیذ اور خوش کن
فعل وہی ہین جو زندہ رکھنے کو ضروری ہین اور اُنکے لذیذ ہونے
اور زیست کے لیئے ضروری ہونے مین لزوم ذاتی کا

---

[1] وہ چیز جسکی طرف رغبت ہو
[2] ہلاک کرنے والا۔ مارنے والا۔
[3] زندہ کرنے والی چیزین۔

غیر منفک[1] علاقہ ہے اور دنیا مین ایسے زیست کا نمو جس مین لذت و الم
کا احساس ہو اسی قاعدے سے ہوا ہے لیکن آدمی نے اپنی قوتون
سے طبیعی ماحول مین ایک بہت ہی پیچیدہ عشرتی ماحول بڑھا دیا ہے
اور ابھی تک جیسا کہ چاہیئے وہ اس مرکب[2] ماحول سے مطابق نہین
ہے اس وجہ سے لذت اور حیات اور اذیت اور موت مین سیدھا
علاقہ نظر نہین آتا بہت سے ایذا رسان افعال سودمند نتیجے پیدا
کرنے لگے ہین اور بعض لذت بخش افعال مہلک نتیجے مگر اسمین
شبہہ نہین ہے کہ اگر یہی مرکب ماحول رہا تو اس فطرتی قوت سے
جو انسان مین اپنے ماحول سے مطابق ہو جانے کی ہے رفتہ رفتہ
اعمال اور احساس مین توافق[3] پیدا ہوگا اور تمام وہ اعمال جو زندہ
رہنے کو لازم ہین لذیذ ہو جاوین گے۔

علم الاخلاق مین کردار کا جو دستور العمل[4] بناوین اس مین فعل

[1] جو جدا نہ ہو۔
[2] مرکب ماحول وہ ماحول جو طبیعی اور عشرتی ماحول سے مرکب ہو
[3] اگر دو چیزون مین اتفاق ہو تو موافقت ہے اگر دو سے زیادہ مین باہم اتفاق ہو تو توافق ہے۔
[4] کسی کام کے چند قاعدون کے مجموعہ کو اس کام کا دستور العمل کہتے ہین۔

لذیذ یا موذی کا جو اثر فاعل پر ہوتا ہے اُسکو ہرگز نظر انداز نہین کرنا چاہیئے اور جہانتک ہوسکے ایسے افعال کا حکم دینا چاہیئے جو لذت بخش ہون اور ایسے افعال سے منع کرنا چاہیئے جو آزار ندہ ہون کردار کے حسن و قبح بتانے مین لذت و اذیت موجود کی بالکل پروا نہ کرنا اُس قانون فطرت کے خلاف ہے جسنے زیست و لذّت اور موت و اذیت کو باہم کردیا ہے۔

کردار بحیثیت افعال حیوان ناطق

انسان کے افعال کو اگر جاندار کے افعال کی حیثیت سے دیکھین تو جیسا کہ بیان ہوا اصل مین لذت و الم موجود اسکے ارادی فعلون کے محرک ہوتے ہین جو کام وہ کرتا ہے اسی لیے کرتا ہے کہ اُسکے کرنے مین مزہ آتا ہے اور جو کام وہ نہین کرتا اسی سیلیے نہین کرتا کہ اُسکے کرنے سے اذیت ہوتی ہے یا اس لیے کرتا ہے کہ اُسکے کرنے سے فوری لذّت حاصل ہوگی اور نکرنے سے فوری

سلہ دُکھ دینے والا ستانے والا۔

اذیت سے بچیگا جب ماحول مین تصاحب اور تعامل اور تقاسم[۱] سے
پیچیدگیان بڑھ جاتی ہین اور علوم وفنون وکسب وتجارت طرق
آمد ورفت مین ہزارون تنوع ہوجاتے ہین اور افعال ارادی اور
اُنکے اغراض مین بُعد زمانی ومکانی دقیقون سے صدیون تک
پہونچتا ہے اور افعال کے علت اور اغراض کے معلول ہونے
مین چندورچند پیچیدگیان پڑتی ہین تب اگر انسان کے کردار
کو حیوان ناطق کے افعال کے اعتبار سے دیکھین تو نظر آتا ہے
کہ فقط لذت اور الم موجود اُسکے افعال کے محرک نہین بلکہ لذت
والم مرجو کو ارادی افعال کے محرک ہونے مین زیادہ دخل ہے
اور ماحول کے اثر سے اس مین ایسا تعقل پیدا ہوجاتا ہے
کہ لذت والم موجود کا محرک ہونا لذت والم مرجو کے محرک ہونیکے
تابع ہوجاتا ہے انسان ایسے ارادی افعال کرنے لگتا ہے جو سردست مولم[۲]

---

[۱] دو سے زیادہ آدمی جب کسی چیز کو بانٹ لین تو اُسکو تقاسم کہتے ہین غرضو نکے
اچھی طرح حاصل ہونے کے لیے تقسیم محنت کر لیتے ہین - جیسے کوئی کمہار
بنجاتا ہے اور کوئی خیاط - اور اسی کا نام تقاسم ہے -
[۲] صدمہ دینے والا - دکھ دینے والا -

ہوتے ہین مگر اُنسے آیندہ شخصی یا اہلی یا نوعی حیات کو نفع پہونچتا ہے
اور اُن مین مرجو لذت ہوتی ہے ایسے ارادی افعال کو ترک کرنے
لگتا ہے جن مین بالفعل لذت موجود ہو مگر جو آیندہ شخصی یا اہلی یا نوعی
زیست کو ضرر کرکے الم مرجو سے خالی نہ ہونگے۔

لذت والم مرجو کو لذات والم موجود پر ترجیح دینا یا مذہب
یا سلطنت یا عرف یا ملکہ راسخہ[۵۱] کی وجہ سے ہوتا ہے خلقی ملکہ راسخہ
اور باقی تینون باعثون مین چند فرق ہین تینون باعث بیرونی محرک
ہین اور خلقی ملکہ راسخہ اندرونی تینون خارجی باعثون مین فعل یا ترک
فعل کا سبب ایسے سزا کا خوف ہوتا ہے جو فعل یا ترک فعل کا لازمی
نتیجہ نہین فعل یا ترک فعل اور اُسکی سزا مین ایسے غیر منفک توالی[۵۲]
نہین ہے کہ فعل یا ترک فعل ہو تو سزا یا جزا حتماً واقع ہوگی خلقی ملکہ
راسخہ فعل یا ترک فعل کا باعث اس وجہ سے ہوتا ہے کہ اُس فعل
یا ترک فعل کے چند نتائج جو حیات بالمعنی[۵۳] الاعم یعنی حیات شخصی و اہلی

---

[۵۱] ایسی پختہ عادت کہ جو بلا مزاحمت کوئی کام کرائی ہووے
[۵۲] ایک دوسرے کے بعد آنا توالی ہے جیسے ہند مین جاڑے کے بعد بہار کا آنا۔
[۵۳] حیات اُسکے وسیع ترین معنون مین ژیستہاے سہ گانہ کے معنی ہین۔

ونوعی کو مضر یا مفید ہون گی ضرور واقع ہونگی اور اُس فعل یا ترک فعل اور اُن کے نتائج مین غیر منفک توالی ہے خُلقی ملکہ راسخہ کا ظہور قومون مین تینون خارجی باعثون کے بعد ہوتا ہے مذہبی یا سلطانی یا عرفی باعث کی بغیر کسی قوم کے افراد ایسے اجتماعی اور تعاملی حالت مین معاشرت ہی نہین کر سکتے کہ اُنکو تجربہ ہو کہ اُن کے ارادی افعال کا اثر اُن کی حیات بالمعنی الاعم پر کیا پڑتا ہے اور اربون پشتون کے شخصی تجربہ سے نوعی تجربہ فطرت ہو جاوے۔

یہ بات یاد رہے کہ اگر قومین اسی طرف ترقی کرتی گئین۔ جس طرف اب جا رہی ہین تو ماحول سے مناسب ہو سکنے کی قوت کی وجہ سے رفتہ رفتہ ایسی حالت پیدا ہو گی کہ لذت والم موجود ولذت والم مرجو مین تعارض[1] نہ رہے جو ارادی کام شخصی اور اہلی اور نوعی زیست کو سودمند ہون گی اُن مین لذت مرجو کے علاوہ لذت موجود بھی ہو گی اور آدمیون کے تعقلات[2] اور محسوسات مین اور

---

[1] باہم مقابلہ کرنا۔ معارضہ کرنا۔

[2] Concepts۔ آدمی کے ذہن مین جب ایسی کلی چیزین آتی ہین جنکا من حیث الکل خارج مین وجود نہین ہوتا تو اُنکو تعقلات کہتے ہین جیسے نوع انسان کا تعقل۔ رنگ کا تعقل مثلث کا تعقل

افعال ارادی مین ماحول مرکب کے ساتھ ایسا توافق ہو جاوے گا کہ
افعال حسنہ جنکو فضائل کہتے ہین افعال طبیعی اور لذت بخش ہوجاوینگے
اور صرف ایسے ہی لوگ دنیا مین رہین گے جن مین فضائل طبیعی
ہون وو ان الارض یرثہا عبادی الصالحون" وہ لوگ جن کے
افعال طبیعی افعال حسنہ نہ ہون گے وہ صفحہ ہستی سے مٹ جاوین گے

کردار بحیثیت افعال انسان متعامل

اگر کردار کو علم القوم کے اعتبار سے دیکھین یعنی اس نظر سے
دیکھین کہ وہ قوم کی فرد کے ارادی افعال کا مجموعہ ہے تب خلق
حسن کردار کی اُن صورتون پر صادق آوے گا جو تصاحب اور
تعامل کی حالت کے اس طور سے موزون ہون کہ اُن سے
برتنے سے فاعل اور باقی افراد قوم کی زیست کا رقبہ بقدر امکان
الاعظم[۱] ہو جاوے قومین کبھی شبانہ روز جنگ وجدال مین بسر
کرتی ہین کبھی امن مین جدال وقتال کے وقت مین جو قاعدے

[۱] الاعظم سب سے بڑا۔

گرداب کے مرتب ہوتے ہین اُن مین قوم کی زیست کا لحاظ افراد کی زیست کے لحاظ کے بہ نسبت زیادہ ہوتا ہے لیکن کچھ نہ کچھ لحاظ افراد کی زیست کا بھی کرنا پڑتا ہے کیونکہ انھین کی زیست پر تو قوم کی زیست موقوف ہے لیکن جب جدال و قتال ختم ہوتے ہین اور انھین کے ساتھ جبری تعامل[۱] کا دستور العمل بھی منسوخ ہوتا ہے اور بجاے اُسکے اختیاری تعامل اور اُسکا دستور العمل مرتب ہوتا ہے تب یہ دستور العمل اُن اصول صحیحہ کے بناء پر مرتب ہوتا ہے جنکے بغیر ہموار تعامل[۲] نہین ہوسکتا۔

تعامل ہموار کی شرط اوّل یہ ہے کہ قوم مین سے کوئی فرد کسی اور فرد پر ظلم جلی نہ کرے یعنی اپنے فعل سے دوسرون کی جان یا مال یا صحت یا آبرو کو نقصان نہ پہونچاوے اور شرط دوم یہ ہے کہ فردین جب آپس مین لین دین کرین تب کوئی فرد کسی

---

۱ جبری تعامل۔ ایسا باہم ملکر کام کرنا جو اپنے اختیار سے نہ بانٹ لیا ہو جیسے فوج مین کہ سب باہم ملکر کام کرتے ہین مگر سپہ سالار کے حکم سے۔

۲ ہموار تعامل Harmonons Co-operation ایسا تعامل جسمین ہر فرد دوسرے کے سہارے سے اسطور سے کام کرسکے کہ کشاکش نہ ہو۔

دوسرے فرد پر ظلم خفی نہ کرے یعنی جو کام کوئی فرد کسی دوسرے فرد سے لے اسکا پورا معاوضہ دے اور جو معاہدہ کسی فرد نے کسی فرد سے کیا ہو اسکو وفا کرے۔ آیہ شریفہ اوفوا بالعقود[1] مین اسی طرف اشارہ ہے تعامل ہموار کے چلنے کو دونون شرطون کا پورا ہونا کافی ہے لیکن اگر افراد اور قوم کی زیست کے رتبونکو بڑھانا بھی ہو یعنی قوم اور افراد قوم کے صحت جسمانی و عقلی و اخلاقی کو اونچا کرنا ہو اور اُنکے اسباب راحت مین زیادتی کرنا ہو تو ظلم خفی و جلی سے بچنا کافی نہین ہے اُسکے علاوہ بوقت ضرورت تعاون بھی کرنا لازم ہے جسکا تفصیلی بیان علم الاحسان مین ہوگا۔ جب فردین ظلم خفی و جلی سے بچین گی اور تعاون بھی کرین گی تب علم القوم کے اعتبار سے خلق حسن کو پورا نمو ہو چلے گا۔

اصولاً یہ کہدینا صحیح ہے کہ تصاحب اور تعامل کی حالت مین کردار کی چند صورتین ایسی ہین جن سے زیستہاے سہ گانہ کی بقا اور عروج مین مدد ملتی ہے اور بعض صورتین ایسی ہین جن سے

---

[1] پورا کرو اپنے عقدون یا عہدون کو۔

زیست بالمعنی الاعم کو ضرر ہوتا ہے لیکن جب تصاحب اور تعامل
کی حالت مین کردار کا دستور العمل بنانے والا کوئی دستور العمل
بنا دے تو اسکو ایک مشخص[1] عملی غرض مدنظر رکھنا چاہیئے یعنی بتانا
چاہیئے کہ کردار کا دستور العمل بنانے سے میری بلا واسطہ عملی غرض فلان امر ہے
بنتھم Bentham کی رائے مین اکثر افراد کی اکثر
راحت قانون یعنی تعامل کی حالت مین کردار کی دستور العمل کی
بلا واسطہ غرض ہونا چاہیئے یہ رائے غلطی سے خالی نہین اول تو وہ
اس خیال پر مبنی[2] ہے کہ راحت کوئی ایسی چیز ہے جو مولی گاجر
کی مانند ناپ تول کر بانٹ دیجاسکتی ہے اور قانون ایسا بنانا
چاہیئے جس سے ناپ تول مین زیادہ سے زیادہ راحت زیادہ
سے زیادہ فردون کو بلا واسطہ ملجاوے رائے مذکور مین اس بات کا
بھی اشعار[3] ہے کہ راحت فردون کو بانٹ دینا مشروط بشرایط نہین ہے

---

[1] مشخص یعنی معین اور مقرر عملی غرض جسکے لیے کوئی کام کیا جاوے مشخص عملی غرض سے ایک ایسی معین غرض مراد ہے جسکے لیے کوئی دستور العمل بنایا جاوے مثلاً کسی قوم مین قانون اس غرض سے بنانا کہ اسپر عمل کرنے سے ہموار تعامل ہو۔

[2] بنائی گئی بنائی ہوئی۔

[3] آگاہ کرنا خبر دینا۔

بلکہ کسی شرط کا محتاج نہین حالانکہ غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے
کہ تصاحب اور تعامل کی حالت مین راحت ایسی چیز نہین ہے
جو کوئی دستورالعمل بنانے والا کسی فرد کو دستورالعمل بنا کر بلا واسطہ
پہونچا وے جب راحت اضافی ہے اور اُس علاقہ سے پیدا
ہوتی ہے جو فرد اور اُس کے ماحول مین ہو اور راحت کا معیار
مختلف فردون کے لیے جدا جدا ہے اور ایک فرد کے لیے
مختلف اوقات مین بھی جدا جدا ہے تب تعامل کی حالت مین
دستورالعمل بنانے والا کسی طرح ایسا عام دستورالعمل نبا ہی
نہین سکتا جس مین ان بون افراد کی جداگانہ معیار ہاے راحت
کا لحاظ ہو سکے جو کچھ وہ کر سکتا ہے فقط یہی ہے کہ دستورالعمل سے
ایسی شرطین موجود کر دے جنکے بعد ہر فرد اپنی قوت واختیار
سے جس قدر راحت حاصل کر سکتا ہے وہ کر سکے اور وہ شرطین
وہی ہین جن کو ہم بیان کر چکے ہین - یعنی تصاحب اور تعامل کی
حالت مین ایسا دستورالعمل بنا دے جس سے افراد قوم ظلم جلی
وخفی سے بچین اور اپنے اپنے راحت کی تکمیل مین ایک دوسرے

مزاحم[1] نہون۔

بیان گزشتہ سے عیان ہوتا ہے کہ واضع قانون کا عملی بلاواسطہ مقصود قانون بنانے سے یہ ہونا چاہیئے کہ تعامل ہموار اور آسان ہو اور بالواسطہ مقصود یہ ہونا چاہیئے کہ تعامل ہموار ہو جانے سے ہر فرد کو محدود[2] آزادی ہو کہ اپنی راحت کی تکمیل مین پوری کوشش کر سکے۔

استیثار و ایثار

جتنے جاندار دنیا مین ابتک پیدا ہو چکے ہین اُن سب مین انسان کا ظہور سب کے بعد ہوا ہے یعنی کہ وہ خلیفہ اور وارث ہے اُن جاندارون کا جو اُس سے پہلے کرۂ زمین پر گزر چکے اور اُسنے

---

[1] روکنے والا۔

[2] ایسی آزادی جو بالکل مطلق اور بلا قید نہ ہو بلکہ جس مین قیدین لگین ہون اور جسکی حد مقرر ہو۔ آدمی جو چاہے کرے مطلق آزادی ہے آدمی جو چاہے کرے بشرطیکہ وہ اورون کی آزادی مین مزاحم نہ ہو محدود آزادی ہے۔

اپنی ظاہری اور باطنی قوتوں سے ایک نہایت گوناگون اور پیچ در پیچ عشرتی ماحول اپنے طبیعی ماحول پر اضافہ کردیا ہے دنیا مین سب سے زیادہ حدیث العہد[۵۱] ہونے اور عشرتی ماحول مین بہت پیچیدگیان پڑ جانے سے آدمی اپنے مرکب ماحول سے جیسا چاہیئے مناسب اور موافق نہین ہے اصل مین تو ایسا ہونا چاہیئے کہ تعامل اور تصاحب کی حالت مین وہی افعال لذید ہون جن سے حیات بالمعنی الاعم[۵۲] کو نفع ہو اور وہی افعال موذی ہون جن سے حیات بالمعنی الاعم کو ضرر ہو اور جو ارادی افعال آدمی اپنی زیست کی بقا اور ترقی کے لیے کرے اُن افعال مین اور دیگر افعال مین جو اور فردون کے فائدے کے لیے کرے توافق ہو اور تعارض نہ ہو اور معتقدین خلافۃ الاوفق کو امید ہے کہ آیندہ جب انسان اپنے مرکب ماحول سے موافق اور مناسب ہو جاوے گا تب ایسا ہی ہوگا لیکن موجود گزشتنی اور گزاشتنی حالت مین ایسا نہین ایک

---

۵۱ حدیث العہد۔ سب سے نیا یا جس چیز کو گذرے ہوے یا پیدا ہوے تھوڑا زمانہ گذرا ہو

۵۲ حیات بالمعنی الاعم۔ زندگی کے وسیع ترین معنی جسمین حیات شخصی و اہلی و نوعی شامل ہین۔

حدتک استیثار یعنی نافع للذات افعال ہین اور ایثار یعنی نافع للغیر افعال ہین توافق ہے اور اُس کے بعد تعارض ہے یعنی بعض ابتدائی افعال تعامل اور تصاحب کی حالت مین ایسے ہین جن سے فاعل اور سائر[۵۱] افراد قوم دونون کو نفع ہوتا ہے بعض ایسے ہین جن سے فاعل کو ضرر ہوتا ہے اور سائر افراد کو نفع اس لیے استیثار اور ایثار کے توافق اور تعارض کے بابت کچھ کہنا مناسب ہے۔

استیثار سے ایسے کامون کا کرنا مراد ہے جس سے فاعل کی زیست کو بقار اور ترقی ہو اور ایثار سے ایسے کامون کا کرنا مراد ہے جس سے غیر فاعل یعنی دیگر افراد قوم کی زیست کو بقار اور ترقی ہو۔

جید[۵۲] الغذا لذیذ کھانے کھانا۔ فصلون کے تغیر سے بچانیوالا

---

۵۱ سایر کچھ نکالکر کل مین سے جتنا باقی رہے وہ سائر ہے اگر کسی جماعت کی تعداد ایک ہزار ہو اور اس مین سے دس کو جدا کرلین تو باقی نو سو نوے کو سائر کہین گے۔

۵۲ ایسا کھانا جس مین زیادہ حصہ خون صالح بنکر جزو بدن ہوجاوے۔

اور راحت رسان لباس پہنا۔ پاک صاف لذت بخش مسکن میں رہنا۔ مفرط[۱] محنت سے بچنا۔ کافی آرام کرنا۔ نشاط انگیز سیر و تفریح[۲] کرنا استیثار کی مثالیں ہیں۔ دوسروں کو علم دینا انکی صحت و راحت کے اسباب فراہم کرنا انکی بہبود و رفاہ کے کاموں میں وقت و دولت و قوت کو صرف کرنا ایثار کی مثالیں ہیں ماحول کی حالت موجودہ میں ہر فرد کو استیثار اور ایثار دونوں سے گزیر نہیں ہے لیکن یہ بات بدیہی ہے کہ اگر استیثار اور ایثار میں تعارض ہو تو معتدل استیثار[۳] کو مطلق ایثار[۴] پر ترجیح ہوگی کیونکہ معتدل استیثار کے

---

[۱] مفرط۔ اعتدال سے زیادہ۔

[۲] ایسے کام کرنا جس سے فرحت اور خوشی ہو۔

[۳] معتدل استیثار۔ معتدل کے معنی ایسا موزون جس میں نہ افراط ہو نہ تفریط استیثار کے معنی ایسے فعل کرنا جس سے فاعل کو لذت اور راحت ملے اور اسکی زیست کو مدد پہونچے بقدر حاجت عمدہ کھانا۔ عمدہ لباس عمدہ مکان وغیرہ استیثار کی مثالیں ہیں۔

[۴] وہ ایثار جس میں قید نہ ہو۔ ایثار ایسے کام جن سے اوروں کو نفع ہو مثلاً دوسرے کی تعلیم و علاج میں روپیہ صرف کرنا۔ ایسا ایثار جس میں فاعل اپنی زیست اور راحت کے خیال کو بالکل چھوڑ دے اور دوسروں کے لیے اپنی جان و مال کو وقف کردے مطلق ایثار کہتے ہے۔

بغیر فاعل کا زندہ رہنا محال ہے وہ زیست کا موقوف علیہ[51] ہے اور
معتدل استیثار کے سوا باقی تمام افعال جن مین ایثار بھی داخل ہے
فاعل کی زیست پر موقوف ہین پس ایثار زیست پر موقوف ہے اور
زیست معتدل استیثار پر لهذا معتدل استیثار یقیناً مطلق ایثار پر بدرجہ
اولی مقدم ہے فقط یہی نہین ہے کہ معتدل استیثار مطلق ایثار پر عقلاً
مقدم ہے بلکہ کائنات مین تکون[52] حیات کے مشاہدہ سے صاف
ثابت ہوتا ہے کہ حیات کو جو عروج ہوا ہے وہ اسی وجہ سے
ہوا ہے کہ فاضل[53] کو اپنے فضل[54] کا ثمرہ ملتا رہا ہے اور مفضول[55] اپنی کمی
کا نتیجہ بھگتا رہا ہے تنومند ہوشیار ماحول سے موافق فردین اور جماعتین
زندہ اور دنیا مین بہرہ ور رہتی ہین اور کمزور اور ابلہ اور ماحول
کے غیر موافق فردین حرف غلط کے مانند صفحہ ہستی سے مٹتی

---

[51] اگر ایک چیز دوسری چیز پر موقوف ہے تو اسکو موقوف علیہ کہتے ہین اور جو موقوف ہے اسکو موقوف۔

[52] اس طور سے پیدا ہونا جسمین Violation کون کے آثار پیدا ہون۔

[53] برتر۔ بہتر۔

[54] زیادتی۔ برتری۔ بہتری۔

[55] وہ جس سے کوئی اور فاضل یا برتر یا بہتر موجود ہو۔

چلی آئی ہین اور زندہ رہنے اور کامیاب ہونے کے یہی معنی ہین کہ اُنھون نے معتدل استئثار کو مطلق ایثار سے مقدم رکھا ہے اگر مقدم نہ رکھا ہوتا تو زندہ نہ بچی ہوتین۔

معتدل استئثار کو مطلق ایثار پر ترجیح دینے سے نہ صرف شخصی اہلی اور قومی زیستون کو بقا اور ترقی ہوتی ہے بلکہ راحت بالمعنی الاعم[۱] بھی اُس سے بڑھتی رہی ہے ایسے افراد کا شمار جنکے قویٰ ماحول سے موافق ہین اور جن کو اُن قویٰ سے کام لینا راحت بخش اور نشاط انگیز[۲] تھا بڑھ گیا ہے اور بڑھتا جاویگا کیونکہ افراد رذیلہ اور اُن کی نسلین نیست و نابود ہوگئی اور ہوتی جاتی ہین اور افراد فاضلہ کی نسلین روزافزون ترقی کر رہی ہین۔

راحت بالمعنی الاعم کے اسباب نہ فقط موجودہ افراد فاضلہ مین زیادہ ہوگئے ہین بلکہ آیندہ نسلون مین بھی وہ اسباب زیادہ

[۱] ہرسہ گانہ یعنی نوعی۔ اہلی۔ شخصی زندگی کی راحت۔

[۲] وہ چیز جو انسان مین خوشی اور مسرت بڑھا دے۔

ہون گے معتدل استیثار کا ایک نتیجہ اور بھی قابل لحاظ ہے جو فرد
ایسے افعال مین مصروف رہتی ہے جس سے اُسکے جسم و جان
توانا ہون اور وہ ہشاش بشاش رہے تو اُسکا اثر اپنے اقارب
اور احباب اور اصحاب پر بہت دل خوش کن ہوتا ہے اور اثر
ساتہ اُن کے اسباب راحت مین اعانت کرتا ہے برعکس اس کے
معتدل استیثار کا تارک زار و نزار آشفتہ خاطر پریشان دل مریض
اور ملول ہوتا ہے اور اسکا اثر اقارب و احباب و اصحاب کو موذی
ہوتا ہے "افسردہ دل افسردہ کند انجمنے را" معتدل استیثار
کرنے والے تنومند اور باقوت ہوتے ہین اُنکو اپنے اعضاء
و قویٰ کا استعمال مزہ دیتا ہے اور دوسرون کی مدد کر سکنا
اُن کے اختیار مین ہوتا ہے مدد کرنے مین اُنکو لطف آتا ہے
اور اس طور سے وہ دوسرون کے اسباب راحت مین معین
ہوتے ہین وہ حضرات جو معتدل استیثار کو چھوڑ کر زیادہ نفس کُشی
اور ریاضت مین انہماک[۱] فرماتے ہین نہ اُن مین اورون کے مدد کی

[۱] کسی چیز مین ڈوب جانا۔ شب و روز اُسی مین لگا رہنا۔

قوت رہتی ہے نہ مدد کرنا اُن کو فرحت بخش ہوتا ہے بلکہ وہ اورون کی
جسمانی اور اخلاقی اور مالی مدد کے محتاج ہوکر قوم کی فردون کے
اسباب راحت کو گھٹا دیتے ہین معتدل استیثار مین کمی کرنے کا
ایک بہت خطرناک نتیجہ اور بھی ہوتا ہے اورون کی مدد کرنا یا اُن کو
خیرات دینا اُسپر موقوف ہے کہ وہ مدد کے محتاج ہین اور اُن کو
خیرات لینے کی ضرورت ہے اگر کسی قوم مین عادتاً خیرات
دینے والون کی تعداد بڑھے تو وہ صرف اُسی صورت مین بڑھے گی جب
اُس قوم مین خیرات لینے والون کی تعداد بڑھے اس سے عیان
ہے کہ معتدل استیثار کو ترک کرکے ایثار کرنا مقصود اصلی کو فوت
کر دیتا ہے اور قوم کے لیے مفید ہونے کے بدلے ضرر کرتا ہے
قوم مین بھیک مانگنے والے اور اُن کی نسلین بڑھتی ہین اور
رفتہ رفتہ قوم کے اکثر افراد مفضول ہو جاتی ہین استیثار مین
ہرگز تفریط نہ کرنا چاہیئے اُس مین تفریط اور ایثار مین افراط کرنے
سے نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ نہ صرف فاعل بیکار ہو جاتا ہے بلکہ
بہت سی بیکار اور سست فردین قوم مین پیدا ہو جاتی ہین

جن مین ایثار کی قوت نہین ہوتی اور جن کی زندگی خود اپنےاور دوسرون پر وبال ہو جاتی ہے آخر کسی فرد کو ایثار مین افراط کرنا تو اسیوقت ممکن ہے جب اور فردین مفرط استیثار کرین جو فردین معتدل استیثار مین مستقل ہونگی وہ اپنا بوجھ کسی پر کیون ڈالین گی اور سوال کی ذلت کو کیون گوارا کرینگی۔

ہر کہ نان از عملِ خویش خورد   منتِ حاتم طائی نبرد

کوئی فرد حد سے زیادہ نیکی جب ہی کرسکتی ہے جب اور فردون مین حد سے زیادہ بُرائی موجود ہو سخاوت مین افراط صرف اُسی وقت ممکن ہے جب بھیک مانگنے والون کی افراط ہو چند فردون مین فضائل کی افراط بے اِس کے محال ہے کہ باقی فردون مین رذائل کی افراط ہو۔

استیثار کے اعتدال کا ایک عمدہ نتیجہ یہ بھی ہوتا ہے کہ معتدل فردین باقی فردون کے حقوق کا پورا لحاظ کرنے لگتی ہین کیونکہ استیثار کی معتدل حد مقرر کرنے کے لیے یہ بات پہلے مقرر ہونا چاہیئے کہ قوم کے تمام فردون کی محدود آزادی کے حدود کیا ہین

کہان تک ہر فرد اپنے اعمال مین آزاد ہے اور وہ کونسی حدین ہین جن سے تجاوز[۱] کرنے کے بعد فاعل دوسرے کے حدود مین دراندازی کرنے لگتا ہے فطرتاً لذت طلب ہونے اور پیچیدہ عشرتی ماحول مین معتدل ایثار کی ضرورت سمجھ سکنے کی وجہ سے علمار اخلاق نے اکثر اسپر زیادہ زور دیا ہے کہ لوگون کے ساتھ ہمدردی کرو اُن کو خیرات دو سخاوت کرو لیکن نظر انصاف سے دیکھا جاوے تو عیان ہوتا ہے کہ مفرط ایثار بھی ویسا ہی گناہ کبیرہ ہے جیسا مفرط استیثار اور معتدل استیثار ویسا ہی فضیلہ حسنہ ہے جیسا معتدل ایثار۔ ایثار سے جیسا کہ بیان ہوا وہ ارادی فعل مراد ہین جن سے بجائے ذات فاعل کے اورون کو فائدہ پہونچنا اصلی مقصود ہو ایسے افعال کی نسبت یہ کہنا بجا ہے کہ دنیا مین جب سے زیست نمودار ہوئی ہے تب ہی سے استیثار یعنی افعال نافع للذات جتنے ضروری ہین اُتنا ہی ایثار یعنی افعال نافع للغیر بھی ضروری ہین اگر ایثار

---

[۱] گزرنا۔ اگر کسی کام کی کوئی حد مقرر ہو اور فاعل اُس حد سے زیادہ کرے تو کہین گے کہ اُسنے حد سے تجاوز کیا۔

یعنی نافع للغیر افعال مین تفریط ہوا ور اولاد کی پوری پرورش نہو تو وہ کمزور ہو گی اور رفتہ رفتہ آیندہ نسلین فنا ہو جاوین گی۔

عشرتی ماحول پیدا ہو جانے کے بعد ایسی حالت باقی نہین رہتی کہ ایک فرد کو باقی فردون سے واسطہ نہو اور ایک کے شریف یا رذیل ہونے کا اثر اورون پر نہ پڑتا ہو ہر فرد کی راحت ایک حد تک باقی فردون کی راحت پر موقوف ہو جاتی ہے اور ہر فرد کی اذیت سے باقی فردین متاذی ہوتی ہین جس طرح سے جسم مین اگر ایک عضو مین درد ہو تو باقی اعضا چین سے نہین رہتے اور اگر ایک عضو کمزور ہو تو اسکی کمزوری تمام جسم پر اثر کرتی ہے ایسا کسی قوم مین اگر ایک فرد بھی بیکار ہو تو ایک حد تک سب قوم پر اثر ہوگا قوم مین ہر فرد کی راحت اور آسایش باقی سب کی راحت اور آسایش پر موقوف ہو جاتی ہے تصاحب اور تعامل کی حالت مین ہر فرد کو استیثار یعنی نافع للذات افعال کرنے کی پوری آزادی صرف اسی وقت ہوسکتی ہے جب باقی سب فردونکو استیثار یعنی نافع للذات افعال کرنیکی پوری آزادی ہو اسی لیے ہر فرد کو اگر اپنے نافع للذات افعال مین پوری آزادی حاصل

کرنا ہو تو اُسکو دیکھنا چاہیئے کہ اور دن کو پوری آزادی نافع للذات افعال مین حاصل ہونے کے وسائل موجود ہین خود اُسی کو عدل نہ کرنا چاہیئے بلکہ دیکھنا چاہیئے کہ اور سب بھی عدل کرتے ہین جیسا اُسکو خود ظلم جلی و خفی سے بچنا فرض ہے ویسا ہی یہ بھی فرض ہے کہ وہ دیکھتا رہے کہ باقی اور سب بھی ظلم جلی و خفی سے بچتے ہین اگر ایسی نگرانی مین غفلت کریگا تو اُسکو خود نافع للذات افعال کرنے مین پوری آزادی کبھی نہ ہوگی اُن ملکون مین جن مین سلطنت اصول کے موافق نہین ہوتی اور انتظام اچھا نہین ہے کسی فرد کو بھی نافع للذات افعال مین پوری آزادی میسر نہین ہوتی ہر فرد کو اسی لیے چاہیئے کہ (۱) خود عدل کرے (۲) نگرانی کرے کہ اور افراد بھی عدل کرتے ہین۔ (۳) اُن عاملون کی جو عدل کے لیے قوم مین مقرر ہین مدد کرے۔ یاد رہے کہ جس چیز سے سائر افراد کی تندرستی اچھی رہے اُس سے فرد کو فائدہ پہنچتا ہے کیونکہ سائر افراد کی تندرستی اچھی ہونے سے ضروریات زیست کا نرخ ارزان ہو جاتا ہے اور ارزان نرخ سے فرد کو فائدہ

ہوتا ہے۔ ایسا ہی جو چیز سائر افراد کو مرض سے بچاتی ہے اُس سے فرد کو فائدہ ہوتا ہے کیونکہ اُس کے لیے مرض سے بچنے کے اسباب زیادہ ہو جاتے ہین۔ علی ہذا جس بات سے سائر افعال کی عقل کو ترقی ہو اُس سے فرد کو فائدہ ہوتا ہے کیونکہ اورون کی جہالت اور حمق سے فرد کو روزانہ صدمے پہونچتے ہین۔ اسی طرح سے جس چیز سے اورون کے اخلاق مین برتری ہو اُسی فرد کو نفع ہوتا ہے کیونکہ اورون ہی کے جرایم اور رذایل سے فرد کو اذیت پہونچتی ہے اِس سے ثابت ہوتا ہے کہ تعامل اور تصاحب کے بعد ہر فرد کو فقط اپنی ہی تندرستی اور عقل اور خلق اور دولت کی بہتری کی فکر نہ کرنا چاہیئے بلکہ اورون کی تندرستی اور عقل اور خلق اور دولت کی زیادتی کی بھی فکر کرنا چاہیئے ایک تندرست تمام بیمار قوم مین کیونکر اچھا رہ سکتا ہے ایک عاقل کل جاہل قوم مین اپنی عقل سے بجز کاہش کیا ثمرہ حاصل کر سکتا ہے ایک باخلق شریف کرورون بدخلق رذیلون مین اپنی شرافت اور خلق سے سوا مصیبتون کے اور کیا پا سکتا ہے علاوہ برین نافع للغیر افعال مین تفریط کرنے سے جو اورون کی مدح اور

ہمدردی سے لذت ملتی ہے اُس مین بھی کمی ہوتی ہے یہ بھی قابل لحاظ ہے کہ بوڑھا ہونے سے نافع للذات افعال کی قوت کم ہوتی ہے۔ اور نافع للغیر کی طاقت بڑھتی ہے پس اگر کوئی شخص نافع للغیر افعال کی عادت نہ ڈالے تو نافع للذات کی قوت زائل ہونے کے بعد اُسکی زیست وبال ہو جاتی ہے نوع انسان جب پوری ترقی کریگی اور تمام افراد اپنے عشرتی ماحول سے مطابق ہو جاوین گے تب نافع للغیر افعال صرف اولاد کے ساتھ کرنا باقی رہجاوے گا اور ان کے ساتھ اُس حالت مین جب سوء اتفاق یا مرض یا بلا مین گرفتار ہو کر وہ خود نافع للذات افعال نہ کرسکین اور نافع للذات او نافع للغیر افعال مین تعارض جاتا رہے گا تو نافع للغیر افعال بھی ویسی ہی لذت دین گے جیسی نافع للذات افعال دین گے۔

زیست

اِس رسالہ مین زیست کا لفظ اکثر استعمال ہوا مگر اُسکی تعریف نہین ہوئی کہ اب اسکو بیان کرتا ہون دنیا مین بہت سی چیزین اور

قوتین موجود ہین - ہوا ہے - پانی ہے - زمین ہے - معدنیات[1] ہین - حیوانات ہین - نباتات ہین - روشنی ہے - حرارت ہے برقی اور مقناطیسی[2] قوتین ہین - اِن سب کے ایسے مجموعے کو جو زیست پر اثر کرے ماحول طبیعی کہتے ہین -

بعض جاندار اپنے ماحول طبیعی سے زیادہ مناسب ہوتے ہین اور بعض کم جو زیادہ مناسب ہوتے ہین اُن مین ایسی قوتین اور افعال موجود ہوتے ہین جن سے وہ اپنے تغیرات کو ماحول کے تغیرات سے ایسا مناسب کر لیتے ہین کہ زندہ رہنے کے لیے ضروری افعال طبیعی ہو جاتے ہین اور اُن کے کرنے مین کوئی اذیت نہین ہوتی - سرد ملکون کے رہنے والے کتون مین فطرت نے ایسی قوت دی ہے کہ جب زیادہ سردی ہو تب اُنکے جسم پر بڑے بڑے بال جو اُن کو سردی سے بچا دین نکل آدین

[1] معدنیات وہ چیزین جو کان سے نکلتی ہین مثلاً لوہا - تانبا - پارہ -
[2] ایک قسم کا پتھر ہوتا ہے جو لوہے کو اپنی طرف کھینچ لیتا ہے ، اسکو مقناطیس کہتے ہین اور جو کشش کی قوت اس مین ہے اسکو جذب مقناطیسی کہتے ہین - قبلہ نما ایسی ہی قوت سے بنتا ہے -

اور اُنکو زندہ رکھین۔ موسم مین جو تغیر ہوتا ہے اُس تغیر کے مناسب
اگر ان کتون مین مناسب تغیر اندرونی نہو تو وہ زندہ نہ رہین یا
قطب شمالی کے پاس کے ریچھ سخت جاڑے کا موسم خواب سرما مین
گزارتے ہین غذا اُنکو اُس موسم مین نہین ملتی اور اگر جاگتے اور
پھرتے رہین تو جسم کا بہت سا حصہ تحلیل[1] ہوا اور بدل[2] ما یتحلل نہ ملنے
سے ہلاک ہو جاوین قدرت نے اُن مین یہ قوت دی ہے کہ وہ
اُس موسم کو خواب سرما مین گزارین اور سکون کی حالت مین
اپنے جسم کا کمترین حصہ تحلیل ہونے دین۔

وہ ریچھ اپنے اندرونی تغیرات کو ماحول کے تغیرات سے
مناسب کر کے جیتے رہتے ہین اگر اپنے اندرونی تغیرات کو ماحول کے
تغیرات سے مناسب نکرتے تو ہلاک ہوتے۔ قطب شمالی کے گرد

---

[1] حل کرنا علم کیمیا مین تحلیل کے یہ معنی ہین کہ مرکب کو اُس کے بسیط اجزا مین کھولنا۔
[2] آدمی کی فطرت ایسی ہے کہ جب وہ محنت کرے تب اُس کے بدن مین سے کچھ جزو بیکار ہو کر سانس وغیرہ کے ذریعہ سے نکل جاوین۔ اسی نکلنے ہی کی وجہ سے بھوک پیاس لگتی ہے اور آدمی اس کمی کے پورا کرنے کو کھانا کھاتا ہے جو بدل یا عوض ہوتا ہے اُسکا جو تحلیل ہو گیا یا گھل کر نکل گیا۔

جو سمندر ہے اُس مین جاڑون مین برف جمتی ہے جس مین بطین بھی
اِس طور سے جم جاتی ہین جیسے گھی مین مکھیان لیکن زندہ رہتی ہین
اُن مین قدرت نے یہ قوت دی ہے کہ گرمیون مین ضرورت سے
زیادہ غذا کھا کے بہت سی چربی اپنے جسم مین بڑھا لین اور وہی
چربی جاڑون مین جب وہ برف مین جم جاوین اور غذا کے لیے حرکت
نہ کر سکین تب غذا کا کام دے اور اُن کو زندہ رکھے اگر وہ بطین
اپنے اندرونی تغیر کو ماحول کے تغیرات سے مناسب نہ کر سکتی
ہوتین تو زندہ نرہ سکتین۔ اونٹ مین بھی یہ قوت ہے کہ مشق سے
اُتنا پانی جو دس بارہ دن کے لیے کافی ہو ایک دن اپنے شکم مین
بھر لیتا ہے اور روزانہ بقدر ضرورت اُس مین سے لیکر سیراب
ہوتا ہے اور اگر وہ اپنے اندرونی تغیرات کو ماحول کے تغیرات
سے مناسب نہ کر سکتا ہوتا۔ تو دس بارہ دن تک بے پانی کے
زندہ نرہ سکتا۔ بکریان تھوڑی دیر کو بھی چھوٹتی ہین تو وہ بہت
سی پتیان کھا کر اپنے پیٹ مین بھر لیتی ہین اور دیر تک جوگالی
کر کے غذا بناتی ہین اگر اُن مین اپنے اندرونی تغیرات کو ماحول کے

تغیرات سے مناسب کرنے کی قوت نہ ہوتی تو اُنکو جینا اور روزندوںسے بچنا زیادہ مشکل ہوتا کیونکہ دیر تک غذا کی تلاش مین پھرنا خطرے کو بڑھا دیتا۔

انسان دنیا مین سب شیر دار جیوانون کے بعد پیدا ہوا ہے اُسکو دنیا مین سب سے کم زمانہ گزرا ہے اس لیے وہ اپنے ماحول طبیعی سے ویسا مناسب نہین ہے جیسے بعض اور جاندار ہین راحت سے عمر طبیعی تک پہونچنے کو جو افعال ضروری ہین وہ سب اُس کے لیے مفید اور لذیذ نہین ہین۔ اس کے علاوہ انسان نے اپنی اُن قوتون سے جو اُس مین ودیعت[1] ہین ایک ایسا پیچیدہ عشرتی ماحول طبیعی ماحول مین بڑھا دیا ہے جس سے اُس کی مناسبت ماحول سے اور بھی کم ہوگئی ہے۔ اُس کی طبیعی خواہش تو یہ ہے کہ راحت سے عمر طبیعی تک ہمیشہ زندہ رہے اور اُسکا طبیعی اور عشرتی ماحول ایسا پیچیدہ ہے جس مین ہر قدم پر موت سے سامنا ہے ہر فعل جو راحت سے عمر طبیعی تک پہونچنے کو ضروری ہے

[1] امانت۔

وہ پر تعب ہو گیا اور بہت سے فعل جو کرنے کے وقت بہت ہی لذیذ معلوم ہوتے ہین فاعل کو مضر اور بیماریون کا گھر اور اجل کا لقمہ بناتے ہین۔

بیان سابق کی بنا پر زیست کی تعریف یہ ہے کہ وہ مجموعہ ہے چند تغیرات متعاصرہ[۱] اور متعاقبہ[۲] کا جو ماحول کے متعاصرہ اور متعاقبہ تغیرات کے مناسب ہو۔ جتنا ہی جاندار کے تغیرات متعاصرہ ومتعاقبہ ماحول کے تغیرات متعاصرہ اور متعاقبہ کے مناسب ہوتے ہین اُتنا ہی زیست اچھی ہوتی ہے اور جتنا ہی ماحول کو زمان ومکان مین وسعت ہوتی ہے اور جاندار کا تعلق اُن سے بڑھتا ہے اُتنا ہی زیست کے تغیرات وسیع ہوجاتے ہین اور اسباب راحت واذیت وزیست وموت زیادہ ہوتی ہین مادّہ اودے مین جو ماحول کے مناسب ہوجانے کی قوت ہے اُس سے قیاس ہے

---

[۱] متعاصرہ۔ جو چیزین ایک ہی وقت مین موجود ہون اُن کو متعاصرہ کہتے ہین۔

[۲] متعاقبہ۔ جو چیزین یکے بعد دیگرے آوین متعاقبہ ہین۔

کہ رفتہ رفتہ آدمی اپنے طبیعی اور عشرتی ماحول کے بالکل مناسب ہوجاوے گا اور جب ایسا ہوجاوے گا تب اُسکے افعال اور شعور جو تینون زلیستون کے رقبون کو زیادہ کرین طبیعی اور لذیذ ہوجاوین گے مگر جب تک وہ حالت نہ پہونچے تب تک افعال اور شعور نہ ماحول طبیعی اور عشرتی کے مناسب ہین نہ تعب اور اذیت سے خالی ہوسکتے ہین ۔

خلق کامل[1] و اضافی[2]

معتقدین کون وفساد کو یقین ہے کہ اگر غیر مترقب[3] واقعات نے

[1] ایسا خلق جو کامل ہو اور جس مین کسی قسم کا نقص نہ ہو اُسکو خلق کامل کہتے ہین اگر انسان اپنے ماول مرکب سے بالکل موافق ہوجاوے اور اُسکے تمام وہ افعال جو زیستہلے سہ گانہ کے لیے ضرور ہین لذت دہ ہوجاوین تو اُسوقت اسکا خلق خلق کامل ہوگا ۔

[2] جب حالت موجودمین انسان اپنے مرکب ماحول سے بالکل موافق نہین اور حیات ہاے سہ گانہ کے لیے جو افعال ضروری ہین وہ سب لذیذ نہین تب خلق محض اضافی ہے یعنی بعض افعال بعض دیگر سے بہتر ہین گو دونون اذیت سے بالکل خالی نہین ۔

[3] وہ واقعہ جس کی امید نہ ہو ۔

نوع انسان کو صفحہ ہستی سے مٹا نہ دیا اور دنیا اُس طرف ترقی کرتی
گئی جدھر اب چل رہی ہے تو ایک زمانہ ایسا ضرور آئیگا جس مین
نوع انسان اپنے طبیعی اور عشرتی ماحول سے بالکل مناسب
ہوگی اور صرف وہی افعال مفید ہون گے جو لذیذ ہون اور وہی
افعال مضر ہون گے جو موذی ہون۔ جب یہ بات مان لیجاوے
کہ انسان کامل تصاحب کی حالت مین پہونچ گیا اور اسکی تمام
قوتین اور خواہشین اور افعال طبیعی اور عشرتی ماحول کے بالکل
مناسب ہوگئین اور جو قوتین اور خواہشین اور افعال راحت اور
زیست کے اکمل ہونے کو درکار ہین وہ سب کے لیے لذیذ اور
طبیعی ہوچکے ہین تب ایسے آدمیون کے لیے ایسے تصاحب کی
حالت مین جو علم الاخلاق مرتب ہوگا وہ کامل علم الاخلاق ہوگا
اور جو علم الاخلاق ناقص آدمیون کے لیے ناقص تصاحب مین
جیسے اب موجود ہین مرتب ہوتا ہے وہ ناقص علم الاخلاق ہوتا ہے
کامل علم الاخلاق کے قضایا[1] یا مانند اُن قضایا کے ہون گے جو فقط اور

---

[1] قضایا جمع ہے قضیہ کی منطق مین قضیہ جملہ خبریہ کو کہتے ہین۔

خط وسطح ریاضی سے بحث کرتے ہین اور جس ہین واقع کے مطابق
نہ ہونے کی بحث نہین آتی اور ناقص علم الاخلاق کے قضایا مانند اُن
قضایا کے ہون گے جو نقطہ اور خط اور سطح طبیعی سے بحث کرتے ہین
اور کبھی بالکل واقع کے مطابق نہین ہو سکتے کچھ نہ کچھ فرق رہجاتا ہے
جو خواص نقاط[1] و خطوط و سطوح و دوایر و کرات و مخروطات[2] ریاضیہ
کے بیان ہوتے ہین وہ بالکل تجریدی[3] قضایا ہوتے ہین اور اُن مین
تفاوت نہین ہوتا مگر جب وہ خواص نقطہ مادی یا خط مادی یا سطح
مادی یا کرہ مادی سے متعلق کیئے جاتے ہین تب بالکل واقع پر منطبق[4]
نہین ہوتے بلکہ کچھ فرق ہوتا ہے ایسا ہی حال کلیات اخلاق کا
ہے اگر انسان کامل کو مثل خط ریاضی کے ایسی قوم مین فرض کرین

---

[1] جمع نقطہ - خط - سطح - دائرہ - کرہ
[2] ریاضی مین وہ جسم جسکا سر نقطہ اور جسکا قاعدہ دائرہ ہو مخروط ہے - مخروطات جمع ہے -
[3] تجریدی Abstract جو انتزاعی ہون اور موجود فی الخارج نہ ہون
رنگ دنیا مین آدمی کو رنگین چیزون سے جدا نظر نہین آتا مگر اُس مین ایسی قوت ہے
جس سے وہ رنگ کو رنگین چیزون سے جدا کر کے تعقل کر سکتا ہے اِس قوت کو قوت
تجرید کہتے ہین -
[4] مطابق ہوجانا -

جسکے سب انسان کامل ہون تو راست گفتاری عدل احتراز از ظلم جلی وخفی بابت جتنے کلیات بناوین وہ سب ٹھیک واقع کے مطابق ہون گے - مگر جب انسان غیر کامل کو ایسی جماعت مین لین جس مین اور افراد بھی کامل نہین ہین تب جو کلیات علم الاخلاق کے ہون گے واقع مین اُنکے مطابق برتاؤ نہو سکے گا۔

اگر ایک انسان کی صحت طبا کامل ہوا ور اُس کے تمام اعضا وجوارح کامل الصحۃ[۱] اور تمام ہون تو اُس کے تمام اعضا کے اعمال اور باہمی تعامل کے جو اصول مقرر ہون گے اس مین فرق نہو گا ہر عضو اپنا اپنا کام پورا پورا ٹھیک طور سے کرتا ہو گا لیکن اگر ایک انسان کے تمام اعضا کامل الصحۃ نہ ہون اور ناقص ہون تب اُسکے تمام اعضا کے اعمال کے لیے جو اصول مرتب ہون گے اس مین ضرور فرق پڑے گا ایسا ہی جماعہ کاملہ مین انسان کامل کے برتاؤ کے اصول ٹھیک ہون گے اور ناقص انسان کے اعمال ناقص جماعت مین اصول کے مطابق نہ ہونگے کچھ نہ کچھ فرق پڑے گا۔

---

[۱] وہ شخص جسکی صحت پوری ہو۔

کامل انسان کو کامل قوم مین ہمیشہ سچ ہی بولنا چاہیئے سچ سے فائدہ ہوگا اور جھوٹ سے نقصان مگر ناقص انسان کو ناقص قوم مین ہمیشہ سچ ہی بولنے سے فائدہ نہین ہوتا کبھی ضرر بھی ہوتا ہے کامل انسان کو کامل قوم مین ہمیشہ متدین ہونا چاہیئے۔ متدین ہونے سے نفع ہوگا اور خیانت سے ضرر مگر ناقص انسان کو ناقص قوم مین ہمیشہ تدین سے فائدہ نہین ہوتا ضرر بھی ہوتا ہے۔

زمانہ حال مین یورپ و امریکا مین سیاست مدن[۹۱] مین گو حکیم یہی کہتے ہین کہ راستبازی کو ہاتھ سے نہ دینا چاہیئے لیکن علاقہ علت و معلول پیچیدہ ہونے سے بسا اوقات وہ لوگ جنکے ہاتھ مین حل عقد[۹۲] ہے قولاً و فعلاً جھوٹے ہوتے ہین اور پالسی کے نام شخص لفظ مین اُسکو چھپا دیتے ہین۔

[۹۱] Politics یونانی مین اخلاق کی جو تقسیم تھی اُس مین اگر شخصی اصلاح کا لحاظ ہو تو تہذیب نفس کہتے تھے اگر گھر کا انتظام ہو تو تدبیر منزل اگر ملک کا ہو تو سیاست مدن یا صرف سیاست۔

[۹۲] کھولنا باندھنا کسی قوم مین جو لوگ ایسے ہوتے ہین جنکی راے سے اس قوم کے تمام کام ہوتے ہین اُنکو قوم کا اہل حل و عقد کہتے ہین۔

علم الاخلاق کا موضوع

اگر ایک جزیرے مین ایک آدمی تنہا ہو اور اُس جزیرے
مین جو چیزین ہون اُس مین سے کچھ راحت سے زندہ رہنے کو
مفید ہون اور کچھ مضر اور وہ اکیلا آدمی وہان راحت سے عمر طبیعی
تک جینا چاہے تو اُسکو پوری آزادی ہونا چاہیئے کہ جہان تک
نوعی اور شخصی تجربہ[1] اور عقل سے ہو سکے وہ مفید اور مضر چیزون کے
اثر کو دریافت کرے اور پھر مفید چیزون سے فائدہ اُٹھاے اور
مُضر چیزون سے بچنے کی پختہ عادت ڈالے جتنا ہی اُس کا جسم زیادہ
تندرست اور پُر زور اور اُس کے بیرونی اور اندرونی قوے
اچھے ہون گے اور جتنا ہی اُس مین مفید سے فائدہ اُٹھانے کی

[1] جب آدمی کسی چیز سے علاقہ خاص مین ہو اور وہ چیز اس مین ایک
حالت پیدا کرے تو اُس کو شخصی تجربہ کہتے ہین نوعی تجربہ وہ ہے جو
ہزارون پشت کی ایک طور کے تجربہ سے جزو فطرت ہو گیا ہے۔
عقل وہ قوت ہے جس سے آدمی کسی چیز مین کسی صفت کے ہونیکا
حکم لگاتا ہے۔

اور مضر سے بچنے کی پختہ عادت ہوگی اور جتنا ہی اعتدال در انتظام سے رہیگا اور جتنا ہی اُس وقت کے لیے جس مین ہرج مرج[1] سے کام نہ کر سکے ذخیرہ سود مند چیزون کا فراہم کر لے گا اُتنا ہی راحت سے عمر طبیعی تک پہونچنے کے اسباب زیادہ ہون گے اور جتنا ہی اُس کی مطلق آزادی مین جو اُسکو فائدہ اُٹھانے اور مضر سے بچنے کے لیے ہونا چاہیئے کمی ہوگی اُتنا ہی راحت سے عمر طبیعی تک پہونچنے کے اسباب کم ہون گے۔ اگر راحت سے عمر طبیعی تک پہونچنے کے لیے ضروریات زیست کے لیے اُسکو روزمرہ پانچ گھنٹہ محنت کرنا چاہیئے اور کوئی چیز اُسکو پانچ گھنٹہ محنت کرنے سے باز رکھے تو راحت سے عمر طبیعی تک پہونچنا محال ہوگا۔ ایسا ہی اگر راحت سے عمر طبیعی تک پہونچنے کے لیے اُس کو پانچ ہزار چیزون کے مفید اور مضر خاصیتون کا جاننا ضروری ہوا ور کوئی چیز اُسکو فقط تین ہزار چیزون کے خواص جاننے دے باقی نہ جاننے دے

[1] کسی چیز مین اگر کوئی خلل پڑے یا اُسکے ہونے مین رکاوٹ ہو تو اُسکو ہرج مرج کہتے ہین۔

توبھی وہ راحت سے عمر طبیعی تک نہ پہونچے گا ایسا ہی اگر کوئی چیز مفید چیزون سے فائدہ اُٹھانے کی پختہ عادت پڑنے یا مضر چیزون سے بچنے کی پختہ عادت پڑنے سے مانع ہو توبھی راحت سے عمر طبیعی تک پہونچنا نہین ہوسکتا۔

الغرض اگر کسی جزیرے مین کوئی شخص تنہا ہو تو اُسکو راحت سے عمر طبیعی تک پہونچنے کی کوشش مین جہان تک ممکن ہو پوری جسمانی اور عقلی اور اخلاقی آزادی ہونا چاہیئے۔ جسمانی آزادی سے جیسی اُسکے جی مین آوے اپنے اسباب راحت کے لیے پوری محنت کرے گا اور عقلی آزادی سے جہان تک اُسکی عقل کام دیگی ماحول کی مفید اور مضر خاصیتین دریافت کرے گا اور اخلاقی آزادی سے پختہ عادت مفید کے کرنے اور مضر سے بچنے کی ڈالے گا اور اس طور سے جہان تک اُسکی آزادی کو زیست مین دخل ہے کوئی دقیقہ اُٹھا نہ رکھے گا اگر کوئی چیز اُسکے مطلق آزادی مین کسی قسم کا رخنہ ڈالے گی تو وہ چیز اُسکو راحت سے عمر طبیعی تک پہونچنے مین مانع ہوگی پوری آزادی اور راحت سے عمر طبیعی تک

پہونچنے مین جہان تک ارادی افعال کو دخل ہے مستوی[1] نسبت
ہے جو چیز پوری آزادی کو کم کرتی ہے وہ راحت سے عمر طبیعی
تک پہونچنے کو بھی گھٹاتی ہے اگر ایسے شخص کے لیے عمل کا کلیۃ الکلیات
بناوین تو کہین گے کہ راحت سے عمر طبیعی تک پہونچنا چاہیے تو اسکو
پوری جسمانی اور عقلی اور اخلاقی آزادی چاہیئے یہ بھی یاد رکھنے کے
قابل ہے کہ وہ راحت سے عمر طبیعی تک پہونچنے کی کوشش کا صرف
اُس وقت ذمہ دار ہوسکتا ہے جب اُسکو پوری آزادی ہو
اگر اُسکو پوری آزادی نہ ہو اور خود ہی سمجھ بوجھ کر سب کام نکرے
تو وہ اپنے فعلون کے نتیجون کا کیونکر ذمہ دار ہوگا۔ اگر کوئی شخص
کسی اور کے بتانے سے کوئی کام کرے تو عقلاً و اخلاقاً فاعل
نتیجون کا ذمہ دار نہین قانوناً بھی وہ بعض صورتون مین ذمہ دار
نہین ایسے تنہا باشندے کو تمام اُن علوم کی ضرورت ہوگی جو اُس کے

[1] نسبت مستوی۔ دو چیزون مین اُسوقت نسبت مستوی ہوتی ہے کہ جب ایک زیادہ ہو تو دوسری بھی زیادہ ہو جیسے سونے کے وزن اور حجم مین نسبت مستوی ہے اگر وزن بڑھے تو حجم بھی بڑھے گا اگر وزن گھٹے تو حجم بھی گھٹے گا بعض چیزون مین منعکس یا مقلوب نسبت ہوتی ہے یعنی اگر ایک بڑھے تو دوسری کم ہو۔ جیسے کشش اور بعد مین اگر کشش کم ہے تو بعد زیادہ ہے اور اگر کشش زیادہ ہو تو بعد کم۔

جسم اور قوے اور عقل کو بقدر امکان بالیدہ کرین جو اُس کو طبیعی
ماحول کے مفید اور مضر خاصیتون سے آگاہ کرین جو اُس کو مفید
کے لینے اور مضر سے بچنے کی پختہ عادت ڈالنے مین مدد کرین مثلاً
علم ورزش - علم طبیعات - علم طب - علم حفظِ صحت وغیرہ
کا بقدر ضرورت جاننا ضرور ہوگا - جن علمون کے موضوع اُس
جزیرے مین موجود ہین اور جنکا مفید یا مضر اثر اُسکی راحت یا
زیست پر ہوتا ہے اُن موضوعون کے صحیح علمون کا جاننا اُسکو
ضرور ہوگا - اگر ان سب علمون سے چنکر ایسے کلیات بنا دین
جن کے جاننے پر راحت سے عمرِ طبیعی تک پہونچنا موقوف ہو
اور اُن کلیات کے علم کا ایک نام رکھین تو وہ علم الاعتدال ہوگا
جن کے علم پر طبیعی ماحول مین راحت سے عمرِ طبیعی تک پہونچنا
موقوف ہو - عملی غرض علم الاعتدال کی اُن کلیات پر عمل کے
پختہ عادت ڈالنا ہوگی -

ایسا تنہا باشندہ فقط طبیعی ماحول مین رہتا ہے عشرتی ماحول
کا اُسکے جزیرے مین وجود ہی نہین اُس کے اولاد نہین ہے

اس لیے اُس کو ایسے علم کے جاننے کی ضرورت نہین جس سے اولاد کو براحت عمر طبیعی تک پہونچانے مین مدد ملے نہ وہان اور باشندے ہین نہ اُسکو تعامل ونصاحب کا علاقہ ہے نہ ایسے علم کے جاننے کی حاجت ہے جس سے معلوم ہو کہ تصاحب اور تعامل کی حالت مین اُسکے کون سے ارادی افعال کا اثر اور باشندون کی اور اُنکی اولاد کی زیست پر کیا ہوگا اور نیز اُن کی زیست پر بحیثیت فرد متصاحب[1] اور متعامل[2] کے کیا ہوگا ایسے علم کا جاننا اُسکو عبث ہے اُسکے جزیرے مین ایسے علم کا موضوع پیدا ہی نہین ہوا۔ اُس تنہا باشندے کو عاقل یا احمق یا عالم یا فاضل یا مقتصد[3] یا مفرط[4] یا مُفرِط[5] کہہ سکتے ہین مگر اُس کو صاحب خلق یا کج خلق نہین کہہ سکتے ان صفتون سے وہ اسی وقت متصف ہوگا جب بہت سے آدمی

---

[1] دو سے زیادہ ساتھ رہنے والے۔

[2] وہ مرد جو اور مردون کے ساتھ کسی غرض مشترک کے لیے باہم عمل کرین۔

[3] مقتصد میانہ رو۔

[4] افراط کا اسم فاعل ہے یعنے کسی کام کا اعتدال سے زیادہ کرنے والا۔

[5] تفریط کا اسم فاعل ہے یعنے کسی کام کا اعتدال سے کم کرنے والا۔

باہم ہون اور اُس کے افعال سے اُن کی زیست اور راحت
پر اثر پڑے۔

قانون الٰہی مستحق کو دیتا ہے

یہ بیان کر چکا ہون کہ آدمی کے ارادی فعلون کو لذّت
و زیست اور اذیت و قوت مین دخل ہے یہ بھی بیان کر چکا ہون
کہ طبیعی ماحول مین اگر کوئی آدمی تنہا ہو تو اُسکو عمر طبیعی تک پہونچنے
مین کوشش کرنے کو پوری جسمانی اور عقلی اور اخلاقی آزادی ہونا
چاہیئے اپنی جسمانی قوت اور علم اور تربیت سے جتنا ہی وہ اپنے
ماحول سے موافق ہوگا اُتنا ہی اُس کو عمر طبیعی تک پہونچنے مین
احتمال غالب ہوگا اور جتنا ہی موافقت مین کمی ہوگی اُتنا احتمال
ضعیف ہوگا اس ضمن مین قانون فطرت کی ایک کلیہ کا بیان
جس کے اچھی طرح سے نہ سمجھنے سے آدمیون کو اپنا کردار مقرر کرنے
مین بہت غلطیان ہوتی ہین ضروری معلوم ہوتا ہے۔
وہ کلیہ یہ ہے کہ قانون الٰہی مستحق ہی کو دیتا ہے غیر مستحق کو نہین

دینا مستحق سے مُراد وہ شخص ہے جس نے قانون قدرت کے مطابق مطلوب کے حاصل کرنے مین صحیح محنت کی ہو من عمل صالحا فلنفسہ ومن اساء فعلیھا (جو شخص اچھا کرتا ہے وہ اپنے لیے کرتا ہے اور جو بُرا کرتا ہے اسی کو اُسکا ضرر ہوتا ہے)۔

جس عالم مین آدمی رہتے ہین اُس مین بہت سی مرکبات مادہ وقوت مانند معدنیات وحیوانات ونباتات وآب وہوا اور بہت سی قوتین مانند نور حرارت برق مقناطیس حرکت وغیرہ موجود ہین اُن مین سے بعض آدمی کو مفید ہین اور بعض مضر۔ خود آدمی مین ایسی قوتین موجود ہین جن سے وہ مضر اور مفید کو جانے اور مفید کو لے اور مضر سے بچے اور اُسکے ارادی فعلونکو مضر اور مفید کے جاننے اور پہلے سے بچنے اور دوسرے کے حاصل ہونے مین دخل ہے واقعات مذکورہ کے لیے قانون الٰہی یہ ہے کہ جس مفید چیز کو حاصل کرنا چاہتے ہو اُس کے لیے صحیح طریقون سے محنت کرو تو جہان تک آزادی فعلون کو اُسکے ملنے مین دخل ہے وہ چیز ضرور ملے گی اور اگر کسی مفید چیز کو

حاصل کرنا چاہتے ہو اور اُسکے لیے چند ارادی فعل ناگزیر ہون
تو جب تک وہ ارادی فعل نہ کروگے وہ چیز نہ ملے گی صحیح محنت
کر لینے کے بعد عامل فطرتاً مطلوب کے مل جانے کا سزاوار ہو جاتا ہے
اور اگر کوئی خارجی مانع پیش نہ آوے تو مطلوب بے ملے نہین رہتا
جب وہ سب اسباب جو مطلوب کے علت تامہ[۱] مین اکٹھا ہو گئے
تب مطلوب کا نہ ملنا کیون محال نہوگا۔

جزیرے کے تنہا باشندے سے اگر دس قدم کے فاصلے پر
ایک چشمے مین پانی بھرا ہو تو جتنے ارادی افعال اُسکو پانی تک
پہونچنے مین کرنا چاہیئے ہے اُنکے اُسکو پانی نہ ملے گا ایسا ہی اُن
افعال کے بعد اور کوئی خارجی مانع پیش نہ آوے تو پانی کا
نہ ملنا محال ہوگا۔ اگر وہ کسی جانور کا شکار کرنا چاہے تو جتنے اسباب

---

[۱] اگر ایک واقعہ پر دوسرا واقعہ یون موقوف ہو کہ پہلے کے ہونے کے بعد
دوسرے کا نہ ہونا محال ہو تو پہلے کو علت اور دوسرے کو معلول
کہتے ہین اگر پہلا واقعہ ایسا ہو کہ اُس کے ہونے پر دوسرا ضرور بلا احتیاج
کسی اور کے موجود ہو جاوے تو پہلے کو علت تامہ کہتے ہین لیکن
اگر فقط پہلا دوسرے کے وجود مین کافی نہ ہو بلکہ کسی اور چیز
کی احتیاج ہو تو پہلے کو علت ناقصہ کہتے ہین۔

شکار کر لینے کے اُس کے اختیار مین ہین وہ سب فراہم نہ کرے تب تک وہ شکار مین کامیاب نہوگا اگر اُس کو رہنے کے لیے جھونپڑا بنانا ہو تو تمام اُن چیزون کے موجود ہونے کے بعد جن سے جھونپڑا بن سکتا ہے جب تک وہ سب اُن ارادی افعال کو نہ کرے گا بے جنکے جھونپڑا نہین بنتا تو جھونپڑا ہرگز نہ بنے گا۔ یہ قانون الٰہی عدل حقیقی ہے انسان جتنی قوت کسی مطلوب کے حاصل کرنے مین صرف کرتا ہے اس صرف شدہ قوت کا عدل یعنی بدلا اُس کو مطلوب کی صورت مین ملجاتا ہے اور محنت اگر قوانین فطرت کے موافق ہو تو کبھی رائگان جا ہی نہین سکتی۔

سابق الذکر قانون قدرت کے مقابلے مین بہت سے انسانی قانون ہین جن مین مستحق کو پوری محنت کے بعد مطلوب نہین ملتا اور غیر مستحق کو بلا کسی یا کافی محنت کے کبھی اور دن کی عمر بھر کی جانفشانیونکا صلہ ملجاتا ہے یہی انسانی قوانین ہین جو بہت سی سیاستی[سلہ]

سلہ انتظام ملک کے متعلق جو امور ہون اُن کو سیاستی کہتے ہین۔

موانع لوگون کی راہ مین ڈالکر مستحقون کو مطلوبون سے اور
اہل استحقاق کو کوشش سے باز رکھتے ہین اور خلافۃ الادفق مین
کوتاہ اندیشی سے رخنہ ڈالتے ہین مگر انسان کیا اور اُسکی مجال کیا جو قانون
قدرت سے لڑے آخر مین قانون قدرت ہی غالب ہوتا ہے اور
عدل حقیقی کے سامنے جعلی ظلم یون اُڑجاتا ہے جیسے آفتاب
کے سامنے شبنم جاء الحق وذھق الباطل انّ الباطل
کان زھوقا (آیا حق اور مٹ گیا باطل تحقیق کہ باطل
مٹنے ہی والا تھا) کا اثر نظر آنے لگتا ہے صراط مستقیم پر وہی
ہین جو قانون فطرت کو دستور العمل بنادین اور اپنی ناعاقبت اندیشی
سے اُس مین دراندازی[1] نہون دنیا کی تاریخ کو غور سے
دیکھین تو اُن کو نظر آوے گا کہ جو افراد و اقوام اپنی قوتِ بازو
سے فطرتی اصول راستبازی و اخلاص و عدل و اعتدال
و احسان کے پابند ہو کر دنیا کی نعمتون کے حاصل کرنے مین دل
توڑ کر محنت کرتے ہین وہی آخر کو کامیاب ہوتے ہین اور جو افراد

---

[1] دراندازی کسی چیز مین خلل ڈالنے کو کہتے ہین۔

واقوام اُسکی مخالفت کرتے ہین گو اُن کو سرسری رواج اور کامیابی
ہو لیکن آخر کو اُن کا پردہ فاش ہوتا ہے اور عدل حقیقی اُن
غیر مستحقون سے مغصوب نعمتون کو چھین کر اُن کو دیتا ہے جو مستحق
ہون - یہ بھی عبرت کی بات ہے کہ قانون انسانی جو نعمت اور دولت
اور عزت وشان غیر مستحقون کو دیتا ہے اُس سے غیر مستحق کو مناسب
تمتع[1] نہین ہوتی تو مون کو اپنے قوانین بنانے مین قانون قدرت کو
پیش نظر رکھنا چاہیئے اور اُس صراط مستقیم سے جو فطرت نے حدول
مطلوب کے لیے مقرر کیا ہے بھٹکنا نہ چاہیئے اگر قومین اس قانون
فطرت کو اپنا رہنما بنا کر تمام ایسے موانع کو جو آدمیون کو اپنے جائز
مطلوبون کے حاصل کرنے مین سد راہ ہوتی ہین اُٹھا دین تو
پد موں رو پیہ اور ہزارون جانون کا تلف ہونا موقوف ہو جاوے
قومون کا لڑنا اور لڑنے کو آمادہ رہنا دنیا سے اُٹھ جاوے اور دنیا
قسط[2] وعدل سے بھر جاوے اور قانون فطرت کے اثر سے

---

[1] لذت اُٹھانا - فائدہ پانا -
[2] Equity انصاف اور عدل کو قسط کہتے ہین مین نے اوس کو Equity کا مرادف قرار دیا ہے -

صالح[1] ترین انسان دنیا کے وارث ہو جاوین قومون کو بجائے ایسے
قوانین بنانے اور اُن کے نافذ کرنے مین جو قومون روپیہ اور انسانون
جانون کے تلف کرنے کے اپنی کوشش اس طرف مصروف
کرنا چاہیے کہ دنیا مین بیماریان کم ہو جاوین تنگدستی کے اسباب
گھٹ جاوین آدمیون کی جسمانی اور عقلی اور اخلاقی صحت اونچی
ہو جاوے راحت سے عمر طبیعی تک پہونچنے کے اسباب بہم پہنچ جاوین
مسلمانون مین ایاك نستعین (تجھ ہی سے ہم مدد چاہتے
ہین) عبادت کا جزو ہے اگر نظر غائر[2] سے اس کے معنی سمجھے جاوین
تو یہ ہو سکتے ہین کہ ہم انسان اور اُس کے مصنوعی قانون سے
مدد نہین چاہتے بلکہ تجھی سے اور تیرے عدل حقیقی کے قانون سے
مدد چاہتے ہین اچھے مطلوبون کے حاصل کرنے مین سچے دل سے
اُتنی محنت کرتے ہین جتنی تیرے قانون کے موافق حصول مقصود
کو کافی ہے اور مقصود کے ملنے مین تجھی پہ بھروسا کرتے ہین لیکن

---

[1] اچھا۔ موزون۔

[2] گہرا۔

یاد رہے کہ نستعین کا زبان پر لانا اُسی وقت سچ ہو سکتا ہے جبکہ آدمی زبان ہی سے نہ کہے بلکہ حصول مقصود کے لیے سچے دل سے قانون فطرت کے موافق محنت کرے اور حصول مطلوب مین اپنے معبود[1] پر بھروسا کرے آدمی جب کوئی کام کرے تب اُس مین مدد چاہ سکتا ہے اگر ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھا ہو تو وہ کیسے مدد چاہ سکتا ہے۔

علم الاخلاق کے موضوع کا ظہور

جب بہت سے آدمی راحت سے عمر طبیعی تک پہونچنے اور آیندہ نسلون کو راحت سے عمر طبیعی تک پہونچانے کی غرض سے ملکر رہتے ہین اور تعامل کرتے ہین تب علم الاخلاق کا موضوع پیدا ہوتا ہے۔ اُسکا موضوع وہ ارادی افعال ہین جو تصاحب اور تعامل کی حالت مین شخصی اور اہلی اور نوعی زیست پر اثر کرین۔ یہ اثر یا تو زیست کے باقی رکھنے مین ہوگا۔ یا اُسکے

---

[1] پرستش کیا گیا۔

بہتر کرنے مین ۔ اگر باقی رکھنے مین ہوگا تو تعامل کے تحت مین
آویگا اور اگر ترقی دینے مین ہوگا تو تعاون کے تحت مین ۔
علم الاخلاق کا وہ حصہ جو تعامل کے ارادی افعال سے بحث
کرتا ہے علم العدل ہے اور وہ حصہ جو تعاون کے ارادی
افعال سے بحث کرتا ہے علم الاحسان ہے ۔ یہ دونون حصے
اُن ارادی افعال سے بحث کرتے ہین جن کا اثر بلا واسطہ
اورون پر ہے اور بواسطہ فاعل کے ذات پر ایسا ہے
ایسے ہی ارادی افعال تعامل اور تعاون کی حالت مین
ہوتے ہین ۔ جن کا اثر بلا واسطہ فاعل کی ذات پر ہوتا ہے اور
بواسطہ اورون پر یعنی وہ ارادی افعال جو آدمی عشرتی حالت
مین اپنی زیست کو راحت سے طبیعی حد تک پہونچانے مین
کرتا ہے ان افعال سے علم الاعتدال مین بحث ہوتی ہے ۔
جب راحت سے عمر طبیعی تک پہونچنے اور آیندہ نسلون
کو عمر طبیعی تک براحت پہونچانے کے لیے بہت سے لوگ باہم
رہتے ہین تب اُن مین تعامل اور تعاون شروع ہوتے ہین

یعنی کل جتنے کام شخصی اور راہلی اور نوعی زلیست کے باقی رہنے اور بہتر ہونے کو ضرور رہین اُن کو لوگ آپس مین علی قدر مراتب بانٹ لیتے ہین ہر شخص سب کامون مین سے تھوڑے خود اپنے لیے کرتا ہے اور باقی تمام اور لوگون کے لیئے جو کام وہ باقی تمام لوگون کے لیے کرتا ہے اُس کے بدلے اور ون سے وہ کام جو اُسکو اپنے لیے خود کرنا چاہیئے تھا کرا لیتا ہے - ہر قوم مین بعض غلہ کپڑا وغیرہ ضروریات زیست پیدا کرتے ہین - بعض اُن کو تجارت کے ذریعہ سے سب لوگون تک پہونچاتے ہین بعض تعامل کے راستے مقرر کرتے ہین اور بیرونی واندرونی دشمنون سے بچاتے ہین بعض اُن کو طبیعی اور عشرتی ماحول کی مفید اور مضر موجودات سے واقف کرتے ہین بعض اُن کو مفید کے لینے اور مضر سے بچنے کی پختہ عادت ڈالنے مین مدد کرتے ہین بعض اُن کو مرضون سے بچانے اور اُن کا علاج کرنے مین نفع پہونچاتے ہین بعض اُن کو دولت اور اسباب راحت ولذّت کے بڑھانے مین معین ہوتے ہین -

تصاحب اور تعامل سے جو مطلق آزادی جذبہ کے

تنہا باشندہ کو تھی اُس مین بڑا انقلاب ہوتا ہے۔ تنہائی مین جو
اُس کا جی چاہتا تھا وہ کرسکتا تھا تصاحب مین ایسا ممکن نہین
ہوتا اورون کا خیال کرنا پڑتا ہے۔ تنہائی مین صرف اپنی زیست
راحت سے بسر کرنے کی فکر ہوتی ہے تصاحب مین اولاد کی زیست
کی اور نیز نوع انسان کے زیست کی فکر بڑھجاتی ہے۔ اورون کے
موجود ہونے اور سب کو اولاد اور نوع کی زیست کی بقا اور ترقی
کی فکر ہو جاتے سے اُس مطلق جسمانی اور عقلی اور اخلاقی آزادی مین
جو جز یرے کے تنہا باشندہ کو ہوتی ہے دو شرطین بڑھجاتی ہین۔

پہلی شرط یہ بڑھتی ہے کہ کوئی فرد کسی دوسری فرد پر
ظلم جلی نہ کرے ظلم جلی سے وہ افعال مراد ہین جو کسی فرد کے جان
جسم صحت۔ عافیت کو ضرر کرین یا اُس کے مال کو اُسکے بے اُسکے
دے لے لین۔

دوسری شرط یہ بڑھتی ہے کہ کوئی فرد کسی دوسرے فرد پر
ظلم خفی بھی نہ کرے ظلم خفی سے وہ افعال مراد ہین جن سے کوئی فرد
کسی دوسرے فرد کی محنت یا مال لیکر معاوضہ نہ دے مزدوری

مزدوری نہ دینا۔ سودے کی قیمت نہ دینا۔ معاہدہ کرکے پورا نہ کرنا
دغا فریب سے مال لے لینا وغیرہ ظلم خفی کی مثالین ہین۔

آزادی مطلق مین دونون مذکور شرطون کے لگانے کے بعد
علم الاخلاق کا کلیتہ الکلیات یہ ہوتا ہے کہ تصاحب اور تعامل
کی حالت مین تینون زیستون کی بقا اور اُنکے رقبے بڑھنے کے
لیے ہر فرد کو اپنے ان فعلون مین جو تینون کے لیے مفید ہین پوری
آزادی ہونا چاہیئے بشرطیکہ وہ پوری آزادی دوسرون کی پوری
آزادی مین مخل نہ ہو اور کوئی فرد کسی دوسرے فرد پر ظلم جلی
یا خفی نہ کرے یعنی ہر ایک کو محدود آزادی ہو۔

جہان تک محدود آزادی بقاء زیست مین دخل رکھتی ہے
وہان تک تعامل ہے اور جب اسکو رقبہ زیست بڑھانے مین
دخل ہے تب تعاون ہے جب ہر فرد کے ارادی افعال جو زیست
مین دخل رکھتے ہین اس اعتبار سے کیے جاوین کہ وہ فاعل کی
زیست کو راحت سے طبیعی حد تک پہونچا دین تب وہ نافع للذات
ہین اور جب اس اعتبار سے کئے جاوین کہ ان سے اورون کو

فائدہ ہو تب نافع للغیر لیکن آدمی مین راحت پسند اور صحبت پسند ہونا دونون طبیعی ہین اور وہی تمام اُن افعال کی بنا ہین جنکو زیست پر اثر ہے اِس لیے افعال نافع للذات[1] اور نافع للغیر[2] باہم ایسے وابستہ ہین کہ ایک دوسرے سے جدا نہین ہو سکتے تصاحب اور تعامل کی حالت مین جتنے نافع للذات افعال واجب ہین اُتنے نافع للغیر بھی واجب ہین جو لوگ فقط نافع للذات افعال کرتے ہین اور نافع للغیر کو چھوڑ دیتے ہین وہ تصاحب اور تعامل کو برہم کرکے قوم کو تباہ کرتے ہین اور خود بھی ہلاک ہوتے ہین۔ ایسا ہی جو لوگ اپنا اکثر وقت نافع للغیر افعال مین گزارتے ہین اور ضروری نافع للذات افعال کی پرواہ نہین کرتے انکی تندرستی بگڑتی ہے وہ تنگدست ہوتے ہین اُنکی اولاد کمزور ہوتی ہے اُن کی نسل

[1] کوئی فاعل جو فعل کرتا ہے اُس سے یا تو خود اُس کو فائدہ ہوتا ہے یا کسی اور کو اگر خود فاعل کو فائدہ ہوتا ہے تو وہ فعل نافع للذات ہے۔

[2] ایسے کام جنکے کرنے سے اورون کو نفع ہو۔ پڑھانا۔ علاج کرنا۔ دشمنون سے بچانا۔ افعال نافع للغیر ہین۔

قطع ہوتی ہے اور جس قوم مین ایسے افراد کثرت سے ہون وہ قوم نیست و نابود ہو جاتی ہے۔

بیان گزشتہ سے ظاہر ہے کہ علم الاخلاق وہ علم ہے جو آدمیون کے اُن ارادی افعال سے بحث کرتا ہے۔ جو وہ تصاحب اور تعامل کی حالت مین کرین اور جن کو شخصی اور اہلی اور نوعی زیست کے بقا اور اُنکے رقبون کے بڑھنے مین دخل ہے علم الاخلاق کا موضوع وہ ارادی افعال ہین جو تصاحب اور تعامل کی حالت مین صادر ہون اور شخصی اور نوعی اور اہلی زیست کی بقا اور اُن کے رقبون کی کمی بیشی مین موثر ہون علم الاخلاق کی علمی غرض اُن کلیات کا بنانا ہے جن سے تصاحب اور تعامل کی حالت مین ارادی افعال کا اثر شخصی اور اہلی اور نوعی زیست اور اُن کے رقبون پر معلوم ہو۔ علم الاخلاق کی عملی غرض تصاحب اور تعامل کی حالت مین ایسے افعال کی پختہ عادت کا حاصل کرنا ہے جس سے مفید افعال طبعًا صادر ہون اور مضر افعال صادر نہ ہون۔

علم الاخلاق کے تین حصے ہین - علم الاعتدال - علم العدل علم الاحسان - علم الاعتدال ان افعال ارادیہ سے بحث کرتا ہے جو طبیعی اور عشرتی ماحول ہین اسکی زیست پر بلاواسطہ موثر ہون اورون کی زیست پر بواسطہ - ان اللہ یامرکم بالعدل والاحسان علم العدل ان افعال ارادیہ سے بحث کرتا ہے جن سے تعامل ٹھیک ہو - علم الاحسان اُن ارادی افعال سے بحث کرتا ہے جن سے اورون کی زیست مین ترقی ہو -

علم الاعتدال

آدمی کی ساخت اور اُسکے مرکب ماحول کی افتاد ایسی ہے کہ بعض ارادی افعال سے اُسکو لذّت ملتی ہے اور بعض سے اذیت ہوتی ہے بعض براحت عمر طبیعی تک پہونچنے مین معین ہوتی ہین بعض سے مرض یا موت کا سامنا ہوتا ہے یہی ارادی افعال جو مرکب ماحول ہین آدمی کی زیست و راحت کی علت[1] اقصہ

[1] ایسی علت جو تامہ نہین مگر معلول کے وجود مین دخل ہے -

ہوتے ہین علم الاعتدال کا موضوع ہین -

شخصی اور نوعی تجربہ سے پتہ لگانا چاہیئے کہ کون سے ارادی افعال زیست اور راحت کو بڑھاتے ہین اور کون سے افعال زیست اور راحت کو کم کرتے ہین اور ایسا پتہ لگانے کے بعد علم الاعتدال کے اصول وکلیات مرتب ہون گے ان کُلیات پر عمل کرنے کی پختہ عادت ڈالنا چاہیے تاکہ راحت سے عمر طبیعی تک پہونچنے مین بقدر طاقت بشری کوشش ہو یہی راحت سے عمر طبیعی تک پہونچنا علم الاعتدال کی عملی غرض ہے -

انسان کی ساخت اور ماحول کی افتاد کا یہ اثر ہے کہ انسان کو جیتا رہنے کو محنت کرنا لازم بھی ہے اور محنت کرنے سے انسان تھک بھی جاتا ہے اور کسی عضو سے مفرط محنت سے لے تو وہ عضو بیکار ہو جاتا ہے اس لیے انسان کو اپنے جسم اور قوتون سے کام تو ضرور لینا چاہیئے لیکن اُتنا ہی جتنا راحت سے عمر طبیعی تک پہونچنے مین کار آمد ہو اتنا زیادہ کام ہرگز نہین لینا چاہیئے جس سے براحت عمر طبیعی تک پہونچنے مین خلل پڑے اور فاعل کمزور یا بیمار یا بیکار

ہوجائے یا قبل از وقت مرجائے محنت کے فقط ایسے ہی افراط
سے پرہیز لازم نہین ہے جس سے فاعل خود کمزور یا بیکار ہوجائے
بلکہ ایسی مفرط محنت سے بھی بچنا چاہیئے جس سے فاعل کی اولاد
کمزور یا مریض پیدا ہو اور اگر فاعل کو نوع انسان کی بہبودی نظر
ہو تو خوب یاد رکھنا چاہیئے کہ اسکو اپنے جسم اور قوتون مین فقط
عمری[1] یعنی حق حین حیات حاصل ہے اور قانون فطرة سے اسکی
اولاد اُس کے جسم و قوے کے ایسی ہی وارث ہوتی ہے
جیسے قانون انسان سے اُس کے مال و متاع کے اگر فاعل اپنے
جسم اور قوتون کی پوری حفاظت نہین کرتا اور اپنے ارادی فعلون
سے اُسکو کمزور یا بیکار کردیتا ہے تو وہ اپنے اعقاب[2] کو ادنے
قسم کا ترکہ چھوڑتا ہے اور اپنے بُرے افعال سے نوع انسان کو
ضرر پہونچاتا ہے۔

ہر شخص کو اپنے جسم و جان اور قوتون کی پوری خبرگیری اسلئے

---

[1] حق حین حیاتی۔

[2] آیندہ آنیوالی نسلین۔

بھی لازم ہے کہ جو لوگ اپنے جسم وجان اور قوتون کی خبرگیری نہین
کرتے وہ بیمار و نادار اور بیکار ہوکر اورون پر وبال ہوتے ہین
اور اپنے زندہ رہنے کا ناجائز اور نازیبا بوجھ اورون پر ڈالتے
ہین معتدل ایثار سے زیادہ کام لیکر اپنے جسم اور قوتون کو کمزور کرتے
ہین اور نوع انسان کی کمزوری اور فنا مین شریک ہوتے ہین
موجودہ گزشتنی حالت مین جتنی محنت راحت سے عمر طبیعی تک
پہونچنے کو لازم ہے وہ متعب ضرور ہے لذت بخش نہین ہے
مگر عاقل کو اس تعب اور اذیت کو حد سے زیادہ گزرنے دینا
اخلاقاً ناجائز ہے افراط محنت سے اُسکو ضرر ہوگا اسکی اولاد کو
ضرر ہوگا اور نوع انسان کو ضرر ہوگا۔

جیسے اس مرکب ماحول مین ہر فرد کو راحت سے عمر طبیعی
تک پہونچنے کے واسطے متعب محنت کرنا لازم ہے ویسا بقدر
ضرورت آرام کرنا اور سونا بھی فرض ہے اس گزشتنی حالت
مین آرام اور سونے کی حد فاعل اپنی شخصی خواہش
سے مقرر نہین کرسکتا جتنا طبی تجربہ نے کافی سمجھا ہے اُس مقدار کو

اپنی شخصی خواہش سے ملاکر ایک حد مقرر کر لینا چاہیئے۔

فقط استیثار ہی کے اعتبار سے آرام اور سونا فرض نہین ہے بلکہ ایثار کے لحاظ سے بھی دونون فرض ہین کم آرام کرنے اور کم سونے سے آدمی کی تندرستی بگڑ جاتی ہے اور وہ اپنے ضروری افعال مین قاصر ہوکر اورون پر وبال ہوتا ہے اپنی اولاد اور نوع انسان کو نقصان پہونچاتا ہے اگر ایسے افراد کی کثرت ہوجائے تو نوع انسان جلد صفحہ ہستی سے مٹ جائے۔

آب وہوا وغذا

تجربہ شاہد ہے کہ آدمی کو تندرست زندہ رہنے کے لیے صاف ہوا۔ خالص پانی۔ اور جید الغذا کھانے کی ضرورت ہے آدمی کو چاہیئے کہ اپنی عمر کا جتنا زیادہ حصہ ممکن ہو صاف ہوا مین بسر کرے دیہات مین یہ بات آسان ہے بڑے شہرونمین مشکل ہے مگر ہر عاقل کا فرض ہے مشوب[1] ہوا سے اُتنا ہی بچے

[1] وہ چیز جسمین میل ہو خالص نہ ہو۔

جتنا سانپ بچھو یا زہر سے بچتا ہے مشوب ہوا تندرستی کو بالکل
بگاڑ دیتی ہے صاف ہوا کے بعد خالص پانی کا مرتبہ ہے جہانتک
ہوسکے غیر خالص پانی سے پرہیز کرنا فرض عین ہے آب و ہوا
کے بعد کھانے کا مرتبہ ہے لذیذ اور جیدالغذا کھانا سیر ہوکر کھانا
لازم ہے وہ نافع للذات بھی ہے اور نافع للغیر بھی اول تو سیر ہوکر
کھانے سے جو لذت اور فرحت ہوتی ہے وہ بہت گران بہا ہے
اور جو مدد اس سے تنومند اور صاحب قوت ہونے مین اور اپنے
زیست اور ایثار کے افعال کرنے مین ملتی ہے وہ اور بھی زیادہ
قابل قدر ہے ظاہر ہے کہ تمام کامونکا کرنا تندرستی اور قوت پر موقوف
ہے اور وہ دونون جیدالغذا اور کافی کھانون پر اس لیے غذا
کی عمدگی اور تنوع علم الاعتدال مین پسندیدہ ہے جس طرح سے
جیدالغذا سریع الہضم[1] اور لذیذ اور گوناگون کھانا سیر ہوکر
کھانا اپنے اور اپنی اولاد اور نوع انسان کی زیست
اور صحت اور راحت کے لیے لازم ہے ویسا ہی

---

[1] جلد ہضم ہونے والا

رد[1] ہی الغذا بطی الہضم[2] اور بدمزہ کھانا اور ضرورت سے کم اور زیادہ کھانا اپنی اور اولاد اور نوع انسان کی زیست اور راحت وصحت کو مضر ہے طبی اور ذاتی تجربہ اس بات کو ثابت کرتا ہے بوقت ضرورت اور بقدر ضرورت عمدہ سادہ کھانا سیر ہو کر کھانا راحت سے عمر طبیعی تک پہونچنے مین بہت مدد کرتا ہے اور اولاد اور نوع انسان کی زیست وراحت وصحت مین نافع ہوتا ہے ضرورت سے کم کھانا یا بدمزہ کھانا یا چونی بھوسی پر قناعت کرنا جسکو بعض حضرات خصلت حسنہ گمان فرماتے ہین بالکل غلط خیال ہے ایسا شخص اپنا اپنی اولاد کا اور نوع انسان کا دشمن ہے ایسا ہی وہ حضرات جو لذت بخش مگر مضر کھانے کو مقصود زندگانی سمجھتے ہین سیدھی راہ سے الگ ہین لذیذ کھانونکی افراط مین اول تو اسراف ہے اسی کے ساتھ امراض اور اولاد اور نوع انسان پر ظلم عظیم ہے -

---

[1] ایسا کھانا جس مین غذا کا زیادہ حصہ خون صالح بنکر جزو بدن نہو -

[2] وہ کھانا جو دیر مین ہضم ہو -

کھانے کے ضمن مین لباس و مکان و سامان مکان کا ذکر مناسب ہے

آدمی کو یہ اصل ہمیشہ پیش نظر رکھنا چاہیئے کہ فطرت نے
بہت تھوڑی سی قوت آدمی مین ودیعت رکھی ہے جو کچھ وہ کرسکتا
ہے اسی قلیل قوت کے صرف سے کرسکتا ہے اور اسکا صرف کرنا
یا تو فاعل اور دیگر افراد کی زیست کو مفید ہوتا ہے یا مُضر
کبھی ایسا نہین ہوتا کہ نہ مفید ہو نہ مضر بلکہ عبث ہو یہ بھی یاد رکھنا
چاہیئے کہ جو دولت حاصل ہوتی ہے وہ بھی انسانی قوت کے
صرف سے حاصل ہوتی ہے اس لیے ہر فرد کو کسی کام کرنے سے
پہلے خوب سوچ لینا چاہیئے کہ وہ کام جس مین فاعل اپنا وقت
اپنی قوت اپنی دولت صرف کرتا ہے وہ فاعل اور باقی فردون
کے زیست کے لیے مفید ہے یا نہین اخلاقاً اُنھین کا کرنا حَسَن
ہے جو مفید ہون اور اُنھین کو فضائل کہین گے اور اُن کا کرنا
جو مضر ہون قبیح ہے اور اُنھین کو رذائل کہین گے تمام افراد کو

اخلاقاً وہی کام کرنا چاہئیں جو زیست کو مفید ہون اور اسی وجہ
سے لباس و مکان و سامان مکان وغیرہ مین ہر شخص کو منفعت کو
زینت پر ترجیح دینا چاہیئے - ایسا ملبوس و مسکن و سامان مہیا کرنا
چاہیئے جس سے بقدر ضرورت راحت ملے آرایش اور نمایش
فضول سے پرہیز کرنا چاہیئے مثلاً لباس مین سادگی فرض ہے اسکے
ساتھ لباس ایسا چاہیئے جو جسم کو چھپاوے اور گرمی و سردی سے
بچاوے اور جسم کو گوارا ہو بقدر امکان بالکل صاف ہو ہرگز ایسا
چست نہ ہو جس سے اعضا کی قدرتی ساخت مین فرق آوے
اور خون کے دورے مین حرج ہو ان صفات کے بعد اگر خوشنما
ہو تو مضایقہ نہین لیکن لباس کے گران بہا اور خوشنما کرنے مین
افراط کرنا علم الاعتدال مین بہت قبیح ہے اول تو گران بہا اور
خوشنما کرنے مین بہت سا وقت اور دولت اور قوت صرف
ہوتی ہے جن سے کوئی حقیقی نفع شخصی اور اہلی اور نوعی زیست
کو نہین پہونچتا بلکہ ضرر ہوتا ہے دوسرے لباس فاخرے انسان
دوسرون پر بیجا برتری ظاہر کرکے اُن کے دلون کو ستاتا ہے

تیسرے بجائے اسکے کہ لباس جسم کی حفاظت کرے بہت سا وقت
پہننے والے کا لباس کی حفاظت مین صرف ہوتا ہے اور اُس کی
زیست پر بُرا اثر پڑتا ہے کاش لوگ سمجھین اور وہ وقت اور دولت
اور قوت جو لباسون کے مصنوعی خوشنائی اور گران بہائی مین صرف
کرتے ہین وہ نوع انسان کے جہل اور رذالت اور بدصورتی اور
کمزوری اور افلاس اور امراض کے گھٹانے اور اُس کے علم اور
شرافت اور جمال اور قوت اور دولت اور صحت کے بڑھانے مین
صرف کرین اگر عقل سے کام لیا جاوے تو اُس مین شبہہ نہین کہ وہ
گمراہ اور مضر اور مصنوعی مذاق جو مفرط زرق برق اور گران بہا
لباس کو پسند کرتا ہے اخلاقی گناہ کبیرہ ثابت ہو اصل مین ایسا
مذاق نوع انسان کے تنزل کے اسباب مین سے ہے اور جو لوگ
اُس مین انہماک کرتے ہین وہ نوع انسان کے دشمن ہین اگر
صحیح تعلیم وتربیت سے ہمارے مذاق کجی کو چھوڑ کر سیدھی راہ پر
آوین تو دیکھین کہ صاحب جمال تندرست با علم وعمل مرد وعورت
سادے اور ستھرے لباس مین پرتکلف اور زرق برق لباس کے

لہ لپنہ مین - ییچا ہونا -

بہ نسبت ہزار گونہ زیادہ بھلے معلوم ہوتے ہین جو کچھ لباس کی
بابت عرض ہوا زیور سے بھی متعلق ہے یہ مون روپیہ کا زیور جو دنیا
مین اسوقت ہے اتنا وقت اور قوت اور دولت صرف کر کے
حاصل ہوا ہے کہ اگر وہ نوع انسان کے اسباب راحت بڑھانے
اور موجبات[1] اذیت گھٹانے مین صرف ہوئے ہوتے تو جس حالت مین
دنیا آج ہے اس سے ہزار گونہ بہتر حالت مین ہوتی کاش آیندہ
ہی لوگ سیدھی راہ پر آوین اور اپنی عمر عزیز کو سودمند کامون مین
لگاوین مکانات بنانے مین بھی منفعت کو زینت پر مقدم کرنا چاہیئے
مکان نہایت ہی صاف اور ستھرا ہونا چاہیئے گرمی سردی بارش وغیرہ
فصلون کے لیے موزون ہونا چاہیئے ساخت ایسی ہونا چاہیئے جو
ہر وقت کثیف شدہ ہوا سے پاک ہوتا رہے اُس مین نشست
برخاست غذا سونے نہانے کام کرنے وغیرہ کے جدا جدا حصے ہونا
چاہیئے تاکہ تکمیل حیات و راحت مین پوری مدد دے اور تمام ضروری
سامان راحت و حاجت سے آراستہ ہونا چاہیئے لیکن اس سے زیادہ

---

[1] اذیت کے سبب۔

تکلف اور تزئین[51] اور شوکت وشان مضر ہے اور اخلاقاً قبیح ہے اس سے زیادہ کیا حیف[52] کی بات ہوگی کہ آدمی سے اشرف المخلوقات کی نہایت ارجمند قوت زمین کے حصون کو ایک جگہ سے دوسری جگہ نقل کرنے اور اُنکو مصنوعی صورت دینے مین اس لیے صرف ہو کہ اختراعی اور اصطلاحی مذاق اُسکو پسند کرے اور حقیقت مین شخصی اور اہلی اور نوعی زیست کو اُس سے ضرر ہو جن لوگون نے ایسا فاسد مذاق پیدا کیا ہے اور اُسکا نام تہذیب رکھا ہے وہ نوع انسان کے ناعاقبت اندیش دشمن ہین۔

تاںق[53]

حیات تام کے اسباب کو فراہم کرنا تاںق ہے اس مین اُن سب علوم وفنون کا حاصل کرنا داخل ہے جو متعلم[54] کے زیست اور اُسکے

---

[51] زینت دینا۔ سنوارنا۔

[52] افسوس۔ ظلم۔

[53] تاںق Culture ایسا سنوارنا جس سے لذت حقیقی پیدا ہو اصلاح کرنا۔

[54] سیکھنے والا۔ شاگرد۔

اہل و عیال کی زیست کی بقا و ترقی کے لیئے ضروری ہین اور اخلاقاً جسن ہین علاوہ تحصیل علوم مفید ہ کے اپنے ظاہری اور باطنی قوتون کی ایسی تربیت اور اصلاح بھی شامل ہے جس سے آدمی مخلوقات[۱] فطری اور مصنوعات بشری کی لذتون سے بہرہ در ہو سکے ہر شخص کو بقدر امکان ایسے علوم جن سے تندرست رہنے اور دیانت اور راحت اور عزت سے کسب معاش کرنے مین مدد ملے سب حاصل کرنا چاہیئے مختلف دستکاریان ان کو سیکھنا فرض ہے جنکے لیے وہ ذریعہ کسب معاش ہون لیکن اُن کو بھی سیکھنا چاہیے جو اُن سے مالی نفع اُٹھانا نہین چاہتے کیونکہ اُن سے آدمی باسلیقہ ہو جاتا ہے۔

علوم حکمیہ[۲] کا کافی حصہ حاصل کرنا چاہیئے تاکہ آدمی کو معلوم ہو کہ اُس کو اس عالم سے کیا تعلق ہے اور اُس کا مقام فطرت مین کہان ہے۔

۱؎ قدرتی۔

۲؎ وہ علم جنکو حکمت سے علاقہ ہے مثلاً منطق۔ فلسفہ علم النفس علم ما بعد الطبیعة

علم القوم بھی بقدر ضرورت جاننا لازم ہے تاکہ معاشرت اور
تمدن مین اُس سے رہبری ہو اور زباندانی مین اتنی مہارت
ہونا چاہیئے کہ مافی الضمیر[1] کو شستہ اور شایستہ اور فصیح اور بلیغ عبارت
مین ظاہر کر سکے۔

تانق مین اُسی حد تک محنت کرنا چاہیئے کہ جسم اور قوتون کو
ضرر نہ پہونچے۔

نکاح

نوع انسان کی بقا کے لیے نکاح ضرور ہے اس نظر سے
دیکھین تو اسلاف کا احسان ہے جنھون نے اخلاف[2] کو پیدا
کیا اور پالا ہے اور اخلاف اُسی وقت اسلاف کے بار احسان
سے سبکدوش ہو سکتے ہین جب اپنے سے بہتر آیندہ نسل پیدا
کرین اور پالین۔

---

[1] وہ چیز جو دل مین ہو۔

[2] جمع ہے خلف کی وہ لوگ جو آیندہ آوینگے اور قایم مقام ہون گے اپنے اسلاف کے۔

نکاح سچی اور پاک اُلفت پر مبنی ہونا چاہیئے نفس پرستی اور تجارتی اصول پر ہو تو اس سے ہمدردی۔ سماح[1] ۔ وفا تحمل جفاکشی وغیرہ ایثار کی شریف خصلتیں پیدا نہین ہوتین بلکہ آدمی بہیمہ[2] ہو جاتا ہے۔

پاک اور موزون نکاح ایثار کے عالی ترین صفات کا مبدا ہے صحیح زوجین مین استیثار و ایثار ایسے باہم ملجاتے ہین کہ بہت سے افعال جو ایک اُن مین سے نافع للذات جانکر کرتا ہے وہ دوسرے کے لیے بھی نافع ہوتے ہین اور ایک ہی فعل جو عامل کے لیے استیثار ہوتا ہے دوسرے کے لیے ایثار ہو جاتا ہے نظر پاک بین سے دیکھین تو عورت سے زیادہ مرد کے لیے کوئی نعمت دنیا مین نہین ہے شخصی زیست کی تکمیل بے اُسکے نہین ہوتی فطرت انسانی کی بہت سی جہات بے اُسکے نشو و نما نہین پاتی اور اہلی زیست کا وجود ہی بے اُسکے نہین وہی تو اُسکا مرکز ہے

---

[1] سماح سخاوت۔ دریا دلی۔ درگزر Chivalry

[2] چوپایہ۔ مویشی۔

نوع انسان کے باقی رکھنے کا بڑا حصہ فطرت نے اُس کے سپرد کیا ہے اسی وجہ سے وہ اتنی تنومند نہین ہوتی جتنے مرد ہوتے ہین اور اُسکا شخصی نمو پندرہ سولہ ہی برس کے عمر مین پورا ہوچکتا ہے چونکہ اُس کی صحیح اور جائز مرافقت[1] کا تینون زیستون مین حصہ بہت ہی اہم ہے اسی لیے جب اُس مرافقت مین غلطی ہوتی ہے تب بڑے بڑے فساد پیدا ہوجاتے ہین اور وہ سب اُس کے ذمے لگائے جاتے ہین اُسکی یاد اسکا حضور[2] اسکا ترقب[3] مفرح ذات[4] اور رحمہ حیات ہے اور کیونکر نہ ہو جس چیز کا حضور لذیذ ہوتا ہے اُسکی یاد یعنی گزشتہ حضور اور ترقب یعنی حضور آیندہ دونون بھی لذیذ ہوتے ہین جتنے نظم و نثر عورت کی مذمت مین ہین وہ سب بنار الفاسد علی الفاسد[5] ہین پہلے مرد اپنی نفس پرستی سے ایک نازیبا

[1] باہم رہنا۔

[2] سامنے موجود ہونا۔

[3] آیندہ ہونے کی امید۔ نگرانی۔

[4] آدمی کے دل خوش کرنے والی چیز۔

[5] ایک فاسد یا بگڑی ہوئی چیز پر دوسری فاسد یا بگڑی ہوئی چیز کو بنانا۔

خیالی یا حقیقی تعلق پیدا کرتے ہین اُس کے بعد اُس نا زیبا تعلق کے
نظرتی قبیح نتائج کو بیچاری عورت کے سر تھوپ دیتے ہین پاک الفت
کی بناء پر پسندیدہ عقد ہوا ور سنجیدہ برتاؤ کیا جاوے تو تکمیل حیات
اور معالی اخلاق[۱] کے لیئے زوجہ سے زیادہ کوئی بہتر قرین نہین
نہ ہوسکتا ہے آدمی کو نکاح اُسیوقت کرنا چاہیئے جب وہ کسب
معاش اور پرورش عیال واطفال مین مستقل ہو چکے اور اُسکی
صحت اچھی ہو انجام کو سوچے بغیر نکاح کرنا خطرناک ہے اور بُرا
عقد بلائے عظیم ہے۔

نکاح کا اصل مقصود یہ ہونا چاہیئے کہ نوع انسان مین فاضل
افراد بڑھین ایسے نکاح جن سے مفضول افراد کی کثرت ہو قبیح ہین
نکاح سے جو اولاد ہو اُسکی پرورش اور تعلیم اور تربیت کرنا
اور اُس کو مجاہدہ[۲] زیست کے قابل کردینا زوجین کا نہایت
پاک فرض عین ہے۔

---

[۱] عمدہ اخلاق۔

[۲] کوشش کرنا۔

ہر شخص کو اپنی اولاد کی تربیت اور تعلیم کا بوجھ اصالتاً یا نیابتاً اُٹھانا چاہیئے اور اُس کو دوسرون کے سر پر نہ ڈالنا چاہیئے اولاد اُتنی پیدا کرنا چاہیئے جتنی کی تربیت و تعلیم کرنا اختیار مین ہو اور دو بچون مین کافی فترہ ہونا چاہیئے کافی فترہ[1] نہونے سے مان اور بچون دونون کی تندرستی اور زیست پر بُرا اثر پڑتا ہے سردست یہ کہنا کافی ہے کہ اگر ذات اور نوع کے اغراض مین تعارض ہو تو نوع کے فائدے کو فرد کے فائدہ پر ترجیح دینا چاہئے ایسے نکاحون سے بچنا چاہیئے جن سے آیندہ نسلین کمزور ہون اور نوع انسان بجاے ترقی کے تنزل کرے۔

علم العدل

جب بہت سی فردین باہم تعامل کرین تب قوم کی بقا کے لیے دو اصل ہین بچون کے ساتھ تو یہ معاملہ چاہیئے کہ وہ اپنے پرورش کے جتنے ہی زیادہ غیر قابل ہون اُتنی ہی زیادہ اُنکی

[1] فترہ فاصلہ زمانی۔ رخنہ۔ خلل۔ جدائی۔

مدد کرنی چاہیئے اور پرورش مین مستقل ہونے کے طرف جتنا ہی
وہ چلتے جاوین اُتنا ہی مدد مین کمی ہوتی جاوے بالغون کے
بابت یہ اصل ہے کہ جو جیسا ہو اُسکو اُس کے کردار کا پھل ملے
لہا ما کسبت وعلیہا ما اکتسبت (نفس کے فائدے کے لیے
ہے جو اُس نے سودمند کمائی کی اور اُسی کے ضرر کے لیے ہے جو
مضر کمائی اُس نے کی) اگر دونون مین سے ایک پر بھی عمل نہو
تو قوم فنا ہو جاتی ہے اولاد جب پیدا ہوتی ہے تب وہ ایسے
افعال نہین کر سکتی جو زیست کے لئے ضرور ہین اگر ایسی حالت
مین والدین اُنکی پرورش مین اپنا وقت اور قوت اور مال
صرف نہ کرین تو وہ مرجاوین اور ایسی قوم زیادہ سے زیادہ
ایک صدی کے اندر نیست و نابود ہو جاوے۔

بالغون کے ساتھ برتاؤ مین جب لہا ما کسبت
وعلیہا ما اکتسبت پر عمل نہین ہوتا تب بھی رفتہ رفتہ قوم فنا
ہو جاتی ہے جب فاضل فردون کو اپنی محنت کا پورا پھل
نہین ملتا اور اُن کے حاصل کردہ دولت مفضول فردونکے

زندہ رکھنے مین صرف ہوتی ہے تب اول تو فاضل فردون کو یا تو
ضرورت سے زیادہ محنت کرنی پڑتی ہے جو اُن کی صحت وغیرہ
کو مضر ہوتی ہے یا فطرت انسانی اُن کو زیادہ کمانے کی محرک
نہین رہتی کوئی اس بات کو رغبت گوارا نہین کرسکتا کہ کمائے
تو وہ اور اوڑا دین اور لوگ مفضول فردین جب اوروں کے
سہارے جیتی ہین تب وہ اور زیادہ سست اور نکما ہوجاتی
ہین اور فاضل فردون پر اُنکا زیادہ بوجھ اور بھی گران ہوتا ہے
اور یہ مفضول فردین مفضول اولاد پیدا کرکے قوم من حیث القوم[1]
کے فضل اور جودت کو کم کرتی ہین اور رفتہ رفتہ قوم کی فنا کا
باعث ہوتی ہین۔

بیان سابق سے عیان ہے کہ اولادت قطع نظر کرکے
تعامل کی حالت مین ہر شخص کو پوری آزادی چاہیئے کہ اپنی زیست
کے لیے جو عمل چاہے کرے اور اُس کے عمل کے جو نتائج

---

[1] قوم اس اعتبار سے کہ وہ قوم ہے قوم من حیث القوم پر حکم لگانا یعنی
کل قوم کے اعتبار سے حکم لگانا۔

مفیدہ یا مضرہ ہون وہ بھی اُسی کو ملنا چاہیئے سوا اُس کے کسی اور پر اُنکا کسی قسم کا بوجھ نہ پڑنا چاہیے لاتزر وازرۃ وذر اُخریٰ (کوئی بوجھ اُٹھانے والی جان دوسری جان کا بوجھ نہ اُٹھا وے گی۔)

ایسی پوری آزادی ہر فرد کو ہونا چاہیئے لیکن کرورون افراد ایک ہی ساتھ اپنی آزادی کو کام مین لانا شروع کرتے ہین پس اس لیے کہ کوئی فرد دوسرے فرد کی آزادی مین دراندازنہ ہو ہر فرد کی مطلق آزادی کو محدود کرنا ناگزیر ہوجاتا ہے اور اس حد کے بیان کا کلیہ یہ ہے کہ ہر فرد کو اپنے افعال مین اُس حد تک پوری آزادی ہونا چاہیئے کہ وہ باقی تمام فردون کی آزادی مین رخنہ نہ ڈالے تعامل کی حالت مین اہل تعامل کے افعال کا کلی دستور العمل یہ ہے کہ ہر فرد جو چاہے اُس کے کرنے مین آزاد ہے بشرطیکہ وہ باقی فردون کے مماثل[1] آزادی مین خلل نہ ڈالے۔

---

[1] مشابہ۔

علم العدل شخصی اور نوعی تجربے سے دریافت کرتا ہے کہ تعامل کے حالت مین کون سے ارادی فعل کس متعامل کے اونکی محدود آزادی مین خلل ڈالتے ہین اور اس طور سے تعامل ہموار کو برہم کرکے شخصی اور رابطی اور نوعی زیست کو گھٹاتے ہین یہی فعال ارادی علم العدل کا موضوع ہین اور عملی غرض علم العدل کی اُن ارادی افعال سے بچنے کی پختہ عادت ڈالنا ہے جنسے اورون کی محدود آزادیون مین خلل پڑے۔ غور سے دیکھا جاوے تو جتنے فطرتی یا قانونی حقوق افراد قوم کو حاصل ہین یا ہونا چاہیین وہ سب اسی محدود آزادی کی تفریعین[۱] ہین اور مین اُن کو بالاجمال بیان کرتا ہون۔

حق سلامت بدنی

کسی فرد کو ایسا فعل نہ کرنا چاہیئے جس سے کسی دوسرے فرد کی سلامت بدنی کو صدمہ پہونچے یہ بدیہی ہے کہ سلامت بدنی

[۱] جمع ہے تفریع کی۔ شاخ۔ فرع۔

محدود آزادی کی پہلی تفریع[1] ہے اگر آدمی کا جسم ہی سالم نہ ہو تو وہ
ضرور ایسے افعال سے قاصر ہوگا جو اُسکی زیست کی تکمیل کے لیے
ضروری ہین اور جو شخص کسی اور کی سلامت بدنی مین خلل ڈالتا ہے
وہ بالبداہہ[2] اُس کی محدود آزادی کو کم کردیتا ہے اس طور سے
ہر فرد اس کا مستحق ہے کہ اُسکی سلامت بدنی کو کوئی کسی قسم کا
صدمہ نہ پہونچا وے مہذب قومون کے قوانین مین جتنے جرایم جسم و
جان کے بابت مین وہ سب اسی کی مثالین ہین مگر ابھی تک کسی
فرد کو مرض متعدی سے یا اور طور سے مریض کردینا کافی طور سے
جرم نہین گنا جاتا حالانکہ وہ بھی سلامت بدنی کو نقصان پہونچاتا
ہے اور جرم ہونا چاہیئے کامل علم الاخلاق مین تو کلیہ سلامت
بدنی مین کوئی مستثنے نہین ہوگا مگر ناقص علم الاخلاق مین جو موجود
گزشتنی حالت مین معمول بہ ہے چند صورتین ایسی ہون گی جن مین
فردون کی سلامت بدنی مین خلل ڈالنے کا اختیار ہوگا اور اُسکی

---

[1] تفریع Corrolory شاخ - فرع

[2] بالبداہت - ظاہر بظاہر

[3] جسپر عمل کیا جاے -

حد قومی ضرورتون سے محدود ہو سکے گی۔

حق حرکت ونقل

جس طرح سے سلامت بدنی بدیہی فرع آزادی محدود کی ہے
ویسا ہی حرکت ونقل کی آزادی بھی ہر فرد کو اپنی ضروریات زیست
وراحت کے حاصل کرنے مین ہاتھ پائون مارنے اور ایک جگہ
سے دوسری جگہ جانے سے چارہ نہین ہے اگر کوئی فرد کسی
دوسرے فرد کو حرکت ونقل نہ کرنے دے یا اُس مین ہارج ہو
تو اُسکی محدود آزادی مین رخنہ ڈالنے کی مجرم ہوگی اور فرقہ
ناظمہ[1] کو فرض ہوگا کہ ایسی رخنہ اندازی کو جرم قرار دے ابتدا
مین حرکت ونقل سے روکنا بڑا جرم نہ سمجھا جاتا تھا مگر اب مہذب
قومون کے قوانین مین وہ سنگین جرایم مین سے ہے اگر کسی قوم
کی زیست اس بات پر موقوف ہو کہ بعض فردون کے حرکت ونقل

---

[1] فرقہ ناظمہ۔ انتظام کرنے والا فرقہ کسی قوم مین وہ فرقہ جو سلطنت کرتا ہے فرقہ ناظمہ
ہے (گورنمنٹ) سلطنت۔

مین کمی آوے تو ایسی کمی اس گزشتنی حالت مین جائز ہوگی اور اُسکی مقدار قومی ضرورت پر موقوف ہو گی۔

حق فطرتی[1] وسائل حیات

آدمی کو زندہ رہنے کے لیے ہوا اور پانی درکار ہے اور روشنی بھی کسی فرد کو اُن کی بابت دوسری فرد کی آزادی مین خلل ڈالنا جائز نہین ہے قومون کی ابتدائی حالت مین چونکہ خلل پڑنا بہت نادر ہوتا ہے اس لیے اُسکی بابت قانون نہین بنائے گئے مگر جب بڑے بڑے شہر آباد ہوتے ہین تب روشنی و ہوا کے حق کی بابت قانون بنانا ضرور ہو جاتا ہے۔ زمین کو بھی طبیعی ذریعۂ حیات کہنا چاہیئے اور اُسکے بابت بھی ہر فرد کو محدود آزادی ہونا چاہیئے مگر ہزارون سال کے انسانی قوانین نے زمین کو

---

[1] Right to natural media of life

فطرتی کے معنی قدرتی وسائل حیات کے معنی زندہ رہنے کے وسیلے فطرتی وسائل حیات سے مراد۔ آب وہوا۔ روشنی وغیرہ چیزین جن پر آدمی کی زیست موقوف ہے اور جو قدرت نے پیدا کی ہین انسان نے پیدا نہین کین۔

شخصی جائداد مین داخل کر دیا ہے اور اصلی حالت بالکل چھپ گئی ہے لیکن اصولاً زمین کے استعمال مین سب کو مساوات ہونا چاہیئے اور جب قومی اور شخصی ضرورت مین تعارض ہو تب قومی ضرورت کو ترجیح دینا چاہیئے۔

حق مال[۱]

مال سے یہان اُس کے عام ترین معنی مراد ہین یعنی ہر وہ چیز جو کسی فرد کی ملک ہو اور جس سے اُسے نفع ہو سکے خواہ منقول ہو یا غیر منقول اور خواہ محسوس ہو جیسے روپیہ پیسہ سونا چاندی وغیرہ یا غیر محسوس جیسے مالکانہ حق تصنیف وغیرہ مال ہمیشہ آدمی کی قوت کے صرف سے پیدا ہوتا ہے اور جس کی قوت کے صرف سے کوئی مال پیدا ہوا وہی شخص اُس کا مالک ہے کسی فرد سے اُس کے

---

[۱] مال اُن مادی چیزون کو کہتے ہین جو آدمی کے قبضہ مین ہون اور جن سے اُس کو زیست و راحت مین مدد ملتی ہو۔ روپیہ پیسہ۔ جائداد وغیرہ سب مال ہین مال المعنی الاعم سے وہ تمام چیزین مراد ہین جو مادی خواہ غیر مادی ہون اور جن سے زیست راحت صحت آبرو مین مدد ملے۔

مال کا کوئی حصہ بے معاوضہ اور اُس کے بلا مرضی لینے کے یہ معنی ہین
کہ غاصب نے مغصوب[1] منہ کے قوت کا ایک حصہ برباد کر دیا اور
اِس قسم کے غصب کسی قوم مین بہت زیادہ واقع ہون تو ضروری
نتیجہ یہ ہوگا کہ محنت کرنے والون کی محنتون کے پھل رائگان ہونگے
اُن کو جتنی قوت اپنے اور اپنے عیال اور نسل انسان کی زیست
کے بقا اور ترقی مین کرنا چاہیئے اُس مین کمی ہوگی غاصبون کو اپنے
اور اپنے عیال اور نوع انسان کی زیست کے لیے محنت نہ کرنیکی
خو پڑے گی اور رفتہ رفتہ قوم مین کمزوری بے اطمینانی سُستی
مفلسی وغیرہ پھیلے گی اور قوم کی تباہی اور فنا جلد ہوگی۔

اگر دنیا کی حالت ترقی کرتے کرتے ایسی ہو جاوے گی کہ نوع
انسان کی ہر فرد موجود صالح ہو کر اپنے مرکب ماحول سے بالکل مطابق
ہو گی تو ضروری کسب معاش کے لیے جتنی محنت ہر ایک کو کرنا
پڑے گی وہ لذیذ ہو گی اور کسی دوسرے کا مال غصب کرنا
ویسا ہی موذی ہوگا جیسے اب سخت بدبو موذی ہوتی ہے۔

[1] وہ شخص جس سے کوئی چیز چھین لی جاوے۔

تب اس کلیہ مین کہ کسی کا مال بے اُسکی مرضی کے نہ لینا چاہیئے کوئی مستثنیٰ نہ ہوگا مگر موجودہ گزشتنی حالت مین جب غیر کامل افراد غیر موافق ماحول مین بسر کر رہے ہین تب غنی فردون کے مال کا اُسقدر حصہ اُن سے لینا جائز ہے جتنے کے لینے پر شخصی اور اہلی اور قومی زیست کی صیانت[1] موقوف ہو خراجون کا جواز اسی بنا پر ہے مہذب قومون کے قوانین اب دنیا مین حق مال کا بہت احترام کرتے ہین اور غاصب کو سزا دینا چاہتے ہین مگر ابھی تک جتنا جسمانی محنت کے ثمرات محسوس مصئون[2] ہین اُتنا عقلی محنت کے ثمرات غیر محسوس محفوظ نہین آدمی اگر اپنی عقل سے کوئی ایجاد کرے یا تصنیف کرے تو وہ بھی ویسا ہی محفوظ ہونا چاہیئے جیسے وہ سب محسوس مال محفوظ ہوتا ہے جو اُس نے اپنی قوت بازو سے کمایا ہو قومون مین جس طرح سے فنا اُس جائداد کے محفوظ نہ ہونے سے جلد آتی ہے جو جسمانی محنت سے پیدا کی ہو ایسا ہی حق تصنیف

---

[1] صیانت بچانا۔

[2] مصئون۔ محفوظ۔

اور ایجاد کے محفوظ نہونے سے آتی ہے کیونکہ موجدون اور مصنفونکو رغبت نہین رہتی کہ مفید چیزین ایجاد کرین یا سود مند کتابین تصنیف کرین۔

جیسے حق ایجاد و تصنیف عقلی مال ہے اور ضرور محفوظ ہونا چاہیئے ایسا ہی نیک چلنی اور نیک نامی اور خلق حسن جوکوئی شخص ہر سونگی راستبازی اور دیانت اور تقوی اور ریاضت سے حاصل کرتا ہے وہ اُسکی اخلاقی ملک ہے اور پورے طور سے محفوظ ہونا چاہیئے جو لوگ نیک نام اور راستبازون کو بلا معقول وجہ کے غیبت کرکے بدنام کرتے ہین وہ نوع انسان کی بربادی اور فنا مین وہی حصہ لیتے ہین جو غاصبون کا ہے صرف فرق اتنا ہے کہ غاصبون کا عمل زشت مال محسوس سے متعلق ہے اور بدنام کرنے والون کا جرم اخلاقی دولت غیر محسوس سے متعلق ہے۔

حق ہبہ[1] و وصیت

[1] ہر شخص کو اپنے مال مین حق ہے کہ وہ اُسکو ہبہ کردے یا بذریعہ وصیت کسی کو دیدے اس حق کو حق ہبہ و وصیت کہتے ہین۔

ملک[1] کامل کے معنی فقط یہی نہین کہ مالک سے کوئی حصہ اُس کے ملک کا کوئی شخص بلا رضامندی اُس کے نہ لے سکے بلکہ اُس کے معنی مین یہ بھی داخل ہے کہ مالک کو اپنے مال مین تصرف کا پورا اختیار ہو اگر کوئی شخص کامل تصرف سے روک سکتا ہے تو اس مانع کو ملک مین دخل ہے اور مالک پورا مالک اپنے مال کا نہین اسی لیے ہر مالک کو پورا حق ہونا چاہیئے کہ اپنے کُل یا بعض مال کو جیسے چاہے ہبہ کر دے یا بذریعہ وصیت دیدے۔

تھوڑے سے غور سے ظاہر ہو جاتا ہے کہ اپنے مال مین تصرف کی پوری آزادی ہونا آزادی محدود کی فرع ہے اگر پورے تصرف مین قیدین لگائی جاتی ہین تو وہ اصل مین آزادی محدود مین دست اندازی کے بغیر نہین ہوتین۔

حق مقابضہ[2] و معاہدہ

---

[1] ایسا مالک ہونا کہ مملوک مین تمام قسم کے پورے اختیار ہون کسی قسم کی تصرف مین کوئی مزاحم نہو

[2] مقابضہ کے معنی اپنے کسی چیز کو بیع کے ذریعہ سے کسی دوسری چیز سے بدل لینا حق معاہدہ کے یہ معنی ہین کہ ہر شخص کو پوری آزادی ہے کہ جو معاہدہ چاہے کسی سے وہ کرے۔

ہر فرد کو پوری آزادی ہونا چاہیئے کہ اپنے جس مال کو جسطرح سے چاہے کسی اور مال کے عوض بیچے اور اپنے مال اور اعمال کے بابت جو معاہدہ چاہے کرے مقابضہ اور معاہدہ کی پوری آزادی اُسی محدود آزادی کی فرع ہے جو تعامل کی حالت مین زیست اور راحت کی بقا اور ترقی کا موقوف علیہ ہے۔

جب کبھی تمام افراد نوع انسان کامل ہو کر اپنے مرکب ماحول کے بالکل صالح ہوجاوینگے تب مقابضہ اور معاہدہ مین پوری آزادی ہوگی کوئی مستثنے اُس مین نہ ہوگا موجودگزشتنی حالت مین چونکہ ماحول سے کلی توافق نہین ہے اس لیے خارجی یا داخلی دشمنون سے بچانے کو مقابضہ اور معاہدہ کی پوری آزادی مین ایسی قیدین لگانا جائز ہوجاتا ہے جن قیدون کے بغیر قومی یا نوعی صیانت ممکن نہ ہو۔

حق عمل

ہر فرد کو آزاد ہونا چاہیئے کہ راحت سے عمر طبیعی تک پہونچنے

سکے لیے کسب معاش کرنے کو جو پیشہ چاہے اختیار کرے عقلاً اور اخلاقاً
کوئی پیشہ جو براحت عمر طبیعی تک پہونچنے مین معین ہو اور جس سے
زیستہاے سہ گانہ مین سے کسی کو کوئی ضرر نہ پہونچے اور راستبازی
اور دیانت سے کیا جاوے پسندیدہ ہے اور جو حضرات کسی پیشہ کو صرف
اس وجہ سے کہ وہ پیشہ ہے ذلیل جانتے ہین وہ نوع انسان سکے
دشمن ہین پیشون مین جو فریب حرص جھوٹ جعل فرومائیگی وغیرہ
صفات ذمیمہ ملا دیے جاتے ہین وہ البتہ مذموم ہین لیکن کوئی ذریعہ
کسب معاش کا جو صفات ذمیمہ سے پاک ہو ہرگز معیوب نہین پیشے
اور تجارت ہی سیدھی راہین دولت اور عزت حاصل کرنے کی ہین۔

عقائد اور عبادت کا حق

ہر فرد کو پوری آزادی ہونا چاہیئے کہ جو عقائد اُس کو بیشبہ فی نفسہا[۱]
صحیح معلوم ہون اُن کو اختیار کرے اور جو طریقہ عبادت اُس کے نزدیک
بہترین ہو اُس کو برتے کسی دوسرے کو اس مین دخل دینا یا باز پرس

سلہ اُسکے اور اسکے درمیان ۱۲

کرنے کا حق نہین ہے سلطنتون کو دخل در مذہب کا سودا ہوتا رہا ہے
مگر عقل اور تجربہ دونون شاہد ہین کہ ایسے دخل سے ہمیشہ فساد ہوتے
ہین انسانون کو تعامل ہین ظلم جلی وخفی سے بچنا چاہیئے اور ہر فرد کو
اُسکے بعد آزادی محدود بآزادیہاے سائر افراد ہر چیز مین ہونا چاہیئے
کسی فرد کو جو معاملہ اپنے معبود سے ہو اُس ہین کسی دوسرے فرد کو
دخل دینے کا کیا حق ہے اور کسی فرد خاص کے پاس کونسی قطعی دلیل
اس بات کی ہے کہ وہ حق پر ہے اور فرد ثانی باطل پر ایسی قطعی
دلیل معدوم ہونے کی وجہ سے اسلم[۱] طریق یہی ہے کہ لکم دینکم[۲]
ولی دین پر سچے دل سے برتاؤ ہو اور ہر شخص مذہب کی بابت
باقی تمام شخصون سے صلح کل کا مسلک[۳] اختیار کرے ریاضی ہیت یہ
مسلم ہے کہ اگر ایک چیز کی بابت ایک شخص کی ایک راے ہو اور
دوسرے کی دوسری تو ہر راے کی صحت کا احتمال فی صد پچاس
یعنی آدھا ہے اگر چار رائین ہون تو ہر ایک کی صحت کا احتمال فیصد

---

[۱] سب سے زیادہ سالم۔
[۲] تمھارے لیے تمھارا دین اور میرے لیے میرا دین۔
[۳] چلنے کی راہ۔ طریقہ مذہب۔

پچیس ہے اگر دس لا رائین ہون تو فیصد دس یعنے احتمال صحت
دسوان حصہ ہے اگر سو رائین ہون تو فیصد ایک یعنی احتمال صحت ایک سوان ہے

اصل سابق الذکر کا لحاظ کر کے اگر دنیا کے مذہبون کے شمار
پر نظر کرین اور ہر مذہب مین جتنے فرقے ہین اُن کو گنین اور پھر ہر فرقہ
کے افراد کو دیکھین تو کرورون پر نوبت پہونچے گی اور اگر ہر فرد
کے مذہب کی صحت کا احتمال نکالین تو کم سے کم ایک کا کرورواں
حصہ ہوگا ایسی صورت مین ہر عاقل کو زیبا ہے کہ دینہ و دین اور
جو عقائد مذہب اُس کی راے مین صحیح ہون اُن کو اپنے حق مین
واجب العمل جانے مگر اُس کے ساتھہ یہ سمجھتا رہے کہ احتمال
صحت وحقیقت صرف ایک کا کروروان حصہ ہے اس لیے
فرض ہے کہ اُن اصول سے جن پر ہموار تعامل موقوف ہے ہر مذہب
بالکل جدا کر دیا جاوے کیونکہ تعامل ہموار کے اصول نوعی ہین اور
مذہب شخصی۔ یہ بات بھی یاد رہے کہ جیسے ماحول مین تغیر ہونے سے
آدمی کے جسمون مین تغیر ہوتا ہے ایسا ہی اُس کے معلومات مین
بھی تغیر ہوتا ہے جو بات ایک وقت بالکل صحیح اور یقینی معلوم ہوتی ہے

وہ آیندہ کے تجربہ اور ماحول کے تغیر سے کبھی غلط ثابت ہو جاتی ہے
اس لیے عاقل کے لیے احتیاط کا طریقہ یہ ہے کہ اپنے کسی وقت کے
معلومات خاص کو بالکل یقینی اور صحیح نہ مان لے ہمیشہ اس بات کیلئے
آمادہ رہے کہ اگر آیندہ واقعات یا تغیرات اس کے کسی معلوم کو
غیر صحیح ثابت کر دین گے اور کسی دوسرے معلوم کو اس سے بہتر ثابت
کرین گے تو وہ اس معلوم جدید کو بطیب خاطر قبول کرے گا اور معلوم
اول پر اصرار نہ کرے گا۔ اور معلوم جدید کو قبول کر لینے کے بعد بھی یہ
جانتا رہے گا کہ اسوقت تک کے لیے یہ بہترین اور صحیح ترین معلومات
ہے لیکن آیندہ اس سے بہتر اور صحیح تر معلوم ہونے کا احتمال ہے۔

ایل ایف وارڈ صاحب امریکائی ماہر علم القوم یا قومیات نے
اپنی کتاب تمدن قومیات A Text Book of Sociology

مین نہایت ہی دلچسپ تقریر اخلاق کے بابت لکھی ہے اُس کا
خلاصہ یہان درج کرنا مناسب ہے۔
وہ فرماتے ہین کہ اختیار اور تجربہ سے فطرت کا یہ مقصود معلوم

ہوتا ہے کہ جہان تک ہو سکے بیجان مادہ کو جاندار بنا دے - یہ غرض
حاصل کرنے کو بعض مخلوقات مین خواہش اور احساس اور لذّت
اور الم سے متاثر ہونے کی قوت پیدا ہوئی اس قوت کی غرض تو
یہ تھی کہ جانداروں مین بیجان مادہ کو جاندار بنانے کی طرف میلان
ہو اور وہ اپنا مثل بناوین لیکن لذّت خود مقصود بالذات بن گئی
اور جاندار مخلوقات لذّت کو بغرض لذت تلاش کرنے لگی اور
اس بات سے کہ وہ ذریعہ ہے بیجان کے جاندار کرنے کا قطع نظر
کرنے لگی مقصود بالعرض کے مقصود بالذات ہو جانیکا نتیجہ یہ ہونے لگا
کہ بیجان کے جاندار ہونے مین رخنہ پڑنے لگا اور وہ فردین اور
فرقے جو مقصود بالعرض کو مقصود بالذات بنانے مین افراط کرنے
لگے صفحۂ ہستی سے مٹنے لگے اور اُسی کا نام ڈاروِن نے انتخاب طبیعی
رکھا اور اسپنسر نے خلافۃ الاوفق فطرت نے اس مہلک میلان
کے روکنے کی دو تدبیرین کین سب حیوانون مین جبلّت پیدا کی اور
انسانون مین خاص کر نطق - نطق نے یہ عمل شروع کیا کہ خطرناک
لذّتون کے درپیے ہو جانے والون کو اس سے روکے کہ واپس

ہونے سے وہ زیادہ الم مین نہ پڑین اسی نطق نے قومی حکومت کا
ایسا نظام بھی پیدا کر دیا جو افراد مغلوب اللذۃ کو افراط سے روکے اور
قومی حکومت کا یہی نظام جو قوم کی سلامتی کے جذبہ پہ مبنی ہے مذہب
اور قانون اور سلطنت کی صورت قبول کر لیتا ہے۔

اگر نطق اور زیادہ ترقی کرے گا اور علم و عقل مین اضافہ ہوگا
تو ممکن ہے کہ خطرناک کردار سے آدمیون کو قومی حکومت کی روک کی
حاجت نہ رہے مگر ابھی ایسا وقت بہت دور ہے۔

خُلقی قوے

اصل پہ نظر کرین تو خلق دو قسم کا ہے قومی خلق اور فردی خلق
دونون کی جڑین بہت گہری جاتی ہین اور دونون انسانی خواص
مین سے ہین گو حیوانون مین بھی اُن کے ہم عمل موجود ہین چونکہ
حیوانیت سے انسانیت کی جانب آنا دماغ کی نمو کا یعنے نطق کا اثر
ہے یہان اس لیے دونون قسم کا خلق قوت عاقلہ کا نتیجہ ہے۔

فصل ۸۲ مین سلامت قوم کے جذبہ کا ذکر ہو چکا ہے اور یہ بھی

ذکر ہو چکا ہے کہ اسی سے انسانی رسوم زاجرہ

Coercive human institutions

مانند مذہب و قانون و سلطنت پیدا ہوئی ہین قومی خلق کا مطلوب
مقصود بالذات ہے نہ مقصود بالغرض اِس سے یہ لازم آتا ہے کہ قومی
خلق کو فردی لذت والم سے واسطہ نہین واقع مین قومی خلق کے
اعتبار سے انسان بیجان مادہ کو جاندار بنانے مین فطرت کی مدد
کرتا ہے اور صیانت نوع کے لیے جو فطرتی قوتین ہین اُن مین
سے وہ بھی ایک ہوتا ہے قومی خلق اگر غور سے دیکھا جاوے تو عرفون
کا مجموعہ ہوتا ہے اور دنیا کی عرفون کو نظر عبرت سے ملاحظہ کرین
تو عیان ہو کہ وہ سب صیانت نوع کے لیے موضوع ہوتی ہین
اور مذہب مین عرف پر صرف الٰہی سزاؤن کا اضافہ ہو جاتا ہے
اور قومی خلق مین اوامر کی بہ نسبت نواہی پر زیادہ زور دیا جاتا ہے
اور فرد کی راحت و اذیت کی پروا نہین ہوتی فردی خلق کی بنا
ہمدردی پہ ہے اور جتنا ہی نطق بڑھتا ہے اُتنا ہی ہمدردی بڑھتی

ہے غالباً ماں کی محبت سے اپنے بچے کے لیے ہمدردی کی ترقی
شروع ہوتی ہوگی ہمدردی اور ایثار مین یہ فرق ہے کہ ہمدردی
مین انسان صرف دوسرے کے الم سے متاثر ہوتا ہے اور ایثار
مین اُسکے واسطے کچھ کرتا ہے۔

کہنے اور لکھنے کی آزادی

ہر فرد کو پوری آزادی چاہئیے کہ اپنے خیالات کو جہانتک
اُن کا ظاہر کرنا دوسرون کی آزادی مین مخل نہ ہو جس طرح سے
چاہے تحریر و تقریر مین ظاہر کرے اگر ہر فرد کو اپنے خیالات
کے اظہار مین پوری آزادی نہ ہو تو اندیشہ ہے کہ بہت سی
سچی اور سودمند باتین ظاہر نہ ہون اور نوع انسان کو
ضرر پہونچے۔

عورتون کے حقوق

جیسے مردون کو اپنے اُن افعال مین جو زیادہ تر اُنسے متعلق

کے لیے مفید ہین پوری آزادی ہونا چاہیئے ایسا ہی عورتون کو بھی اپنے اُن تمام افعال مین جو زیستہاے سہ گانہ کے لیے مفید ہین پوری آزادی چاہیئے عقد سے بوجہ کلیۂ تقسیم محنت چند کام شوہر کے ذمے ہون گے اور چند زوجہ کے اس طور سے اُنکی مطلق آزادی مین چند ری قیدین لگین گی مگر اُن ضروری قیدون کے علاوہ پوری آزادی چاہیئے جتنے حقوق کا بیان ہوا اُن سب مین عورتون کو ویسی ہی آزادی چاہیئے جیسی مردون کو۔

جب تک دنیا مین ایسی قومین بستی ہین جن کو باہم جنگ وجدال کا اندیشہ ہے اور ہر قوم کے بہت سے مرد بری وبحری لڑائیون کیلیے فوجون کی صورت مین بسر کرتے ہین تب تک عورتون کے سیاسی (پولیٹکل) حقوق مردون کے برابر نہین ہوسکتے جب جنگ وجدال دنیا سے اُٹھ جاوے اور زمین قسط وعدل سے بھر جاوے تب سیاسی حقیقت مین عورتین مردون کے بالکل برابر ہون گی۔

حقوق اولاد

زندہ رہنے اور جوان ہونے کے جتنی ضروریات ہین اولاد کو اُن سب کا حق اپنے مان باپ پر ہے اُنکو یہ بھی حق ہے کہ والدین اُن کو تعلیم و تربیت کے ذریعون سے جہد للبقا[1] کے لیے مستقل کردین اور امور بالا والدین پر فرض عین ہین مگر اُن کے مان باپ کو اتنی محنت ہرگز نہین کرنا چاہیئے جس سے کہ وہ خود بیکار یا کمزور ہوکر اپنی زیست عمر طبیعی تک پہونچانے سے معذور ہو جاوین۔

اولاد کو اس مدد کے عوض مین جو اُنکو مان باپ سے جہد للبقا مین مستقل ہونے کو ملے مان باپ کی اطاعت کرنا چاہیئے۔ اُن کی ایسی خدمت کرنا چاہیئے جو جہد للبقا مین مستقل ہونے سے مانع نہو جب اولاد جوان ہو جاوے تب تعامل مین اور افراد کے مانند ہون گی اور اُن کا کوئی حق اپنے باپ مان پر نہوگا۔

---

[1] جہد للبقا۔ زندہ اور باقی رہنے کی کوشش کو جہد للبقا کہتے ہین۔
Struggle for existence

سیاسی حقوق

جو کچھ بیان ہوا اُس سے عیان ہے کہ اجتماع اور تعامل کی حالت مین زندگی چین سے بسر کرنے کے جو اصول ہین تمام فطرتی حقوق اُنھین اصول سے پیدا ہوتے ہین اور سب کے سب مختلف صورتین ہین اُس محدود آزادی کی جو ہر فرد کو راحت سے عمرِ طبیعی تک پہونچنے کے لیے ضرور ہے اگر ہر فرد کے جسم و جان و عرض[1] و مال بالکل محفوظ ہون اُس کو رفتار کردار گفتار مین پوری آزادی ہو اپنے مال مین تصرف کا پورا اختیار ہو جو معاہدہ چاہے کرے جو پیشہ چاہے اختیار کرے جو عقیدہ چاہے رکھے اپنے عقیدون کو جیسے چاہے تحریر و تقریر مین بلا دوسرون کے دل دکھانے کے ظاہر کر سکے تو اُس کو تمام فطرتی حقوق حاصل ہین اگر اُن کے علاوہ کوئی اور چیز چاہتا ہے تو وہ چیز فطرتی حقوق کے سوا ہے۔

سابق الذکر فطرتی حقوق کے محفوظ رکھنے کو اہل دنیا مختلف

[1] عرض - آبرو

قسم کے مدنی نظام بناتے ہین جن کو قوم کہتے ہین اُن مدنی نظامون کے قوام[1] اور عمل کے لیے افراد قوم یا اُن مین سے بعض یا صرف ایک مختلف فردون کے لیے مختلف سیاستی حقوق مقرر کرتے ہین جو فطرتی نہین بلکہ اصطلاحی ہوتے ہین۔

اِن مدنی نظامون مین سے بعض فطرتی حقوق کی حفاظت مین زیادہ کامیاب ہوتے ہین اور بعض کم لیکن سب کے سب بنائے اسی لئے جاتے ہین کہ فطرتی حقوق کی حفاظت کرین اور جتنا ہی وہ فطرتی حقوق کی حفاظت کرین اُتنا ہی اُنکا ہونا بجا ہے باقی بیجا اصل مین وہ انسانی ذریعہ ہین فطرتی حقوق کی حفاظت کا جو غایت[2] ہے۔

اگر آدمی دوربینی سے کام لین تو فطرتی حقوق سیاستی حقوق سے مہتم[3] تر اور زیادہ قابل اعتبار نظر آوین لیکن انسان پاس کی چیز کو دور کی چیز سے بہتر دیکھتا ہے اور اکثر وسائل کو غایات پر

---

[1] Constitution گرہست۔

[2] غایت۔ مقصود۔ غرض۔ حد۔

[3] Important وہ چیز جس مین اہتمام ہو۔

ترجیح دیتا ہے اِس لیے یہ عقیدہ شایع ہو گیا ہے کہ جو کچھ ہین وہ سیاستی حقوق ہین ہر شخص سمجھتا ہے کہ سیاسی حقوق ملجاوین تو دنیا کی تمام نعمتین ملجاوین تندرستی بڑہ جاوے علم آجاوے ہرطرف ثروت ہی ثروت نظر آوے۔ مرض۔ تنگدستی۔ طلب معاش کی اذیت جہل و سُستی کی مصیبت سب کٹ جاوے غرضکہ ماحول مین جتنے ضار رہین جاتے رہین جتنے نافع ہین ہاتھ لگ جاوین جسمانی و عقلی و اخلاقی تمام فضایل حصے مین آوین اور تمام رذائل دُھل جاوین اور ہر فرد کامل راحت سے عمر طبیعی تک پہونچنے لگے۔ زبان سے ایک لفظ کہکر یا قلم سے ایک جملہ لکھکر تمام قوم کو ایک تاثیر مین قعر مذلت سے اوج رفعت پر پہونچا دین مگر یہ خیال خام ہے تمام سیاسی حقوق محض سلبی وسیلہ ہین اور اصلی ذریعہ قومی حیاۃ طیبہ اور راحت کاملہ کا محدود آزادی سے پورا کام لینا اور پوری محنت و مشقت کرنا ہے اور پھر بھی پوری حیاۃ طیبہ اور راحت کاملہ یا عیشۂ راضیہ[1] اُسوقت تک ناممکن ہے جسوقت تک تمام افراد

---

[1] عیشۂ راضیہ پسندیدہ زندگی۔

اپنے مرکب ماحولون سے پورے موافق نہ ہوجاوین اور معلوم نہین کہ ایسا کبھی ہوگا یا نہین گو اہل کون وفساد کو اُس کی امید ہے بڑی تمنا سیاستی حقوق کے حاصل کرنے والون کی یہ ہوتی ہے کہ اُن حقوق مین سب کو مساوات ہو بیشک اگر سب کے سب اپنی محدود آزادی سے پورا کام لین اور شخصی اور راہلی اور نوعی زیست کی تکمیل مین پوری جانفشانی کرین تو سیاستی مساوات سے بڑی آسانی ہو راحت ضرور ملے اور ایک بڑا خیالی مانع جاتا رہے مگر محض مساوات بلا کامل اعمال آزادی محدود کچھ بھی فائدہ نہین دیسکتی ہے۔

ایک جمہوری سلطنت مین فرض کرلو کہ ہر ایک کو بادشاہ وزیر قاضی وغیرہ ہونے کے مساوی حقوق ہین ہر ایک کو بحیثیت فرد قوم وہی حقوق سیاستی ہین جو دوسرے کو ہین تو صرف اس مساوات سے یہ نہین لازم آتا ہے کہ ایسی قوم ضرور بہترین اقوام ہوگی اگر ایسی جمہوری قوم کی تمام فرد ین جاہل اور بدشمست اور کمینہ خو اور نفس پرست ہون تو وہ علوم اور فنون

اور ایجادات اور تجارات اور صناعیون مین کیسے ترقی کرے گی
اور دولت کیسے پیدا کرے گی سیاستی حقوق ذریعہ ہین فطرتی
حقوق کا اور فطرتی حقوق کو کام مین لانا وسیلہ ہے تکمیل زیست
وراحت کا پس یہ گمان کر لینا کہ سیاستی حقوق ملتے ہی زیست وگذر
اور راحت کی تکمیل ہو جاوے گی خیال محال ہے یہ بھی یاد رکھنا
چاہیئے کہ جن حضرات کے ہاتھ مین سیاستی حقوق کا دینا ہوتا ہے کبھی
تو وہ گمان کرتے ہین کہ سب افراد مین اُن حقوق سے بہرہ یاب ہونے
کی قابلیت نہین ہے اور نیک نیتی سے اُن کا سب کو برابر بانٹ
دینا نہین چاہتے لیکن اکثر وہ اُسی وقت مساوات نہین چاہتے
جب اُن کے اور سایر افراد قوم کے اغراض متحد نہین ہوتے
اور جب کسی قوم مین مختلف فرقون کے اغراض متحد نہون تب
اس سے زیادہ کوئی اور آفت قوم کے لیے نہین ایسی قوم کبھی
ترقی کی سیدھی راہ پر چل ہی نہین سکتی اُس قوم کی مثال بالکل ایسی
ہے کہ چند آدمیون کی آنکھین پھوڑ کر اُن کو ایسی بہیڑ مین چھوڑ دین
جو خطرناک درندون اور ہلاک اور گہرے گڈھون سے پر ہو

کیا ممکن ہے کہ ایسی صورت مین وہ بیچارے اندھے زندہ بچین۔
ہرگز نہین ہرگز نہین۔

چونکہ یہان قوم کا ذکر آگیا ہے اس لیے مناسب ہے کہ اُس کی ماہیت ساخت اور عمل اور غرض کا مختصر سا ذکر کر دیا جاوے۔

آدمیون کے باہم ہونے کے تین محرک ہوتے ہین اول طبیعی خواہش ساتھ رہنے کی دوم بیرونی دشمنون سے بچنے کی ضرورت تیسرے تعاون سے زیست و راحت کے پورا کرنے کی طرف چلنے کی حاجت پہلا محرک بہت زیادہ قابل اعتبار نہین کیونکہ ایک طور سے وہ ہر قسم کے اجتماع مین موجود ہوتا ہے لیکن یہ بات خوب لحاظ رکھنے کی ہے کہ جنگ کی وجہ سے قومین بننا شروع ہوتی ہین ایسے وقت مین جب افراد اس لیے قوم کی صورت پیدا کرتے ہین کہ بیرونی دشمنون سے بچین تب کل قوم کی زیست مقصود اصلی ہوتی ہے اور فردون کی زیست مقصود عرضی شروع مین اُس سے اجتماع ہوتا ہے جب لڑائی پیش آوے رفتہ رفتہ امن کے

زمانہ مین بھی سلطان کی حکومت قایم رہتی ہے جب لوگ باہم رہتے
ہین تب قوم مین فوجداری اور دیوانی کے جرایم پیشیہ موجود ہو کے
اندرونی دشمن قوم کے افراد کے پیدا ہوجاتے ہین اور اُن سے
بھی حفاظت کرنا سلطنت کو فرض ہوتا ہے جو قوم محض خارجی
دشمنون سے حفاظت کرے اُس کی سلطنت کی ساخت ایسے
قوم کی سلطنت سے جو صرف اندرونی دشمنون سے بچاوے
بالکل جدا ہوتی ہے پہلے مین تعامل جبری ہوتا ہے اور فرد کی
زیست و راحت جماعت کی زیست و راحت کے اوپر سے
قربان کی جاتی ہے دوسرے مین تعامل[1] اختیاری ہوتا ہے اور
قوم کا وجود صرف اسی لیے ہوتا ہے کہ افراد کی زیست و راحت
کو بقا و ترقی رہے۔

اگر کوئی قوم ایسی حالت مین ہو کہ اُس کے بیرونی اور
اندرونی دونون دشمن موجود ہون تو ایسی قوم کی سلطنت کے

[1] تعامل کے معنی دو سے زیادہ آدمیون کا ملکر کام کرنا اس طور سے کہ کام کے جدا جدا ٹکڑے غرض مشترک کے لیے بانٹ لین یہ تعامل کبھی قہری اور جبری ہوتا ہے جیسے فوج مین کبھی اختیاری ہوتا ہے جیسے تجارت یا تمدن مین۔

دوکام ہون گے اول بیرونی دشمنون سے بچانا دوسرے اندرونی دشمنون سے بچانا بحری اور بری فوج بیرونی دشمنون سے بچانیکا ذریعہ ہے اور خارجی دشمنون کے وجود کے بعد افراد قوم کو اتنا خراج دینا کہ بحری و بری فوج اچھی حالت مین رہے ناگزیر ہے اگر دنیا ترقی کرے اور خارجی دشمن دنیا سے جاتے رہین تو صرف داخلی[1] دشمنون سے بچانا سلطنت کا کام رہجاوے گا اُس کیلئے پورے قابل اور متدین قاضی اور پولیس لازم ہون گے اور تمام افراد قوم کو اُنکا صرف دینا اور دیکھتے رہنا کہ وہ اپنا کام دیانت اور محنت اور قابلیت سے کرتے ہین واجب ہوگا خارجی اور داخلی دشمنون سے بچانے کے سوا سلطنت کا کوئی اور کام نہین[2] ہے۔ یہ دونون کام پورے طور سے کرکے تمام افراد

---

[1] قومون کے دشمن دو قسم کے ہوتے ہین بیرونی یا خارجی اور اندرونی یا داخلی داخلی دشمن سے وہ لوگ اس قوم مین رہنے والے مراد ہین جو اپنی فوجداری۔ دیوانی۔ اخلاقی بدہون سے قوم کو ضرر پہونچا دین۔

[2] زمانہ حال کے امریکائی عالمان قومیات کی یہ راے ہے کہ قوم اور افراد قوم کی اصلاح و ترقی کے جتنے اسباب ہین ان سب کا اداکرنا بھی سلطنت کا فرض ہے۔

قوم کو پوری محدود آزادی دینا چاہیئے کہ بالاجتماع یا بالانفراد جیسے وہ چاہین اپنی اپنی زیست و راحت کی تکمیل کی فکر کرین۔

حکیم ہینسر کی راے ہے کہ اگر سلطنت اپنے اصلی کامون کے علاوہ کوئی اور کام اپنے ذمہ لیتی ہے تو اُسکا جتنا وقت اصلی کام مین گزرنا چاہئے دوسرے غیر ضروری کام مین گزرتا ہے اور جتنی مشق اپنا اصلی کام کرتے کرتے اُسکے کرنے کی بڑھجاتی ہے اس مین کمی ہوتی ہے بہت بڑا نقصان جو سلطنت کو اور کامونمین دخل دینے سے ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ افراد قوم مین اپنا کام خود کرنیکا استقلال پیدا نہین ہوتا اور مہارت اور نتائج مہارت مین علاقہ کٹ جاتا ہے۔

جتنی مثالین دنیا مین ایسی ہین کہ سلطنت اپنے اصلی کام کے سوا اور کام بھی کرتی ہے اُن سب مین یہ بات بالکل نظرانداز کر دی جاتی ہے کہ اور کامون مین مصروف ہونے سے اصلی کام کو صدمہ پہونچتا ہے۔ جب قوم ایک نظام ہے اور اُس کے

مختلف اعضا مختلف عمل قوم اور افراد قوم کے بقا و ترقی کے لیے
کرتے ہین تب جتنا ہی قوم کا رتبہ نمو مین بلند ہوگا اُتنا ہی اُس کے
مختلف اعضا یعنی فرقون کے عمل اُنکے ساتھ زیادہ مخصوص ہونگے
ہر فرقہ صرف اپنا ہی عمل کرے گا دوسرے فرقے کا عمل نہ کریگا اور اگر
ایک فرقہ چند عمل کرے گا تو سب کو ناقص طور سے کریگا -

بیان بالا سے عیان ہے کہ سلطنت ایک فرقہ ناظمہ ہے
جو قوم مین اُسکے مجموعی افعال کو منتظم[1] کرنے کے لیے پیدا ہوتا ہے
اور قوم ایک نظام نامی[2] ہے انسانی مصنوعی جامد[3] نہین اور جب
قوم ایک نامی نظام ہے تب فرقہ ناظمہ کی ماہیت قوم کی نمو کیساتھ
بدلتے رہنا یقینی ہے جو سلطان خارجی دشمنون سے حفاظت کے لیے
ہوتا ہے وہ بہ نسبت اُسکے جو اندرونی دشمنون سے حفاظت کرے

---

[1] Definite جس چیز کے اجزا باہم کسی ترتیب خاص سے مرتب ہون اُسکو منتظم کہتے ہین اگر اینٹون کا انبار رکھا ہو تو غیر منتظم ہے اگر وہ دیوار کی صورت مین آدین تو منتظم ہین -

[2] نظام نامی Growing organism نظام اُسکو کہتے ہین جسمین چند عضو ہون اور وہ کام کسی غرض مشترک کے لیے کرتے ہون - نامی بڑھنے والا -

[3] مصنوعی جامد انسان کا بنایا ہوا نہ ترقی کرنے والا -

اور ہوتا ہے اگر سلطان کو دونون کام کرنا ہوتے ہین تو اُسکی ماہیت
بہ نسبت ایسے سلطان کے جسکو صرف ایک ہی کام کرنا ہو جدا گانہ
ہوتی ہے اصلی عمل جیساکہ بیان ہوا سلطان کا خارجی اور داخلی
دشمنون سے بچانے کا ہے اگر اس کے سوا کوئی اور عمل وہ اپنے
ذمے لے تو اصلی عمل مین فتور ہوتا ہے سلطان کا پیدا کرنا انسانی
تدبیر ہے اور اُس کی اصلی غرض فطرتی حقوق کی حفاظت ہے تاکہ
افراد قوم پوری آزادی سے زیست وراحت کی تکمیل کی کوشش
کرسکین اور سلطان جتنا ہی شرائط زیست وراحت کو بذریعہ
تفاعل ہموار پیدا کردے اُتنا ہی اُس نے اپنا کام خوب دیا۔

علم الاحسان

قوت[1] عاقلہ اور قوت[2] ممیزہ کا ساتھ ہے جتنا ہی مختلف
چیزون مین تمیز کی قوت بڑھتی ہے اُتنا ہی عقل زیادہ ہوتی ہے

---

[1] قوت عقلیہ حکم لگانے کی قوت۔

[2] قوت ممیزہ۔ فرق کرنے کی قوت۔

محسوس چیزون مین تمیز کرنا آسان ہے۔ مگر غیر محسوس چیزون مین
مانند چیزون[1] کے تعقل اور افعال کے تعقل۔ اور احساس کے
تعقل۔ اور علت و معلول کے تعقل۔ وغیرہ کے جس مین سے
بعض کا تعلق حال سے ہوتا ہے اور بعض کا استقبال سے مشکل
ہے اور یہی وجہ ہے کہ علم الاخلاق اور علم القوم کے مختلف تعقلات
مین امتیاز کرنا مشکل ہوتا ہے اور فقط وہی لوگ جو چیزون پر گہری
نظر ڈالتے ہین اور صحیح اور باطل مین فرق کرتے ہین اور جن کی
قوت تصور و تعقل بہت قوی ہوتی ہے عدل و احسان مین امتیاز
کر سکتے ہین عدل مین جیسا کہ بیان ہوا ہمدردی کے ساتھ اسباب کو
تسلیم کرنا ہوتا ہے کہ ہر فرد کو اپنے افعال مفیدۃ للحیات[2] و راحت مین

---

[1] چیزون کا تعقل جاننے کے چند درجے ہوتے ہین۔ پہلا درجہ احساس ہے مثلاً آدمی شکر کو چکھے تو اس حالت موجود کا نام احساس ہے۔ اگر ایک ہی چیز کے بابت احساسات گذشتہ کو موجود احساس کے ساتھ ملا دے تو وہ اس فرد کا تصور ہے۔ مثلاً ایک شخص ایک نارنگی کو دیکھے اور اُس کو چکھ چکا ہو اور سونگھ چکا ہو تو وہ اس کا تصور ہے اور ہزارون نارنگیون سے مقابلہ کر کے جو قدر مشترک نکالے وہ تعقل ہے۔

[2] زیست کے واسطے مفید۔

پوری محدود آزادی ہے اور اُس کی محنت کا ثمرہ اُسی کو ملنا چاہیئے نہ کسی اور کو احسان مین ہمدردی کے ساتھ اسبات کو تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ ہر فرد کو اپنی پوری محدود آزادی اور اپنی محنت کے ثمرہ مین اور افراد سے مدد ملنا چاہیئے تاکہ وہ اپنی زیست زیادہ اچھی طرح سے بسر کرین۔

عدل اور احسان کے فرق کو پورے طور سے پیش نظر رکھنا چاہیئے عدل قومی امر ہے اور ہر فرد کا فرض عین ہے اور اُسپر قوم کی زیست موقوف ہے احسان صرف شخصی بات ہے اور اُس کا کرنا تمام فردون کا فرض عین نہین۔

ایسا احسان ہرگز نہ کرنا چاہیئے جس سے عدل کو ضرر ہو ورنہ نتیجہ یہ ہوگا کہ مفضول فردون کو اُس محنت کے پھل ملینگے جو اُنھون نے نہین کی اور فاضل فردون کی محنت کے پھل اُن سے چھن جاوینگے اور ایسی صورت مین فاضل فردون کو فاضل ہونے کا محرک جاتا رہے گا اور نوع انسان کو ضرر ہوگا چونکہ عدل قوم کا فرض ہے اور احسان اشخاص کا اِس لیے

قوم کو احسان اپنے ذمے نہ لینا چاہیئے ورنہ عدل مین خلل پڑیگا۔

احسان کی دو قسمین ہین سلبی[1]۔ اور ثبوتی[2] سلبی احسان سے یہ مراد ہے کہ آدمی عمل نافع للذات کرکے متمتع ہوسکتا ہو مگر دوسرون کو موقع دینے کے لیے اُس نافع للذات فعل سے باز رہے اور ثبوتی احسان سے یہ مراد ہے کہ آدمی اپنی تمتع سے باز رہ کر کوئی ایسا کام کرے جس سے اورون کو فائدہ پہونچے سلبی احسان کی صورتین حسب ذیل ہین۔

مقابلہ آزادے روکنا

عدل کا تقاضا تو یہ ہے کہ ہر فرد کو اپنی ظاہری اور باطنی قوتون سے کام لینے مین پوری آزادی چاہیئے اور جتنی زیادہ دولت اور راحت اُسکو حاصل ہوسکتی ہو وہ حاصل کرنا چاہیئے

---

[1] سلبی Negative منفی جو نہ کرنے کی طرف منسوب ہو۔

[2] ثبوتی Positive جسمین کوئی چیز ثابت کیجائے اگر کہین کہ زید عالم ہے تو یہ صفت ثبوتی ہے یعنی ایک صفت خاص کو ثابت کیا ہے اگر کہین کہ زید بزدل نہین ہے تو یہ صفت سلبی ہے یعنی بزدلی کو زید سے سلب کیا ہے۔

لیکن احسان اور اپنے بنی نوع کے ساتھ ہمدردی اس مطلق آزادی مین گونہ قید لگاتے ہین مثلاً وہ لوگ جنکے پاس سرمایہ کثیر ہے یا جن مین کسی خاص تجارت یا پیشہ کی بہت بڑی استعداد ہے وہ اپنے سرمایہ یا قابلیت کے ذریعہ سے اپنے ہم پیشہ افراد کو تباہ کرسکتے ہین مگر اُن کو احسان اور ہمدردی سے کام لینا چاہیے اور وفور سرمایہ یا استعداد کی وجہ سے دوسرون کو برباد نہ کردینا چاہیئے۔

ایسا ہی بڑے بڑے ماہران طب وقانون وغیرہ کو اپنی اُجرت کو اونچا کرکے اپنے مستفیدون کے حلقے کو تنگ کرنا چاہیئے تاکہ ہر مستفید کی طرف کافی توجہ کا وقت ملے اور تندرستی قایم رہے اور باقی اہل پیشہ بھوکے نہ مرین۔

خلاصہ یہ کہ اپنے اور متعلقین کی بہبودی اور مقابلہ کرنیوالون کی بہبودی اور قوم اور نوع انسان کی بہبودی سب کا لحاظ ہونا چاہیئے اور وفور سرمایہ یا استعداد سے اورون کے تباہ کردینے سے بچنا چاہیئے۔

آزادی معاہدہ پر روک

عدلاً معاہدون کی تعمیل پورے طور سے کرانا چاہیئے
کیونکہ اس بات مین اگر قانون کچھ بھی نرمی کرے تو لوگ اُس
نرمی کے بھروسہ پہ بے سمجھے بوجھے جو معاہدہ چاہین گے کرنے
لگین گے ہان احسان کا مقتضا یہ ہے کہ ایسے معاہدہ سے جس مین
ایک فریق کو دوسرے فریق پہ ایسے واقعات سے جو فریقین
کے علم و اختیار مین نہ تھے بہت زیادہ غلبہ ہوا جاتا ہو اُس
غلبہ سے تمتع حاصل کرنے سے باز رہنا چاہیئے۔

نااہل کو دینے سے باز رہنا

جیسے کبھی مہربانی کر کے خودمطلبی سے بچنا ہو سکتا ہے
ایسا ہی کبھی ترک فعل سے بھی خودمطلبی سے بچنا ہو سکتا ہے
غیر مستحق مانگنے والون کو دینے کی رغبت اکثر اس لیے ہوتی
ہے کہ نہ دینے سے یا شرم آویگی یا بدنامی ہوگی مگر ایسی حالتین

اپنے کو دینے سے روکنا چاہیئے اگر لوگ غیر مستحقون کو دینا موقوف کردیں تو وہ کوئی مفید پیشہ یا مزدوری کرنے لگین اور بجاے اس کے کہ اُن سے نقصان ہوتا ہے ملک اور قوم کو نفع ہو۔

چپراسیون یا ملازمان سرایا رباوسے کو دینے سے باز رہنا چاہیئے وہ اپنی اپنی خدمت کی اُجرت پاتے ہین اور اُس کے عوض مین اُن کو مقرر کام کرنا چاہیئے جب بعض لوگ اُن کو دیتے ہین تب وہ اصلی کام کو چھوڑ کر دینے والون کا غیر ضروری کام کرنے لگتے ہین اور جنھون نے نہین دیا اُن کے ضروری کام مین خلل ڈالتے ہین اور اُن کو ناحق ایذا دیکے قوم اور نوع انسان کو نقصان پہونچاتے ہین اور جو صاحب دیتے ہین وہ اس نقصان مین اعانت کرتے ہین ہر چیز مین نمو کے زیادہ ہونے کی شان یہ ہے کہ اُس چیز کے اجزا یا افراد اور اُن اجزا یا افراد کے اعمال کی تحدید[1] اور تعین زیادہ ہوجائے

[1] تحدید وانتظام - حد کا مقرر ہوجانا اور بے ترتیبی سے ترتیب کی حالت مین آنا -

اس کا ایک اثر یہ ہے کہ جب قوم ترقی کرے تب اُس کے
مختلف افراد معاہدہ وغیرہ کے ذریعہ سے جو جو خدمات اپنے
ذمے جس اُجرت پر لین اُس مین سرمو فرق نہونا چاہیئے
اور اس مین فرق ہونا قوم کے تنزّل اور ادبار کی نشانی ہے

اظہار قابلیت سے باز رہنا۔

معاشرت مین اکثر افراد کو رغبت ہوتی ہے کہ وہ بات چیت
کے ذریعہ سے اظہار قابلیت اور خودستائی کرین سلبی احسان
کا تقاضا ہے کہ ایسے اظہار قابلیت اور خودستائی سے
باز رہنا چاہیئے جو حضرات اپنی قابلیت کے اظہار مین
غلو[1] فرماتے ہین اہل صحبت گو عقلاً اُن کی برتری کو مان لین
مگر اخلاقاً اُس کو ضرور ناپسند کرتے ہین جب کسی مجلس مین
ایسے لوگ جمع ہون جن کے معلومات اور عقلی قوے کے
درجے مختلف ہون تب اہل کمال کو لازم ہے کہ اپنی برتری

---

[1] زیادتی۔ افراط۔

نمایان کرکے اپنے سے فروتر حاضرین کے دل تو نہ ستاوین ایسے
ناشائستہ حرکت سے ہموار معاشرت مین فرق آتا ہے اور
لوگون کو عبث اذیّت پہونچتی ہے -

ملامت سے پرہیز

آدمی کو اپنے ماتحتون کی عبث ملامت سے باز رہنا چاہیئے
اور اگر ملامت کی ضرورت پیش آوے تو دل دکھانے کیلیئے
نہ کرنا چاہیئے بلکہ صرف اس لیے کرنا چاہیئے کہ ماتحت آئندہ
اس فعل سے باز رہے جو نہ کرنا چاہیئے تھا اور اُس کا کردار
سُدھر جاوے -

آقا اور ملازم کے علاقہ مین عدل کو احسان پر تقدم ہے
اور اس لیے فرض منصبی پورا کرا لینا ملامت کرنے سے بہتر ہے
اگر کوئی ملازم اپنا فرض ادا کرنے مین کمی کرے تو آقا کو فرض
مذکور پورا کرا لینا واجب ہے درگزر کرنا تعامل کے ٹھیک رہنے
کو خراب کرتا ہے اور قوم اور نوع انسان کو خطرے مین ڈالتا ہے

جن لوگون مین محض شناسائی یا دوستی ہو اُن کی ملامت کرنے کی بابت کوئی قاعدہ اس گزشتنی حالت مین مقرر کرنا مشکل ہے

جیسا ہی عبث ملامت کرنا قبیح ہے ویسا ہی جب اُس پر آیندہ کردار کا درست ہونا موقوف ہو تب واجب ہے جیسے اچھے کردار کی جزا نہ ملنے سے نقصان ہوتے ہین ایسا ہی بُرے کردار کی سزا نہ ملنے سے بھی۔

ملامت کی بابت جو کچھ کہا گیا سزا کی نسبت بھی کہنا چاہیئے کیونکہ ملامت لفظی پاداش ہے اور سزا عملی پاداش۔

اطراسے بچنا[1]

کوئی فرد قابل مدح کام کرے تو اُس کی قدر اور معتدل ستایش کرنا چاہیئے لیکن ستایش مین مبالغہ کرنا اور خوشامد سے خلاف واقع تعریف کرنا بہت ہی معیوب ہے اُس سے حق چھپتا ہے اور باطل کو رواج ہوتا ہے اور افراد قوم اپنی اصلی قوت اور

---

[1] مدح و ستایش مین مبالغہ کرنے کو اطرا کہتے ہین۔

واقعی درجہ کمال یا نقص سے آگاہ نہین ہوتے سلطنت روس
کو اگر اُسکے غلط مداحون نے اصلی قوت کی بابت دھوکے
مین نہ ڈالا ہوتا تو جو روز سیاہ اُس کو جاپان سے لڑکر ہوا
نہ ہوتا ۔

دوسرون کی راے سے بے سمجھے بوجھے اتفاق کر دینا
بھی ایک قسم کی بے بنیاد ستایش اور خوشامد ہے جو لوگ
اپنے فرائض منصب کو پورے طور سے ادا کرتے ہین اُن کو
ستایش اور خوشامد کی تمنا کرنا قبیح ہے اور احسان سلبی ایسی
حالت مین مدح وتوصیف سے باز رہنے کا حکم دیتا ہے واضح رہے
کہ سلبی احسان کی خوبی اسی پر موقوف ہے کہ اس سے زیستہاے
سہ گانہ کی بقا اور ترقی اور راحت اور گوارا ہونے مین
مدد ملتی ہے ۔

ثبوتی احسان زوجین

بہت سے مندرجۂ ذیل ثبوتی احسان یگانہ زوجین کے علاقے مین ہے

شوہر پر فرض ہے کہ جتنے فطرتی اور معاشرتی دشواریاں زوجہ کو ہین
اُن سب مین اُس کی کوشش سے جتنی کمی ہوسکے وہ ہوجاوے
اُس مین شبہہ نہین ہے کہ شوہر جو کچھ زوجہ کے لیے کر سکتا ہے
اُس کی ایک حد ہے اور افراط و تفریط دونون قبیح ہین مگر
مردانہ یہی ہے کہ اگر شوہر سے غلطی ہو تو افراط کی جانب
نہ تفریط کی زوجہ کی جانب سے بھی خود مطلبی نہین چاہیئے
بلکہ اُس کو بھی شوہر کی حیات اور راحت کی تکمیل مین پوری
توجہ چاہیئے طرفین سے پورا ثبوتی احسان جب ہی ہوسکتا ہے
جب ہر ایک دوسرے کی زیست اور راحت کے سامان کو
مہیا کرنا فرض عین جانے اور ہر ایک ایثار کو استیثار پر
مقدم کرے ۔

والدین و اولاد

ماں باپ کو فطرتاً[۱] اپنی اولاد سے محبت ہوتی ہے اور اکثر

---

[۱] فطرتاً وہ چیز طبیعت یا خلقت مین ہو ۔

وہ ضرورت سے زیادہ ثبوتی احسان اُن کے ساتھ کرتے ہین جب اولاد بلوغ کے قریب پہونچے تب اُنکی عقلی تعلیم[۱] اور معلمون کی سپرد ہوسکتی ہے مگر ابتدائی عقلی تعلیم اور کل اخلاقی تربیت والدین کا فرض ہے اور اُن کو کبھی اپنے تئین اُس سے سبکدوش نہ سمجھنا چاہیئے جو لوگ اپنی اولاد کی تربیت اور تعلیم مین قصور کرتے ہین وہ بہت بڑے اخلاقی گناہ کے مرتکب ہوتے ہین تعلیم کرنے کی استطاعت[۲] نہ ہو تو تاہل[۳] کا بوجھ ہرگز نہ اُٹھانا چاہیئے ایسی حالت مین عقد کرنا بہت مذموم[۴] نفس پرستی اور حیوانیت[۵] ہے والدین اکثر اپنی فرط[۶] محبت سے موجود احسان کو مرجواحسان پر ترجیح دیتے ہین مگر ایسا کرنا ناعاقبت اندیشی ہے اولاد سے پیار کرکے ہرگز اُن کو ایسا نہ بگاڑنا چاہیئے کہ آیندہ وہ

[۱] عقلی تعلیم۔ علم سکھانا۔
[۲] استطاعت۔ مالی قدرت۔
[۳] تاہل۔ خاندان مین رہنا۔ بیاہ کرلینا۔ خانہ داری۔
[۴] مذموم۔ ناپسندیدہ۔ برا
[۵] حیوان ہونے کی صفت یا حالت۔
[۶] فرط۔ زیادہ۔

نوع انسان کی سودمند فرد نہ ہوسکین احسان کرنے مین سب اولاد کے ساتھ یکسان اور مساوی برتاؤ کرنا چاہیئے البتہ اگر اُن کی جسمانی قوت اور عقلی اور اخلاقی صحت مختلف ہو تو اُسکا لحاظ مناسب ہے -

والدین مین محبت فطرتی ہے اور اسی لیے دیگئی ہے کہ جو تکلیفین اور مشکلین اولاد کی تعلیم اور تربیت مین ہوتی ہین وہ آسان ہوجاوین اور نسل انسان کی بقا و ترقی مین اضافہ ہو مگر اکثر والدین اس مین غلو[۵۱] کرتے ہین اور اُن کو خیال ہوتا ہے کہ کفایت شعاری مین افراط اور دولت جمع کرنے مین انہماک[۵۲] کرکے اتنا سرمایہ چھوڑ جاوین کہ اولاد کو کسب معاش مین محنت کی حاجت نہو یہ شوقی احسان نہایت مضر اور خطرناک ہے اس قسم کی اولاد اکثر نوع انسان کے مضر اور ناخدنی افراد ہوتی ہے ان مین محنت اور ثمرۂ محنت مین علاقہ کٹ جانے سے اکثر رذائل

---

۵۱ غلو - زیادتی -

۵۲ انہماک - در آنا - شب و روز کسی چیز مین لگا رہنا

اور امراض اور متعدّی آفات پیدا ہوتے ہین اگر لوگ دوربینی
سے کام لین تو اُن کے معاصر[1] اور آیندہ نسلون کی سلامتی
اسی مین ہے کہ اولاد کو کسب معاش اور خوش کن محنت سے
مستغنی نہ کیا جاوے ہان اُن کو ایسے وسائل کسب معاش ضرور
سکھا دیے جاوین کہ وہ اپنی محنت سے سودمند اور پر راحت
زیست بسر کر سکین اولاد کو بھی اُن تمام احسانون کے بدلے
جو والدین کرین بھی باتون مین اپنے ماں باپ کی اطاعت
کرنا چاہیئے۔

مریض اور آفت رسیدہ کی اعانت

اہلبیت مین سے جو لوگ بیمار ہون یا کسی اور آفت سے
ناقابل ہوگئے ہون تو اُن کے علاج و تیمار مین بقدر ضرورت مدد
کرنا چاہیئے تاکہ وہ اپنا کام کرنے لگین مگر کسی مریض یا ناقابل
کو یہ حق نہین ہے کہ باقی اہلبیت کا تمام وقت وہ اپنے

[1] معاصر۔ ہم زمانہ۔

تیمارداری اور نازبرداری مین صرف کرائے ایسی صورت مین اعتدال سے زیادہ احسان اہلبیت کو نہین کرنا چاہیئے اگر وہ احسان مین افراط کرنے لگین تو مریض اور ناقابل کو بجائے فائدہ کے ضرر ہوگا اور اہلبیت کا بہت سا وقت جو اسباب راحت و دولت مین صرف ہوتا رائگان جاوے گا اور نہ پنتہاے سہ گانہ کو ضرر ہوگا جنکو آفت ناگہانی سے صدمہ یا ضرر پہونچا ہو اُن کے علاج اور تیمارداری مین وقت گزارنا پرشہ پسے سود مند ہے بشرطیکہ اعتدال سے زیادہ نہو قوم کی آکثر افراد مین ایسی قدرت اور مہارت[1] ہو ناکہ طبی مدد ملنے سے پیشتر وہ ضرر رسیدہ کو سنبھال سکین بہت مناسب ہے۔

کمزور اور گرفتار بلا کی اعانت

اگر کوئی قوی کسی کمزور پر ظلم جلی یا خفی کرتا ہو تو ہر فرد کا فرض ہے کہ بقدر امکان کمزور کو شہزور کے ظلم سے بچاوے

---

[1] مہارت۔ مشق۔

جب تک افراد مین اس قسم کی ہمدردی نہ پیدا ہو تب تک قوم
کبھی اچھی حالت مین نہین رہ سکتی ایسا ہی اگر کوئی کسی آفت
ارضی یا سماوی مین گرفتار ہو گیا ہو مثلاً غرق ہوتا ہو یا کسی مکان
مین آگ لگ جانے سے خطرے مین ہو تو اُس کے بچانے مین
مردانہ وار اپنے اوپر خطرہ لیکر مدد کرنا چاہیئے مگر یہ خطرہ
اُسی وقت لینا چاہیئے جب نجات دینے کا احتمال بھی ہو اگر خطرہ
ایسا ہے کہ جو شخص خطرے مین ہے اُسکا بچنا محال ہے اور مدد
کرنے والا بھی ضرور ہلاک ہو گا تو بچانے کی کوشش کرنا خودکشی
ہے اور کسی طرح سے قابل ستایش نہین ہو سکتی۔

مالی امداد

مالی مدد صرف اُن لوگون کی کرنا چاہیئے جو مستحق ہین
اور جن کی مدد سے ملک اور قوم اور نوع انسان کو فائدہ ہو گا
ایسے لوگون کی مدد کرنا جو اپنے افعال ناشایستہ سے محتاج ہو گئے
ہین اور جن کی مدد سے ملک یا قوم یا نوع انسان کو فائدہ نہو گا
اسراف ہے اور قانون خلاف الاوفق کی خلاف ورزی ہے

صرف قرابت کی وجہ سے مدد کرنا عیب ہے ایسی مدد اکثر مفضول فردین بڑھا دیتی ہے اور نوع انسان کی ترقی مین رخنہ ڈالتی ہے۔

قرض بھی صرف اُسی حالت مین دینا چاہیئے جب قرض سے فرد مستحق کو کمانے اور ادا کر دینے کا سہارا مل جاوے ایسا قرض دینا کہ روپیہ ہاتھ سے جاوے اور قرضدار کو فائدہ نہو بہت بُری قسم کا اسراف ہے اور اُس کے دردناک نتائج نوع انسان کے لیے مضر ہین اکثر وہی لوگ قرض مانگتے ہین جو اپنا بوجھ اورون پر ڈالنا چاہتے ہین اور قوم کی خطرناک افراد ہین۔

خیرات دینا

خیرات اول تو شخصی احسان کے تحت مین آنا چاہیئے سلطنت کو ہرگز اُس سے کوئی واسطہ نہ چاہیئے پھر خیرات اُنھین لوگون کو ملنا چاہیئے جو غیر اختیاری اسباب سے محتاج ہین اور صرف اسی لیے ملنا چاہیئے کہ یا وہ دوبارہ قوم کی

سود مند فرد بن جاوین یا باقی زیست آسانی سے پوری کرین
غیر مستحقون کو خیرات دینا قوم کے لیے بہت بڑی بلا ہے اول
تو اُس کی وجہ سے فاضل فردون کی محنت کا پھل اُن سے
چھن جاتا ہے اور اُسکا اثر اُنکی زیست و راحت و صحت پر بہت
بُرا پڑتا ہے دوسرے مفضول فردون کو اُن کی بد اعمالی کا بُرا
ثمرہ نہین ملنے پاتا اور اس طور سے بد اعمالی سے باز رکھنے والا
تجربہ نہین ہوتا اور وہ گمان کرنے لگتے ہین کہ آخر خیرات تو
مل ہی جاوے گی تیسری قوم کو بجاے اسکے کہ ان مفضول فردونکی
محنت سے نفع ہوتا اُن کی بد اعمالی سے نقصان پہونچتا ہے
عمل زشت تو وہ کرتے ہین اور سزا ملتی ہے فاضل فردون کو
جو خیرات دینے کو مجبور کیے جاتے ہین بہت سے فردون کے
لیے ایسی زشت خو خیرات خور فرد وین بہت بُرا نمونہ قایم
کرتی ہین اور اُن کی بُری مثال زہر کا کام کرتی ہے اور ایسی
کمینہ اور خطرناک فردین قوم مین اسی طرح کھٹکتی ہین جیسے
صحیح جسم مین پھوڑا یا گولی جب سلطنت خیرات کو اپنے ذمہ اس طرح

لیتی ہے کہ بطور خراج کے کچھ روپیہ فاضل فردوان سے لیکر مفضول فردوان کو زندہ رکھتی ہے تب اُس سے طریقہ خیرات کی دشواریان بڑھجاتی ہین اول تو ایک عملہ اُس کے وصول و تقسیم کو مقرر ہوتا ہے اور وہ ایسے روپیہ مین سے کھاتا ہے جس مین اُسکو نہ کھانا چاہیئے اور اُس کو بیدردی سے صرف کرتا ہے اور محسن اور محسن الیہ[1] کے درمیان چند در چند وسائط[2] پیدا ہوجانے سے نہ محسن الیہ کو معلوم ہوتا ہے کہ کس نے اُسکے ساتھ احسان کیا اور وہ کسکا شکر کرے اور نہ محسن کو مشاہدہ ہوتا ہے کہ اُس نے کسکے ساتھ احسان کیا اور اس طور سے نہ محسن کے اخلاقی فطرت مین ترقی ہوتی ہے نہ محسن الیہ کو شکر کی عادت پڑتی ہے اگر فاضل افراد کے ذمہ خیرات کا دینا ہو تو وہ اس بات کو خوب جانچین کہ کون سزاوار ہے کون نہین اور سزاوار کو خیرات ملے اور غیر سزاوار کے ہاتھ مین نہ جاوے خیرات دینے مین

---

[1] محسن الیہ - جسکے ساتھ احسان کیا گیا ہو -

[2] وسائط - واسطے - ذریعے -

یہ مسئلہ بہت ہی دشوار ہے کہ کون سے ایسے طریقے برتے جاوین
جس سے مستحق کو خیرات ملے اور غیر مستحق نہ پاوے۔

احسان فی المعاشرۃ

جب لوگ باہم معاشرت[1] کرتے اور ملتے جلتے ہین تب ہر
فرد کو یہ احسان فرض ہے کہ وہ ایسا برتاؤ کرے کہ اذیت کے
بہ نسبت خوشی کا مجموعہ زیادہ ہو خوش کرنے کے لیے ایسی تیاری
کرنا کہ اصل مطلب فوت ہو جاوے اور اذیت بڑھے ہرگز
جائز نہین ہے ایسا ہی معاشرت کے وہ طریقے جن سے
مسرت نہین ہوتی اور اذیت ہوتی ہے قبیح ہین معاشرت
مین اعلیٰ اور ادنےٰ دونون شریک ہوتے ہین ایسی صورت
مین اعلیٰ فردون پر ایسا برتاؤ فرض ہے جس سے ادنےٰ
فردین اپنی گھٹتی حالت کو محسوس کر کے دل آزردہ نہ ہون
رسم و رواج و عرف ہر قوم مین ایسے طریقے عام کر دیتے ہین

[1] باہم رہنا۔

جن کی پابندی سے انواع و اقسام کی اذیتین ہوتی ہین عشرتی
احسان کا تقاضا ہے کہ ایسے عرف کی پابندی ہرگز نہ کی جاوے
مثلاً عرف و رواج خاص قسمون کے لباس مقرر کردیتا ہے اہل عقل
وتمیز کو اصلی مقصود لباس کا یعنی ستر جسم اور حفاظت از حر و برد[۱]
مدنظر رکھنا چاہیئے اس کے بعد خوشنمائی بھی ملحوظ ہو سکتی ہے
مگر لباس پر بہت سی دولت اور وقت کا صرف کرنا اور درد سر
اور اس کی حفاظت کی فکر مول لینا قبیح ہے۔

متوسط اور بڑے درجے کی خاتونون مین اکثر وقت و
دولت آراستگی مین صرف ہوتا ہے اور وہ گمان کرتی ہین کہ
سنگار مایۂ زندگانی ہے مگر یہ خیال بے بنیاد ہے عشرتی احسان
کا تقاضا یہ ہے کہ منفعت کو زینت پر ترجیح دیجاوے اور زیست
وراحت کے اصل مقاصد کو چھوڑ کر نمایش اور تکلف مین دولت
اور وقت صرف نہ کیا جاوے شادی اور غم کے تقریبون
مین بہت سا روپیہ اور وقت صرف کرنا بہت بیجا ہے اور ہر فرد

---

[۱] حر و برد۔ گرمی و ٹھنڈک ۱۲

کو اُس کے روکنے اور کم کرنے کی کوشش کرنا چاہیئے اگر اکثر افراد
اُس کے روکنے کی طرف متوجہ ہوجاوین تو جو بہت وقت اور
مال اور قوت رائگان جاتے ہین وہ اچھے کامون مین صرف
ہوسکین اور نوع انسان کی زیست و راحت کے اسباب
زیادہ ہوجاوین اور دنیا سے فقر۔ مرض۔ جہل ماحول کی مضر
قوے و مادیات وغیرہ آفتین کم ہونے لگین نوع انسان کے
ہر بہی خواہ کی یہی کوشش ہونا چاہیئے کہ معاشرت کے مراسم
جہان تک ہوسکے سادے اور ارزان ہوجاوین اور لوگونکی
قوت اور وقت اور دولت ایسے کامونمین صرف ہونے لگے
جن سے نوع انسان کو ترقی ہو اور ماحول مرکب مین جتنی مضر
چیزین ہین وہ کم ہوجاوین۔

سیاسی احسان

جب قوم کو نظام نامی مان لیا تب عیان ہے کہ اُس کا
زندہ اور تندرست رہنا اس بات پر موقوف ہے کہ اُس کے

تمام فرقے اور افراد اپنا اپنا کام پورے طور سے ٹھیک ٹھیک وقت پر
بآسانی کرتے رہین جب قوم مین جبری تعامل کے بجاے اختیاری
تعامل ہونے لگے اور افراد قوم کی ترتیب حسب[1] کے Status
لحاظ سے نہو بلکہ معاہدے کے اعتبار سے ہو تب قوم کو اچھی حالتمین
رہنے کے واسطے یہ لازم ہے کہ معاہدے کی پوری پابندی
ہوتی رہے اگر ایسا نہ ہوتا کہ اکثر صورتون مین پاس کی چیز دور
کی چیز کو پنہان کر دیتی ہے تو اہل بصیرت کو صاف نظر آتا کہ
رفاہ عام کے کامونمین وقت اور قوت اور دولت صرف کرنے
سے قوم مین سرمایۂ راحت اتنا زیادہ نہین بڑھتا جتنا سچا عدل
ہونے سے بڑھتا ہے اور اس لیے رفاہ عام کا کام کرنے کی
بہ نسبت ہر فرد کو اُسکی کوشش زیادہ چاہیئے کہ تمام افرادمین
سچا عدل ہوتا رہے سیاستی معاملات مین اکثر حضرات یہ خیال فرماکر
کہ مصلحتِ وقت یہی ہے فعلی اور قولی کذب کو برا نہین جانتے
مگر یہ بات غلط ہے تعامل کی حالت مین زیست و راحت زندگانی

---

[1] حسب - Appendagee

کے اصول صحیحہ پر مبنی ہے اور جھونٹ اور قومی فلاح مین کلی تباین[51] ہے سیاستی احسان کا تقاضا ہے کہ تمام افراد سیاستی راستبازی پر اصرار کرین اور جیسے شخصی معاملات مین جھونٹ کو قبیح اور مضر جانتے ہین ایسا ہی ملکی اور قومی معاملات مین فعلی اور قولی دروغ سے پورا پرہیز کرین - سیاستی احسان صرف یہی نہین بتاتا کہ ہر فرد اپنے معاملات مین عدل کرے اور اپنے سیاستی کردار مین مخلص اور راستباز ہو بلکہ اسکا یہ بھی تقاضا ہے کہ ہر فرد نگران رہے کہ قوم کا سیاستی نظام یعنی فرقہ حاکمہ اور اُس کے مضافات[52] اپنا کام ٹھیک کر رہا ہے قاضی سچا انصاف کرتے ہین اہل پولیس جرایم کو خوب روکتے ہین اور مجرمون کا پورا پتہ لگاتے ہین حکام اپنی اپنی خدمت کے لایق ہین اور اُن خدمات کو صداقت او محنت اور دیانت سے پورا ٹھیک وقت پر انجام دیتے ہین ہر فرد کو نگران رہنا چاہیئے کہ داخلی دشمنون سے حفاظت کے

---

[51] تباین باہم جدائی ہونا۔

[52] مضافات AppEndaGES متعلقات مثل پولیس وغیرہ۔

ذریعے یعنی فرقہ حاکمہ اور اُسکے مضافات کے ٹھیک ٹھیک کام کرنے مین کسی قسم کا غبن یا خیانت نہین ہوتی کوئی فرد ناجایز قوت غصب نہین کر لیتی۔

احسان فی المعاشرۃ مین اُن لوگون کو جنکو علم و دولت و قوائے عقلی و صحت جسمانی مین برتری حاصل ہے ہمیشہ یہ کوشش کرنا چاہیے کہ جب وہ اپنے بدقسمت بھائیون سے ملین تب اُنکو اُن کی کمی کسی طرح سے محسوس نہونے دین۔

ہر فرد کو بقدر امکان کوشش کرنا چاہیئے کہ قوم مین اخلاق کا معیار اونچا ہووے معالی اخلاق کی طرف افراد چلین اور رذایل سے بچین لیکن فوری انقلاب ممکن نہین اسیلئے قوم مین فوری اخلاقی برتری پیدا ہونا ہی محال ہے اس لیے ہر فرد کو اخلاق کامل کی مثال پیش نظر رکھکر یہ کوشش کرنا چاہیئے کہ رفتہ رفتہ لوگمین سقرات چلین اور نقص موجود آہستہ آہستہ کم ہوتا جاوے اور واقعی اخلاقی برتاؤ جہان تک ہوسکے مثالی[1] کامل خلق کے قریب قریب ہوجاوے

---

[1] مثالی۔ نمونہ کامل رب النوع۔

جو لوگ اس کم اور تدریجی ترقی پر قناعت نہین کرتے اور تمنّا کرتے ہین کہ دفعتہ نئے اور بہتر اخلاقی دستور العمل جاری کر کے قوم مین اخلاقی معیار کو ایک آن ہین اونچا کر دین وہ طلب محال کرتے ہین اور سمجھتے ہین کہ ایک آن ہین انسان کے دل و دماغ کی حالت اس طور سے بدل دیجا سکتی ہے کہ کچھ کا کچھ ہو جاوے ناقص دل و دماغ اور اُن کے بُرے آثار ایک لمحہ ہین بدلکر کامل دل و دماغ ہو سکتے ہین اور بُرے آثار کے بدلے فوراً ہی اچھے آثار پیدا ہو سکتے ہین حالانکہ ایک آن ہین ایسا انقلاب[1] عظیم ہونا محال ہے۔

[1] انسانون کی گزشتنی حالت ہین فوری اخلاقی انقلاب عظیم

ترقی اور انقلاب مین جو فرق ہے وہ ہمیشہ پیش نظر رکھنا چاہیئے قانون قدرت یہ ہے کہ ترقی بہت آہستہ اور رفتہ رفتہ ہوتی ہے آدمی کا بچہ پیدا ہونے کے بعد پندرہ برس کے قریب ہین سن بلوغ کو پہونچتا ہے کوئی انسانی کوشش اسکو ایک دن ہین بالغ نہین کر سکتی ایسا ہی کسی قوم کی علمی یا اخلاقی حالت ایک دن ہین نہین بدل سکتی دنیا ہین کوئی ایسا استاد موجود نہین ہے کہ ایک جاہل کو ایک دن ہین ارسطو بنا وے بعض وقت فردوں اور قومون ہین بجاے تدریجی ترقی کے فوری انقلاب ہوتا ہے۔

نہین ہوسکتا یہ اختیار سے باہر ہے کہ ایک آن مین تمام جاہل علامہ ہوجاوین تمام جرایم پیشہ صالح[1] قوم بنجاوین تمام کمزور مریض توانا اور تندرست ہوجاوین گدائی کے بدلے ثروت ہوجاوے جیسا ایک دن مین لندن یا پیرس کا شہر آباد نہین ہوسکتا ہے ایسا ہی چند دن مین ایک کمزور - جاہل - رذیل قوم - توانا اور عالم اور شریف قوم نہین ہوسکتے جو کچھ ممکن ہے وہ صرف یہی ہے کہ رفتہ رفتہ اصلاح کی کوشش ہو اور آدمیون اور اُن کے مرکب ماحول مین جو تباین ہے اور جو اذیتین اس تباین سے پیش آتی ہین اُن مین کمی کی سعی کی جاوے آدمیون کو اپنے تئین اپنے مرکب ماحول سے مطابق بنانے مین کچھ تکلیفین تو ناگزیر ہین لیکن ہر فرد کو یہ کوشش چاہیئے کہ ضروری تکلیف سے زیادہ نہو اور چونکہ انسان مین فطرتی قوت ماحول سے مطابق ہوجانے کی موجود ہے اسلئے امید ہوتی ہے کہ رفتہ رفتہ آدمی اور اُسکے مرکب ماحول مین ایسی موافقت ہوجاوے گی کہ زیستہائے سہ گانہ کے لیے جو افعال

---

[1] قوم کا درست کرنیوالا۔

و محنت مزدوری ہون گے وہ لذیذ ہون گے اور اُن کا کرنا سب
کی زیست اور راحت کو بڑھاوے گا اب بھی ایسی مثالین ملتی
ہین کہ لوگون کو اورون کے ساتھ احسان کرنے مین بہت مزہ
آتا ہے اور وہ اپنی جان تک فدا کرنے کو آمادہ ہو جاتے ہین۔
آدمی جب اپنے مرکب ماحول سے مطابق ہو جاوے گا
تب جو ہوگا وہ ہوگا سردست اس موجود گزشتنی حالت مین تمام
افراد متعاملہ کو اتنا احسان کرنا چاہیئے کہ ہر فرد کو اپنے مرکب ماحول
سے مطابق ہونے مین اور انسان کامل بننے مین مدد ملے اور
یہی خلاصۂ احسان ہے۔